(ڈ ایڈیشن طبع اوّل)

الحمد للّٰہ والمنّة

کہ یہ رسالہ مبارکہ جس میں اخوندزادہ سرآمد علماء کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم خوست مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا ذکر ہے اور نیز اُنکے شاگرد رشید میاں عبد الرحمٰن کے شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہوکر

نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنے

تذکرة الشہادتین

مع رسالہ عربی و علامات المقربین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع

اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

تعداد جلد ۸۰۰ قیمت فی جلد ۷ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

الحمد للہ و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اس زمانہ میں اگرچہ آسمان کے نیچے طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہیں۔ مگر جس ظلم کو ابھی میں ذیل میں بیان کروں گا۔ وہ ایک ایسا دردناک حادثہ ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے۔ اور بدن پر لرزہ ڈالتا ہے ۔

اس امر کو باترتیب بیان کرنے کے لئے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پاکر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ.... اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کرکے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب میں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں۔ اور خدا سے قوت پاکر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دور کروں اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا ہے۔ کہ وہ مسیح جو اس اُمت کے لئے ابتدا سے موعود تھا۔ اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے

زمانہ میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنیوالا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس[۱۳۰۰] پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ مَیں ہی ہوں۔ اور مکالماتِ الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اِس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روزِ روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُن کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اِس بات کے اقرار کیلئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے۔ جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور مَیں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مُبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک حصّہ اُس کا جب خدا تعالےٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا۔ تو اس کے مطابق ثابت ہُوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ انہیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سُورج اور چاند کا گرہن بھی ہُوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت پڑیگی۔ اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اُس مری سے باہر نہیں رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہُوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اُس وقت کہ اِس مُلک میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا۔ قریباً بائیس[۲۲] برس طاعون کے پھُوٹنے سے پہلے مجھے اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوئے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پیرایوں میں ہُوا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

اَتٰیٓ اَمرُ اللّٰہِ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیون۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا

صـ۳

والذین ہم محسنون - انہ قوی عزیز - وانہ غالب علی امرہٖ ولکن اکثر الناس لا یعلمون - انما امرہٗ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون - اتعجبون منی وانا من المجرمین منتقمون - یقولون ان ھذا الا قول البشر واعانہ علیہ قوم اٰخرون - جاھل او مجنون - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - انا کفیناک المستھزئین - انی مھین من اراد اھانتک - وانی معین من اراد اعانتک - وانی لا یخاف لدیّ المرسلون - اذا جاء نصر اللہ والفتح وتمت کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون - واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون - الا انھم ھم المفسدون - وان یتخذونک الا ھزوا اھذا الذی بعث اللہ بل اتیناھم بالحق فھم للحق کارھون - وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلبٍ ینقلبون - سبحانہٗ وتعالٰی عما یصفون - ویقولون لست مرسلا - قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم تؤمنون - انت وجیہٌ فی حضرتی - اخترتک لنفسی - اذا غضبتَ غضبتُ وکلما احببتَ احببتُ - یحمدک اللہ من عرشہ - یحمدک اللہ ویمشی الیک انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق - انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی - انت من ماءنا وھم من فشل - الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم - وعلمک ما لم تعلم - قالوا انّٰی لک ھٰذا قل ھو اللہ عجیب لا رآدّ لفضلہٖ - لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون - ان ربک فعال لما یرید خلق اٰدم فاکرمہ - اردت ان استخلف فخلقت اٰدم - وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انی اعلم ما لا تعلمون - یقولون ان ھذا الا اختلاق - قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون - وبالحق انزلناہ وبالحق نزل - وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین - یا احمدی انت مرادی ومعی - سرک سرّی - شانک عجیب واجرک قریب - انی اثرتک واخترتک یاتی علیک زمن کمثل زمن موسٰی - ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون - ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین - انہ کریم تمشّی امامک وعادی لک من عادی وسوف یعطیک ربک فترضٰی - انا نرث الارض ناکلھا من اطرافھا - لتنذر قومًا ما انذر اٰباءھم

مسک

ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی امرت وانا اوّل المومنین۔ قل یوحیٰ الیّ انما الھکم الہ واحد۔ والخیر کلہ فی القراٰن۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ فبایّ حدیث بعدہٗ تؤمنون یریدون ان لا یتم امرک۔ واللہ یابی الا ان یتم امرک۔ وما کان اللہ لیترکک حتّٰی یمیز الخبیث من الطیب۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکان وعد اللہ مفعولا۔ انّ وعد اللہ اتی۔ ورکل ورکی۔ یعصمک اللہ من العدا۔ ویسطوا بکل من سطا حلّ غضبہ علی الارض۔ ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ امر من السماءِ۔ امر من اللہ العزیز الاکرم۔ ان اللہ لا یغیّر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم۔ انہ اوی القریۃ۔ لا عاصم الیوم الا اللہ۔ اصنع الفلک باعیننا ووحینا انہ معک ومع اھلک۔ انی احافظ کل من فی الدار۔ الا الذین علوا من استکبار۔ واحافظک خاصۃ۔ سلام قولاً من ربّ رّحیم۔ سلام علیکم طبتم۔ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ انی مع الرسول اقوم وافطر واصوم۔ والوم من یلوم۔ واعطیک ما یدوم۔ واجعل لک انوار القدوم۔ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔ انی انا الصاعقۃ وانی انا الرحمٰن ذو اللطف والندیٰ۔

ترجمہ:۔ خدا کا امر آرہا ہے پس تم جلدی مت کرو۔ یہ خوشخبری ہے جو قدیم سے نبیوں کو ملتی رہی ہے۔ خدا اُنکے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ یعنی ادب اور حیا اور خوف الٰہی کی پابندی سے ان ظنی راہوں کو بھی چھوڑتے ہیں۔ جن میں معصیت اور نافرمانی کا گمان ہو سکتا ہے۔ اور دلیری سے کوئی قدم نہیں اٹھاتے بلکہ ڈرتے ڈرتے کسی فعل یا قول کے بجالانے کا قصد کرتے ہیں۔ اور خدا اُنکے ساتھ ہے جو اسکے ساتھ اخلاص رکھتے اور اُسکے بندوں سے نیکی بجالاتے ہیں۔ وُہ قوی اور غالب ہے۔ وہ ہر ایک امر پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جب وہ ایک بات کو چاہتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ ہو۔ پس وہ بات ہو جاتی ہے۔ کیا تم مجھ سے بھاگ سکتے ہو۔ اور ہم مجرموں سے انتقام لینگے کہتے ہیں کہ یہ تو صرف انسان کا قول ہے۔ اور ان باتوں میں دوسروں نے اس شخص کی مدد کی ہے۔ یہ تو جاہل ہے یا مجنون ہے۔ انکو کہدے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو آؤ۔ منہ

میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تمہیں دوست رکھے۔ اور جو لوگ تجھے ٹھٹھا کرتے ہیں ہم اُن کیلئے کافی ہیں۔ مَیں اُس شخص کی اہانت کرونگا جو تیری اہانت کے درپے ہے۔ اور میں اُس شخص کی مدد کرونگا جو تیری مدد کرنا چاہتا ہے۔ مَیں ہوں جو میرے پاس ہوکر میرے رسول ڈرا نہیں کرتے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئیگی اور تیرے رب کا کلمہ پورا ہو جائیگا۔ تو کہا جائیگا کہ یہ وہی ہے جس کیلئے تم جلدی کرتے تھے۔ اور جب اُن کو کہا جاتا ہے کہ زمین پر فساد مت کرو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں۔ خبردار رہو کہ وہی مفسد ہیں۔ اور تجھے انہوں نے ہنسی اور ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے۔ اور ٹھٹھا مار کر کہتے ہیں کہ کیا یہ وہی شخص ہے کہ جو خدا نے مبعوث فرمایا۔ یہ تو انکی باتیں ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ ہم نے انکے سامنے حق پیش کیا پس وہ حق کے قبول کرنے سے کراہت کر رہے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان لینگے کہ وہ کس طرف پھیرے جائینگے۔ خدا ان تہمتوں سے پاک اور برتر ہے جو اُس پر لگا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تُو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں۔ انکو کہدے کہ خدا کی میرے پاس گواہی موجود ہے۔ پس کیا تم ایمان لاتے ہو۔ تُو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ مَیں نے اپنے لئے تجھے چُن لیا جب تُو کسی پر ناراض ہو تو مَیں اُسپر ناراض ہوتا ہوں۔ اور ہر ایک چیز جس سے تُو پیار کرتا ہے۔ مَیں بھی اُس سے پیار کرتا ہوں۔ خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ تُو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جس کو دُنیا نہیں جانتی۔ تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ تُو ہمارے پانی سے ہے۔ اور وہ لوگ فشل سے۔ اُس خدا کو حمد ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا اور تجھے وہ باتیں سکھلائیں جن کی تجھے خبر نہ تھی۔ لوگوں نے کہا کہ یہ مرتبہ تجھے کہاں سے اور کیونکر مل سکتا ہے۔ انکو کہدے کہ میرا خدا عجیب ہے۔ اسکے فضل کو کوئی ردّ نہیں کرسکتا۔ جو کام وہ کرتا ہے۔ اُس سے پُوچھا نہیں جاتا۔ کہ ایسا کیوں کیا۔ مگر لوگ اپنے اپنے کاموں سے پُوچھے جاتے ہیں۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اُسنے اس آدم کو پیدا کرکے اُس کو بزرگی دی۔ مَیں نے اس زمانہ میں ارادہ کیا کہ اپنا ایک خلیفہ زمین پر قائم کروں۔ پس مَیں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ اور لوگوں نے کہا کہ کیا تُو ایسا شخص اپنا خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے یعنی پھوٹ ڈالتا ہے۔ تو خدا نے انہیں کہا کہ جن باتوں کا مُجھے علم ہے تمہیں وہ باتیں معلوم نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ایک بناوٹ ہے کہ خدا ہے جس نے یہ سلسلہ قائم کیا۔ پھر یہ کہہ کر انکو اپنے لہو ولعب میں چھوڑدے۔ ص۹

اور ہم نے حق کے ساتھ اسکو اُتارا اور ضرورت حقہ کے موافق وہ اُترا۔ اور ہم نے تجھے تمام دُنیا کیلئے ایک عام رحمت کر کے بھیجا ہے۔ اے میرے احمد تو میری مُراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تیری شان عجیب ہے اور اجر قریب ہے۔ میں نے تجھے روشن کیا اور میں نے تجھے چُنا۔ تیرے پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جیساکہ موسیٰ پر زمانہ آیا تھا۔ اور تو ان لوگوں کے بارے میں میری جناب میں شفاعت مت کر جو ظالم ہیں کیونکہ وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور یہ لوگ مکر کرینگے اور خدا بھی اُن سے مکر کریگا۔ اور خدا تعالیٰ بہتر مکر کرنے والا ہے وہ کریم ہے جو تیرے آگے آگے چلتا ہے۔ اور اُس کو وہ اپنا دشمن قرار دیتا ہے۔ جو تجھ سے دشمنی کرتا ہے۔ اور وہ عنقریب تجھے وہ چیزیں دیگا جن سے تو راضی ہو جائیگا۔ ہم زمین کے وارث ہونگے۔ اور ہم اُس کو اُس کے طرفوں سے گھٹاتے جاتے ہیں۔ تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے۔ جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔ اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہہ میں مامور ہوں اور میں سب سے پہلے مومن ہوں کہ میرے پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تمام خیر قرآن میں ہے۔ اس کے حقائق معارف تک وہی لوگ پہنچتے ہیں جو پاک کئے جاتے ہیں۔ پس تم اُسکے بعد یعنے اُسکو چھوڑ کر کس حدیث پر ایمان لاؤگے۔ یہ لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ کچھ ایسی کوشش کریں کہ تیرا امر ناتمام رہ جائے لیکن خدا تو یہی چاہتا ہے کہ تیری بات کو کمال تک پہنچاوے۔ اور خدا ایسا نہیں ہے کہ قبل اسکے جو پاک اور پلید میں فرق کر کے دکھلاوے تجھے چھوڑ دے۔ خدا وہ خدا ہے جسنے اپنے رسول کو (یعنی اس عاجز کو) ہدایت اور دین حق دیکر اس غرض سے بھیجا ہے تا وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے اور خدا کا وعدہ ایک دن ہوتا ہی تھا۔ خدا کا وعدہ آگیا۔ اور ایک پیر اُس نے زمین پر مارا اور خلل کی اصلاح کی۔ خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا۔ اور اُس شخص پر حملہ کرے گا کہ جو ظلم کی راہ سے تیرے پر حملہ کریگا۔ اُس کا غضب زمین پر اُتر آیا۔ کیونکہ لوگوں نے معصیت پر کمر باندھی اور وہ حد سے گذر گئے۔ بیماریاں ملک میں پھیلائی جائیں گی۔ اور طرح طرح کے اسباب سے جانیں تلف کی جائیں گی۔ یہ امر آسمان پر قرار پاچکا ہے۔ یہ اُس خدا کا امر ہے جو غالب اور بزرگ ہے۔ جو کچھ قوم پر نازل ہوا۔ خدا اُس کو نہیں بدلائیگا جبتک کہ وہ لوگ اپنے دلوں کی حالتیں نہ بدلالیں۔

وہ اُس گاؤں کو جو قادیان ہے کسی قدر ابتلاء کے بعد اپنی پناہ میں لے لیگا※۔ آج خدا کے سوا کوئی بچانیوالا
نہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنا۔ وہ خدا قادر خدا تیرے ساتھ اور تیرے لوگوں کے ساتھ ہے
میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کے اندر ہی بچاؤنگا۔ مگر وہ لوگ جو میرے مقابل پر تکبر سے اپنے تئیں نافرمان اور اونچا رکھتے
ہیں یعنی پورے طور پر اطاعت نہیں کرتے اور خاص کر میری حفاظت تیرے شامل حال رہیگی۔ خدائے رحیم کیطرف سے
سلامتی ہے۔ تم پر سلامتی ہے۔ تم پاک نفس ہو۔ اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ میں اس رسول کے ساتھ کھڑا
ہونگا۔ اور افطار کرونگا اور روزہ بھی رکھونگا۔ اور اُسکو ملامت کرونگا جو ملامت کرتا ہے۔ اور تجھے وہ نعمت دونگا
جو ہمیشہ رہیگی۔ اور اپنی تجلّی کے نُور تجھ میں رکھ دونگا۔ اور میں اس زمین سے وقت مقدر تک علیحدہ نہیں ہونگا
یعنی میری قہری تجلّی میں فرق نہ آئیگا۔ میں صاعقہ ہوں اور میں رحمان ہوں صاحبِ لطف اور بخشش ٭

ذکر واقعہ شہادتین

انہیں دنوں میں جبکہ متواتر یہ وحی خدا کی مجھ پر ہوئی اور نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے اور
میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا دلائل کے ساتھ دنیا میں شائع ہوا۔ خوست علاقہ حدود کابل میں ایک بزرگ
تک جن کا نام اخوندزادہ مولوی عبد اللطیف ہے کسی اتفاق سے میری کتابیں پہنچیں۔ اور وہ تمام دلائل جو
نقل اور عقل اور تائیدات سماوی سے میں نے اپنی کتابوں میں لکھے تھے۔ وہ سب دلیلیں انکی نظر سے گذریں۔
اور چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہلِ علم اور اہلِ فراست اور خدا ترس اور تقویٰ شعار تھے۔ اسلئے انکے
دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا۔ اور انکو اس دعوے کی تصدیق میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ اور انکی پاک
کانشنس نے بلا توقف مان لیا کہ یہ شخص منجانب اللہ ہے اور یہ دعویٰ صحیح ہے۔ تب انہوں نے میری کتابوں کو نہایت
محبت سے دیکھنا شروع کیا اور انکی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی۔ یہانتک کہ
انکے لئے بغیر ملاقات کے دُور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہو گیا۔ آخر اس زبردست کشش اور محبت اور اخلاص کا

※ اوٰی کا لفظ زبان عرب میں ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی قدر مصیبت یا ابتلاء کے بعد اپنی پناہ میں لیا جائے۔
اور کثرت مصائب اور تلف ہونے سے بچایا جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم یجدک یتیما فاوٰی۔[1] اسی طرح تمام قرآن شریف
میں اٰوی اور اوٰی کا لفظ ایسے ہی موقعوں پر استعمال ہوا ہے کہ جہاں کسی شخص یا کسی قوم کو کسی قدر تکلیف کے بعد پھر آرام دیا گیا۔ منہ

[1] الضحیٰ : ۷

نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس غرض سے کہ ریاست کابل سے اجازت حاصل ہو جائے حج کیلئے مصمم ارادہ کیا اور امیر کابل سے اس سفر کیلئے درخواست کی۔ چونکہ وہ امیر کابل کی نظر میں ایک برگزیدہ عالم اور تمام علماء کے سردار سمجھے جاتے تھے۔ اسلئے نہ صرف اُنکو اجازت ہوئی۔ بلکہ امداد کے طور پر کچھ روپیہ بھی دیا گیا سو وہ اجازت حاصل کر کے قادیان میں پہنچے۔ اور جب مجھ سے اُنکی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں نے انکو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کیلئے ممکن نہیں۔ اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ایسا ہی میں نے انکو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا۔ اور جیسا کہ اُن کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی اُن کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا۔ اس بزرگ مرحوم میں نہایت قابلِ رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وُہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا۔ اور درحقیقت اُن راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعتِ الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہیں اور خدا کے خوش کرنے کیلئے اور اسکی رضا حاصل کرنے کیلئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو طیار ہوتے ہیں۔ اُسکی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اُسکو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ اکثر لوگ باوجود ... بیعت کے اور باوجود میرے دعوے کی تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہیں پاتے بلکہ کچھ ملونی اُن میں باقی رہ جاتی ہے۔ اور ایک پوشیدہ بخل خواہ وہ جان کے متعلق ہو خواہ آبرو کے متعلق۔ اور خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتوں کے متعلق انکے ناکمل نفسوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے انکی نسبت ہمیشہ میری یہ حالت رہتی ہے کہ میں ہمیشہ کسی خدمت دینی کو پیش کرنے کے وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ انکو ابتلاء پیش نہ آوے۔ اور اس خدمت کو اپنے پر ایک بوجھ سمجھکر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہہ دیں۔ لیکن میں کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کروں جس نے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی میں یوں پھینک دیا کہ جس طرح کوئی ردی چیز پھینک دیجاتی ہے۔ اکثر لوگوں کو میں دیکھتا ہوں کہ ان کا اول اور آخر برابر نہیں ہوتا اور ادنیٰ سی ٹھوکر یا شیطانی وسوسہ یا بدصحبت سے وہ گر جاتے ہیں۔ مگر اس جوانمرد مرحوم کی استقامت کی تفصیل میں کن الفاظ سے بیان کروں کہ وہ نورِ یقین میں دمبدم ترقی کرتا گیا۔ اور جب وُہ میرے پاس

پہنچا تو میں نے اُن سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن ہے جس نے آپ کی طرف میری رہبری کی اور فرمایا کہ مَیں ایک ایسی طبیعت کا آدمی تھا کہ پہلے سے فیصلہ کر چکا تھا کہ یہ زمانہ جس میں ہم ہیں۔ اِس زمانہ کے اکثر مسلمان اسلامی رُوحانیت سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ وُہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے مگر اُنکے دِل مومن نہیں۔ اور اُن کے اقوال اور افعال بدعت اور شرک اور انواع و اقسام کی معصیت سے پُر ہیں۔ ایسا ہی بیرونی حملے بھی انتہا تک پہنچ گئے ہیں۔ اور اکثر دِل تاریک پردوں میں ایسے بےحس و حرکت ہیں کہ گویا مر گئے ہیں۔ اور وہ دین اور تقویٰ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے جس کی تعلیم صحابہ رضی اللہ عنہم کو دی گئی تھی۔ اور وہ صدق اور یقین اور ایمان جو اس پاک جماعت کو ملا تھا بلاشبہ اب وہ بباعث کثرت غفلت کے مفقود ہے۔ اور شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے۔ ایسا ہی میں دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مردہ کی حالت میں ہو رہا ہے۔ اور اب وہ وقت آگیا ہے۔ کہ پردہ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدد دین پیدا ہو۔ بلکہ میں روز بروز اس اضطراب میں تھا کہ وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ انہیں دنوں میں یہ آواز میرے کانوں تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب میں مسیح موعود ہونیکا دعوےٰ کیا ہے۔ اور مَیں نے بڑی کوشش سے چند کتابیں آپ کی تالیف کردہ بہم پہنچائیں۔ اور انصاف کی نظر سے ان پر غور کر کے پھر قرآن کریم پر انکو عرض کیا تو قرآن شریف کو ان کے ہر ایک بیان کا مصدق پایا۔ پس وہ بات جس نے پہلے پہلے مجھے اس طرف حرکت دی وہ یہی ہے کہ مَیں نے دیکھا کہ ایک طرف تو قرآن شریف بیان کر رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور واپس نہیں آئیں گے! اور دوسری طرف وہ موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس امت کو وعدہ دیتا ہے کہ وہ اس امت کی مصیبت اور ضلالت کے دنوں میں ان خلیفوں کے رنگ میں خلیفے بھیجتا رہیگا جو موسوی سلسلہ کے قائم اور بحال رکھنے کیلئے بھیجے گئے تھے۔ سو چونکہ ان میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسے خلیفے تھے جو موسوی سلسلہ کے آخر میں پیدا ہوئے اور نیز وہ ایسے خلیفے تھے کہ جو لڑائی کے لئے مامور نہیں ہوئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ کے کلام سے ضرور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کے رنگ پر بھی اس اُمت میں آخری زمانہ میں کوئی پیدا ہو۔ اسیطرح بہت سے کلمات معرفت اور دانائی کے اُن کے مُنہ سے مَیں نے سُنے جو بعض یاد رہے اور بعض بھول گئے اور وہ کئی مہینہ تک میرے پاس رہے۔ اور اس قدر انکو میری باتوں میں دلچسپی ہوئی کہ انہوں نے میری باتوں کو

صہ ۹

حج پر ترجیح دی اور کہا کہ میں اس علم کا محتاج ہوں جس سے ایمان قوی ہو اور علم عمل پر مقدم ہے۔ سو میں نے
ان کو مستعد پاکر جہاں تک میرے لئے ممکن تھا اپنے معارف اُن کے دل میں ڈالے اور اسطرح
پر ان کو سمجھایا کہ دیکھو یہ بات بہت صاف ہے کہ اللہ جل شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اِنَّآ
اَرۡسَلۡنَآ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا[1] جس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے
ایک رسول کو جو تم پر گواہ ہے یعنے اس بات کا گواہ کہ تم کیسی خراب حالت میں ہو تمہاری طرف اسی رسول
کی مانند بھیجا ہے جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ سو اس آیت میں اللہ جلشانہ نے ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ ٹھہرایا ہے۔ پھر سورۂ نور میں سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل
ٹھہرادیا ہے۔ سو کم سے کم تحقق مشابہت کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں سلسلوں کے اول اور آخر
میں نمایاں مشابہت ہو۔ یعنی یہ ضروری ہے کہ اس سلسلہ کے اوّل پر مثیل موسیٰ ہو اور اس سلسلہ کے آخیر
میں مثیل عیسیٰ۔ اور ہمارے مخالف علماء یہ تو مانتے ہیں کہ سلسلہ ملت اسلامیہ مثیل موسیٰ سے شروع ہوا مگر
وہ سراسر ہٹ دھرمی سے اس بات کو قبول نہیں کرتے کہ خاتمہ اس سلسلہ کا مثیل عیسیٰ پر ہوگا۔ اور اس صورت
میں وہ عمداً قرآن شریف کو چھوڑتے ہیں کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن شریف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
مثیل موسیٰ قرار دیا ہے اور کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن کریم نے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
مثیل موسیٰ قرار دیا بلکہ آیت کما استخلف الذین من قبلہم[2] میں تمام سلسلہ خلافت
محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل قرار دیا ہے۔ پس اس صورت میں قطعاً و وجوباً لازم آتا ہے کہ
سلسلہ خلافت اسلامیہ کے آخر میں ایک مثیل عیسیٰ پیدا ہو اور چونکہ اول اور آخر کی مشابہت ثابت
ہونے سے تمام سلسلہ کی مشابہت ثابت ہو جاتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کی کتابوں
میں جابجا نہیں دونوں مشابہتوں پر زور دیا گیا ہے بلکہ اول اور آخر کے دشمنوں میں بھی مشابہت
ثابت کی گئی ہے جیسا کہ ابوجہل کو فرعون سے مشابہت دی گئی ہے اور آخری مسیح کے مخالفین کو یہود
مغضوب علیہم سے اور آیت کما استخلف الذین من قبلہم میں یہ بھی اشارہ کر دیا ہے کہ
آخری خلیفہ اس امت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے زمانہ میں آئیگا۔ جو وہ زمانہ اپنی مدت میں

[1] المزمل: ۱۶ [2] النور: ۵۶

اس زمانہ کی مانند ہوگا ۔جبکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے تھے ۔ یعنی چودہویں صدی کیونکہ کما کا لفظ جس مشابہت کو چاہتا ہے اس میں زمانہ کی مشابہت بھی داخل ہے تمام فرقے یہودیوں کے اس بات پر متفق ہیں ۔کہ عیسٰیؑ بن مریم نے جس زمانہ میں دعوئے نبوت کیا وہ زمانہ حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی تھی ۔اور عیسائیوں میں سے پروٹسٹنٹ مذہب والے خیال کرتے ہیں کہ پندرھویں صدی موسوی سے کچھ سال گذر چکے تھے جب حضرت عیسٰیؑ نے دعویٰ نبوت کیا ۔اور پروٹسٹنٹ کا قول یہودیوں کے متفق علیہ قول کے مقابل پر کچھ چیز نہیں ۔اور اگر اس کی صحت مان بھی لیں تو اس قدر قلیل فرق سے مشابہت میں کچھ فرق نہیں آتا ۔بلکہ مشابہت ایک قلیل فرق کو چاہتی ہے ۔ایسا ہی قرآن شریف کی رو سے سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے ہر ایک نیکی اور بدی میں مشابہت رکھتا ہے ۔اسی کی طرف ان آیتوں میں اشارہ ہے ۔کہ ایک جگہ یہود کے حق میں لکھا ہے ۔ فینظر کیف تعملون[1] دوسری جگہ مسلمانوں کے حق میں لکھا ہے ۔ لننظر کیف تعملون[2] ۔ان دونوں آیتوں کے یہ معنی ہیں کہ خدا تمہیں خلافت اور حکومت عطا کر کے پھر دیکھیگا کہ تم راستبازی پر قائم رہتے ہو یا نہیں ۔ ان آیتوں میں جو الفاظ یہود کیلئے استعمال کئے ہیں وہی مسلمانوں کے لئے ۔یعنی ایک ہی آیت کے نیچے ان دونوں کو رکھا ہے ۔پس ان آیتوں سے بڑھکر اس بات کیلئے اور کونسا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا نے بعض مسلمانوں کو یہود قرار دیدیا ہے ۔اور صاف اشارہ کر دیا ہے کہ جن بدیوں کے یہود مرتکب ہوئے تھے یعنی علماء ان کے ۔اس امت کے علماء بھی انہیں بدیوں کے مرتکب ہونگے ۔اور اسی مفہوم کی طرف آیت غیر المغضوب علیھم[3] میں بھی اشارہ ہے کیونکہ اس آیت میں باتفاق کل مفسرین مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں جن پر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے غضب نازل ہوا تھا اور احادیث صحیحہ میں مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں جو مورد غضب الٰہی دنیا میں ہی ہوئے تھے ۔اور قرآن شریف یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یہود کو مغضوب علیہم ٹھیرانے کیلئے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زبان پر لعنت جاری ہوئی تھی ۔پس یقینی اور قطعی طور پر مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہیں ۔جنہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو سولی پر ہلاک کرنا چاہا تھا ۔اب خدا تعالیٰ کا یہ دعا سکھلانا کہ خدایا ایسا کر کہ ہم وہی یہودی نہ بنجائیں جنہوں نے عیسٰیؑ کو قتل کرنا چاہا تھا صاف بتلا رہا ہے کہ امت محمدیہ

[1] اعراف : ۱۳۰ [2] یونس : ۱۵ [3] الفاتحہ : ۷

میں بھی ایک عیسٰے پیدا ہونے والا ہے۔ ورنہ اس دُعا کی کیا ضرورت تھی۔ اور نیز جبکہ آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ میں بعض علماء مسلمان بالکل علماء یہود سے مشابہ ہو جائیں گے اور یہود بنجائینگے۔ پھر یہ کہنا کہ ان یہودیوں کی اصلاح کیلئے اسرائیلی عیسٰے آسمان سے نازل ہوگا بالکل غیر معقول بات ہے۔ کیونکہ اوّل تو باہر سے ایک نبی کے آنے سے مُہر ختم نبوّت ٹوٹتی ہے۔ اور قرآن شریف صریح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھیراتا ہے۔ ماسوا اسکے قرآن شریف کے رُو سے یہ اُمّت خیر الامم کہلاتی ہے۔ پس اسکی اس سے زیادہ بیعزتی اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ یہود بننے کیلئے تو یہ اُمّت ہو مگر عیسٰے باہر سے آوے۔ اگر یہ سچ ہے کہ کسی زمانہ میں اکثر علماء اس اُمّت کے یہودی بنجائیں گے۔ یعنی یہود خصلت ہوجائیں گے۔ تو پھر یہ بھی سچ ہے کہ ان یہود کے درست کرنے کیلئے عیسٰے باہر سے نہیں آئیگا۔ بلکہ جیساکہ بعض افراد کا نام یہود رکھا گیا ہے۔ ایسا ہی اسکے مقابل پر ایک فرد کا نام عیسٰے بھی رکھا جائیگا۔ اس بات کا انکار نہیں ہوسکتا کہ قرآن اور حدیث دونوں نے بعض افراد اس اُمّت کا نام یہود رکھا ہے۔ جیساکہ آیت غیر المغضوب علیہم سے بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ اگر بعض افراد اس اُمّت کے یہودی بننے والے نہ ہوتے تو دُعا مذکورہ بالا ہرگز نہ سکھلائی جاتی۔ جب سے دُنیا میں خدا کی کتابیں آئی ہیں۔ خدا تعالےٰ کا ان میں یہی محاورہ ہے کہ جب کسی قوم کو ایک بات سے منع کرتا ہے کہ مثلاً تم زنا نہ کرو۔ یا چوری نہ کرو۔ یا یہودی نہ بنو۔ تو اس منع کے اندر یہ پیشگوئی مخفی ہوتی ہے کہ بعض ان میں سے ارتکاب ان جرائم کا کریں گے۔ دُنیا میں کوئی شخص ایسی نظیر پیش نہیں کرسکتا کہ ایک جماعت یا ایک قوم کو خدا تعالیٰ نے کسی ناکردنی کام سے منع کیا ہو۔ اور پھر وہ سب کے سب اس کام سے باز رہے ہوں۔ بلکہ ضرور بعض اس کام کے مرتکب ہوجاتے ہیں۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے توریت میں یہودیوں کو یہ حکم دیا کہ تم نے توریت کی تحریف نہ کرنا۔ سو اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض یہود نے توریت کی تحریف کی۔ مگر قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو کہیں یہ حکم نہیں دیا کہ تم نے قرآن شریف کی تحریف نہ کرنا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون[1]۔ یعنی ہم نے ہی قرآن شریف کو اُتارا اور ہم ہی اسکی محافظت کریں گے۔ اسی وجہ سے قرآن شریف تحریف سے محفوظ رہا۔ غرض یہ قطعی اور یقینی اور مسلّم سنت الٰہی ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کسی کتاب

صہ۱۲

[1] الحجر : ۱۰

میں کسی قوم یا جماعت کو ایک بُرے کام سے منع کرتا ہے یا نیک کام کیلئے حکم فرماتا ہے تو اُس کے علم قدیم میں یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ اس کے حکم کی مخالفت بھی کرینگے۔ پس خدا تعالیٰ کا سُورہ فاتحہ میں یہ فرمانا کہ تم دُعا کیا کرو کہ تم وُہ یہود ی نہ بنجاوٴ۔ جنہوں نے عیسٰے علیہ السلام کو سُولی دینا چاہا تھا جس سے دنیا میں ہی اُن پر غضب الٰہی کی مار پڑی۔ اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں یہ مقدر تھا کہ بعض افراد اس اُمّت کے جو علماء اُمّت کہلائیں گے۔ اپنی شرارتوں اور تکذیب مسیح وقت کیوجہ سے یہودیوں کا جامہ پہن لینگے۔ ورنہ ایک لغو دُعا کے سکھلانے کی کچھ ضرورت نہ تھی یہ تو ظاہر ہے کہ علماء اس اُمّت کے اس طرح کے یہودی نہیں بن سکتے کہ وہ اسرائیل کے خاندان میں سے بنجائیں۔ اور پھر اس عیسٰے بن مریم کو جو مدت سے اس دنیا سے گذر چکا ہے سُولی دینا چاہیں۔ کیونکہ اب اس زمانہ میں نہ وہ یہودی اس زمین پر موجود ہیں نہ وہ عیسٰے موجود ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس آیت میں ایک آیندہ واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور یہ بتلانا منظور ہے کہ اس اُمّت میں عیسٰی مسیحؑ کے رنگ میں آخری زمانہ میں ایک شخص مبعوث ہوگا اور اسکے وقت کے بعض علماء اسلام ان یہودی علماء کی طرح اس کو دُکھ دینگے جو عیسٰی علیہ السلام کو دُکھ دیتے تھے اور ان کی شان میں بدگوئی کرینگے۔ بلکہ احادیث صحیحہ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہودی بننے کے یہ معنی ہیں کہ یہودیوں کی بداخلاق اور بدعادات علماء اسلام میں پیدا ہوجائینگے۔ اور گو بظاہر مسلمان کہلائیں گے۔ مگر اُن کے دل مسخ ہوکر ان یہودیوں کے رنگ سے رنگین ہوجائینگے جو حضرت عیسٰے علیہ السلام کو دُکھ دیکر مورد غضب الٰہی ہوئے تھے۔ پس جبکہ یہودی یہی لوگ بنیں گے جو مسلمان کہلاتے ہیں تو کیا یہ اس امت مرحومہ کی بیعزتی نہیں کہ یہودی بننے کیلئے تو یہ مقرر کئے جائیں مگر مسیح جو ان یہودیوں کو درست کریگا وُہ باہر سے آوے۔ یہ تو قرآن شریف کے منشاء کے سراسر برخلاف ہے قرآن شریف نے سلسلہ محمدیہ کو ہر یک نیکی اور بدی میں سلسلہ موسویہ کے مقابل رکھا ہے نہ صرف بدی میں ماسوا اسکے آیت غیرالمغضوب علیہم[1] کا صریح یہ منشاء ہے کہ وہ لوگ یہودی اسلئے کہلائینگے کہ خدا کے مامور کو جو انکی اصلاح کیلئے آئیگا بنظر تحقیر و انکار دیکھیں گے اور اسکی تکذیب کرینگے اور اسکو قتل کرنا

ص۱۴۱

[1] الفاتحۃ : ۷

چاہیں گے۔ اور اپنے قویٰ غضبیہ کو اسکی مخالفت میں بھڑکائیں گے۔ اسلئے وہ آسمان پر مغضوب علیہم کہلائینگے۔ اُن یہودیوں کی مانند جو حضرت عیسٰے علیہ السلام کے مکذب تھے جس تکذیب کا آخر کار نتیجہ یہ ہُوا تھا کہ سخت طاعون یہود میں پڑی تھی اور بعد اسکے طیطوس رُومی کے ہاتھ سے وہ نیست و نابود کئے گئے تھے۔ پس آیت غیر المغضوب علیہم سے ظاہر ہے کہ دنیا میں ہی کوئی غضب اُن پر نازل ہوگا کیونکہ آخرت کے غضب میں تو ہر ایک کافر شریک ہے، اور آخرت کے لحاظ سے تمام کافر مغضوب علیہم ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں خاص کرکے اُن یہودیوں کا نام مغضوب علیہم رکھا جنہوں نے حضرت عیسٰےؑ کو سُولی دینا چاہا تھا۔ بلکہ اپنی دانست میں سُولی دے چکے تھے۔ پس یاد رہے کہ ان یہودیوں کو مغضوب علیہم کی خصوصیت اسلئے دیگئی کہ دُنیا میں ہی اُنپر غضب الٰہی نازل ہُوا تھا اور اسی بنا پر سُورہ فاتحہ میں اس اُمّت کو یہ دُعا سکھلائی گئی کہ خدایا ایسا کر کہ وہی یہودی ہم نہ بن جائیں۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ جب اس اُمّت کا مسیح مبعوث ہوگا تو اسکے مقابل پر وہ یہودی بھی پیدا ہو جائینگے جن پر اسی دُنیا میں خدا کا غضب نازل ہوگا۔ پس اس دُعا کا یہ مطلب تھا کہ یہ مقدّر ہے کہ تم میں سے بھی ایک مسیح پیدا ہوگا۔ اور اسکے مقابل پر یہود پیدا ہونگے جن پر دُنیا میں ہی غضب نازل ہوگا۔ سو تم دُعا کرتے رہو کہ تم ایسے یہود نہ بن جاؤ۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یُوں تو ہر ایک کافر قیامت میں مورد غضب الٰہی ہے۔ لیکن اِس جگہ غضب سے مُراد دُنیا کا غضب ہے۔ جو مجرموں کے سزا دینے کیلئے دُنیا میں ہی نازل ہوتا ہے اور وہ یہودی . . . . جنہوں نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو دُکھ دیا تھا۔ اور بموجب نصّ قرآن کریم انکی زبان پر لعنتی کہلائے تھے۔ وُہ وہی لوگ تھے جن پر دُنیا میں ہی عذاب کی مار پڑی تھی۔ یعنے اوّل سخت طاعون سے وہ ہلاک کئے گئے تھے۔ اور پھر جو باقی رہ گئے تھے وُہ طیطوس رُومی کے ہاتھ سے سخت عذاب کے ساتھ ملک سے منتشر کئے گئے تھے۔ پس غیر المغضوب علیہم میں یہی عظیم الشان پیشگوئی مخفی ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے یہودی کہلائینگے وُہ بھی ایک مسیح کی تکذیب کرینگے جو اُس پہلے مسیح کے رنگ پر آئیگا یعنے نہ وُہ جہاد کریگا اور نہ تلوار اُٹھائے گا۔

صلا

بلکہ پاک تعلیم اور آسمانی نشانوں کے ساتھ دین کو پھیلائے گا۔ اور اس آخری مسیح کی تکذیب کے بعد بھی دنیا میں طاعون پھیلے گی اور وہ سب باتیں پوری ہونگی جو ابتداء سے سب نبی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ وسوسہ کہ آخری زمانہ میں وُہی مسیح ابن مریم دوبارہ دنیا میں آجائیگا۔ یہ تو قرآن شریف کے منشاء کے سراسر برخلاف ہے جو شخص قرآن شریف کو ایک تقویٰ اور ایمان اور انصاف اور تدبر کی نظر سے دیکھے گا۔ اسپر روز روشن کی طرح کھل جائیگا کہ خداوند قادر کریم نے اس اُمت محمدیہ کو موسوی اُمت کے بالکل بالمقابل پیدا کیا ہے۔ انکی اچھی باتوں کے بالمقابل اچھی باتیں دی ہیں اور انکی بُری باتوں کے مقابل پر بُری باتیں۔ اس اُمت میں بعض ایسے ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل سے مشابہت رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو مغضوب علیہم یہود سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک گھر ہے جس میں عمدہ عمدہ آراستہ کمرے موجود ہیں جو عالیشان اور مہذب لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ ہیں اور جس کے بعض حصے میں پاخانے بھی ہیں اور بدررو بھی اور گھر کے مالک نے چاہا کہ اس محل کے مقابل پر ایک اور محل بناوے کہ تا جو جو سامان اس پہلے محل میں تھا اس میں بھی موجود ہو۔ سو یہ دُوسرا محل اسلام کا محل ہے اور پہلا محل موسوی سلسلہ کا محل تھا۔ یہ دوسرا محل پہلے محل کا کسی بات میں محتاج نہیں۔ قرآن شریف توریت کا محتاج نہیں اور یہ اُمت کسی اسرائیلی نبی کی محتاج نہیں۔ ہر ایک کامل جو اِس اُمت کے لئے آتا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے پرورش یافتہ ہے اور اس کی وحی محمدی وحی کی ظل ہے۔ یہی ایک نکتہ ہے جو سمجھنے کے لائق ہے۔ افسوس ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ کو دوبارہ لاتے ہیں۔ نہیں سمجھتے کہ مطلب تو یہ ہے کہ اسلام کو فخر مشابہت حاصل ہو نہ یہ ذلت کہ کوئی اسرائیلی نبی آوے تا اُمت اصلاح پاوے۔

علاوہ اسکے یہ نہایت بیہودہ خیال ہے کہ ایسے لغو اعتقاد پر زور دیا جاوے جسکی خدا کی کتاب میں کوئی نظیر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھنے کی درخواست کی گئی جیسا کہ قرآن شریف میں[1] مذکور ہے۔ مگر وہ یہ کہہ کر نامنظور کی گئی کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ تو کیا عیسیٰؑ بشر نہ تھا کہ اُسکو بغیر درخواست کے آسمان پر چڑھایا گیا۔ پھر قرآن شریف سے تو صرف رفع الی اللہ ثابت ہے جو ایک رُوحانی امر ہے نہ رفع الی السماء اور یہودیوں کا اعتراض تو یہ تھا کہ جو شخص لکڑی پر لٹکایا جاوے اُس کا رفع رُوحانی دوسرے نبیوں کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف نہیں ہوتا اور یہی اعتراض دفع

صفحہ ۱۵

[1] بنی اسرائیل : ۹۴

کرنے کے لائق تھا۔ پس قرآن شریف نے کہاں اس اعتراض کو دفع کیا ہے یعنی اس تمام نزاع کی بنیاد یہ تھی کہ یہودی کہتے تھے کہ عیسیٰؑ مصلوب ہو گیا ہے اور جو شخص مصلوب ہو اُس کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا اسلئے عیسیٰؑ کا اور نبیوں کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف رفع رُوحانی نہیں ہوا لہٰذا وہ مومن نہیں ہے اور نہ نجات یافتہ ہے اور چونکہ قرآن اِس بات کا ذمہ وار ہے کہ پہلے جھگڑوں کا تصفیہ فرماوے۔ لہٰذا اُس نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عیسیٰؑ کا بھی دُوسرے نبیوں کی طرح رفع ہوا ہے۔ خدا نے تو ایک جھگڑے کا فیصلہ کرنا تھا۔ پس اگر خدا تعالیٰ نے ان آیتوں میں یہ فیصلہ نہیں کیا تو پھر بتلاؤ کہ کس مقام میں یہ فیصلہ کیا۔ کیا نعوذ باللہ اس طرح کی بدفہمی خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کہ جھگڑا تو یہود کی طرف سے رُوحانی رفع کا تھا اور خدا یہ کہے کہ عیسیٰؑ مع جسم دُوسرے آسمان پر بیٹھا ہے۔ ظاہر ہے کہ نجات کیلئے مع جسم آسمان پر جانا شرط نہیں صرف رُوحانی رفع شرط ہے۔

پس اس جگہ اس جھگڑے کے فیصلہ کیلئے یہ بیان کرنا تھا کہ نعوذ باللہ عیسیٰؑ لعنتی نہیں ہے بلکہ ضرور رفع رُوحانی اسکو نصیب ہوا ہے۔ ماسوا اِسکے قرآن شریف میں جو رفع کے پہلے توفّی کا لفظ لایا گیا ہے یہ صریح اس بات پر قرینہ ہے کہ یہ وُہ رفع ہے جو ہر ایک مومن کو موت کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ اور توفی کے یہ معنی کرنا کہ زندہ آسمان پر حضرت عیسیٰؑ اٹھائے گئے یہ بھی یہودیوں کی طرح قرآن شریف کی تحریف ہے۔ قرآن شریف اور تمام حدیثوں میں توفّی کا لفظ قبض رُوح کے بارہ میں استعمال پاتا ہے۔ کسی مقام میں ان معنوں پر استعمال نہیں ہوا کہ کوئی شخص مع جسم زندہ آسمان پر اُٹھایا گیا۔

صـ۱۶

ماسوا اسکے ان معنوں سے تو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قرآن شریف میں عیسیٰؑ کی موت کا کہیں ذکر نہیں اور اس نے کبھی مرنا ہی نہیں کیونکہ جس جگہ اور جس مقام میں حضرت عیسیٰؑ کی نسبت توفّی کا لفظ ہوگا وہاں یہی معنی کرنے پڑینگے کہ مع جسم آسمان پر چلا گیا یا جائیگا۔ پھر موت اسکی کس طرح ثابت ہوگی۔

علاوہ اسکے اگر دُنیا میں دوبارہ انسان آسکتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں کے سامنے شرمندہ کیوں کیا۔ کیونکہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعویٰ مسیحیت کیا تو یہودیوں نے یہ حجت پیش کی تھی کہ تجھے ہم سچا مسیح نہیں مان سکتے کیونکہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ وُہ سچا مسیح

جس کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے جب وہ آئیگا تو ضرور ہے کہ اُس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دُنیا میں آوے۔ مگر الیاس نبی ابتک دوبارہ دُنیا میں نہیں آیا اِسلئے ہم تجھے سچا نہیں سمجھ سکتے۔ تب حضرت مسیح نے اُنکو یہ جواب دیا کہ وُہ الیاس جو آنیوالا تھا وُہ یوحنا نبی ہے جس کو اہل اسلام یحییٰ کرکے پکارتے ہیں۔ اِس جواب پر یہود سخت ناراض ہو گئے اور حضرت عیسیٰؑ کو مفتری اور کاذب قرار دیا چنانچہ ابتک وُہ اپنی کتابوں میں جو بعض میرے پاس موجود ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ قیامت کے دن ہمیں پوچھے گا کہ اس شخص کو تم نے قبول نہیں کیا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب اُسکے آگے رکھدیں گے اور عرض کریں گے کہ یا الٰہی جبکہ تو نے صاف لفظوں میں کہدیا تھا کہ جب تک الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آوے وہ سچا مسیح جسکا بنی اسرائیل سے وعدہ ہے مبعوث نہیں ہوگا۔ پس الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آیا اسلئے ہم نے اس شخص کو قبول نہ کیا۔ ہمیں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ جبتک الیاس کا مثیل نہ آوے سچا مسیح نہیں آئے گا۔ بلکہ ہمیں کہا گیا تھا۔ کہ سچے مسیح کے پہلے سچ مچ الیاس کا دوبارہ آنا ضروری ہے سو وہ بات پوری نہ ہوئی۔

پھر اس کے بعد یہ فاضل یہودی جس کی کتاب میرے پاس ہے اپنی اس دلیل پر بڑا فخر کرکے ملک کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ کیا ایسے مفتری کو کوئی قبول کرسکتا ہے جو تاویلوں سے کام لیتا ہے اور اپنے اوستاد یوحنا کو خواہ نخواہ الیاس ٹھہراتا ہے۔ پھر اسکے بعد اُسنے بڑا جوش ظاہر کیا ہے اور ایسے تحقیر کے الفاظ سے حضرت مسیح کو یاد کرتا ہے۔ جن کی نقل ہم اس جگہ کر نہیں سکتے! اور اگر قرآن نازل نہ ہوا ہوتا تو اس حجت میں بظاہر یہود حق بجانب معلوم ہوتے تھے کیونکہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں درحقیقت یہ الفاظ نہیں ہیں کہ سچے مسیح کے پہلے مثیل الیاس آئے گا۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ اس مسیح سے پہلے خود الیاس کا دوبارہ آنا ضروری ہے۔ اس صورت میں اگرچہ عیسائی حضرت مسیح کی خدائی کے لئے روتے ہیں۔ مگر نبوت بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور یہودی سچے معلوم ہوتے ہیں۔ پس یہ احسان قرآن شریف کا عیسائیوں پر ہے کہ حضرت مسیح کی سچائی ظاہر کردی۔

اس جگہ ایک سوال باقی رہتا ہے اور وہ یہ کہ جس حالت میں ملاکی نبی کے صحیفہ میں صاف لفظوں

صـ١٨

میں لکھا ہے کہ جب تک الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آوے تب تک وہ سچا مسیح جس کا بنی اسرائیل کو وعدہ دیا گیا ہے دنیا میں نہیں آویگا۔ تو پھر اس صورت میں یہود کا کیا قصور تھا جو انہوں نے حضرت مسیح کو قبول نہیں کیا اور اس کو کافر اور مرتد اور ملحد قرار دیا کیا ان کی صحت نیت کے لئے یہ کافی نہیں ہے۔ کہ کتاب اللہ کی نص کے موافق انہوں نے عملدرآمد کیا۔ ہاں اگر ملاکی نبی کے صحیفہ میں مثیل الیاس کے دوبارہ آنے کا ذکر ہوتا تو اس صورت میں یہود ملزم ہو سکتے تھے۔ کیونکہ یہ امر زیادہ بحث کے لائق نہیں تھا کہ یحییٰ نبی کو مثیل الیاس قرار دیا جاوے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہود خوب جانتے تھے کہ خدائے تعالیٰ کی یہ عادت نہیں ہے کہ کوئی شخص دوبارہ دنیا میں آوے اور اس کی نظیر پہلے سے موجود نہیں تھی۔ لہٰذا یہ صرف ایک استعارہ تھا جس طرح اور صدہا استعارات خدائے تعالیٰ کی کتابوں میں استعمال پاتے ہیں۔ اور ایسے استعارات سے یہود بے خبر نہ تھے۔ پھر علاوہ اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تائیدات بھی شامل تھیں اور فراست صحیحہ کے لئے کافی ذخیرہ تھا کہ یہود ان کو شناخت کر لیتے اور ان پر ایمان لاتے مگر وہ دن بدن شرارت میں بڑھتے گئے اور وہ نور جو صادقوں میں ہوتا ہے وہ ضرور انہوں نے حضرت عیسیٰ میں مشاہدہ کر لیا تھا مگر تعصب اور بخل اور شرارت نے ان کو نہ چھوڑا۔ لیکن یاد رہے کہ یہ سوال تو صرف یہود کے بارہ میں ہوتا ہے۔ جن کو پہلے پہل یہ ابتلا پیش آیا تھا۔ مگر مسلمان اگر تقویٰ کو اختیار کرتے تو قرآن شریف نے اس ابتلاء سے اُن کو بچا لیا تھا۔ کیونکہ صاف لفظوں میں کہدیا تھا کہ عیسیٰ فوت ہو گیا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ سورۂ مائدہ میں صاف طور پر سمجھا دیا تھا کہ وہ دوبارہ نہیں آئے گا کیونکہ آیت فلما توفیتنی[1] میں یہی ذکر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے ماننا تو حضرت عیسیٰ جواب دیں گے کہ یا الٰہی اگر میں نے ایسا کہا ہے تو تجھے معلوم ہوگا کیونکہ تیرے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ میں نے تو صرف وہی کہا تھا جو تو نے فرمایا تھا۔ پھر جبکہ تو نے۔ مجھے وفات دے دی تو پھر صرف تو ہی ان کا نگہبان تھا مجھے اُن کے حال کا کیا علم تھا۔

اب ظاہر ہے کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور چالیس برس دنیا میں ٹھہریں گے اور صلیب کو توڑ دیں گے اور عیسائیوں کے ساتھ لڑائیاں کریں گے تو وہ قیامت کو خدائے تعالیٰ کے حضور میں کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ جب تو نے مجھے وفات

صفحہ ۱۸

[1] المائدۃ: ۱۱۸

دی تو اس کے بعد مجھے کیا علم ہے کہ عیسائیوں نے کونسی راہ اختیار کی۔ اگر وہ یہی جواب دیں گے کہ مجھے خبر نہیں تو ان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی جھوٹا نہیں ہوگا کیونکہ جس شخص کو یہ علم ہے کہ وہ دنیا میں دوبارہ آیا تھا اور عیسائیوں کو دیکھا تھا کہ اس کو خدا سمجھ رہے ہیں اور اس کی پرستش کرتے ہیں اور ان سے لڑائیاں کیں اور پھر وہ خدا تعالےٰ کے روبرو انکار کرتا ہے کہ مجھے کچھ بھی خبر نہیں کہ میرے بعد انہوں نے کیا کیا۔ اس سے زیادہ کاذب کون ٹھہر سکتا ہے۔ جواب صحیح تو یہ تھا کہ ہاں میرے خداوند مجھے عیسائیوں کی گمراہی کی خوب خبر ہے کیونکہ میں دوبارہ دنیا میں جاکر چالیس برس تک وہاں رہا اور صلیب کو توڑا پس میرا کچھ گناہ نہیں ہے۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مشرک ہیں تو میں اس وقت ان کا دشمن ہو گیا۔ بلکہ ایسی صورت میں کہ جبکہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس برس تک دنیا میں رہ چکے ہوں گے اور اُن سب کو سزائیں دی ہوں گی جو اُن کو خدا سمجھتے تھے خدا تعالیٰ کا ایسا سوال اُن سے ایک لغو سوال ہوگا۔ کیونکہ جبکہ خدا تعالےٰ کے علم میں یہ بات ہے کہ اس شخص نے اپنے معبود ٹھہرائے جانے کی اطلاع پاکر ایسے لوگوں کو خوب سزا دی تو پھر ایسا سوال کرنا اس کی شان سے بعید ہے۔ غرض جس قدر مسلمانوں کو خدا تعالےٰ نے یہ کھول کر سنا دیا ہے کہ عیسیٰ فوت ہو گیا ہے اور پھر دنیا میں نہیں آئے گا۔ ہاں اس کا مثیل آنا ضروری ہے۔ اگر اس قسم کی تصریح ملاکی نبی کے صحیفہ میں ہوتی تو یہود ہلاک نہ ہوتے۔ پس بلاشبہ وہ لوگ یہود سے بدتر ہیں کہ جو اس قدر تصریحات خدا تعالیٰ کے پاک کلام میں پاکر پھر حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کے منتظر ہیں۔

ماسوا اس کے ہمارے مخالف مولوی لوگوں کو دھوکہ دیکر یہ کہا کرتے ہیں کہ قرآن شریف سے اگرچہ نہیں مگر حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دُنیا میں آئیں گے۔ مگر ہمیں معلوم نہیں کہ حدیثوں میں کہاں اور کس جگہ لکھا ہے کہ وہی اسرائیلی نبی جس کا عیسیٰ نام تھا جس پر انجیل نازل ہوئی تھی باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے پھر دنیا میں آجائے گا۔ اگر صرف عیسےٰ یا ابن مریم کے نام پر دھوکہ کھانا ہے تو قرآن کریم کی سورۃ تحریم میں اس امت کے بعض افراد کا نام عیسیٰ اور ابن مریم رکھ دیا گیا ہے۔ ایماندار کے لئے اس قدر کافی ہے کہ اس امت کے بعض افراد کا نام بھی عیسیٰ یا ابن مریم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ جب خدائے تعالیٰ نے سورۃ موصوفہ میں بعض افراد امت کو مریم سے مشابہت دی اور پھر اس میں نفخ روح کا ذکر کیا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ روح جو مریم میں پھونکی

صفحہ ۱۹

گئی وہ عیسیٰ تھا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس امت کا کوئی فرد اول اپنی خداداد تقویٰ کی وجہ سے مریم بنے گا اور پھر عیسیٰ ہو جائے گا۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدائے تعالیٰ نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور پھر نفخ روح کا ذکر کیا اور پھر آخر میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا۔

اور حدیثوں میں تو صاف لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو مردہ روحوں میں ہی دیکھا۔ آپ عرش تک پہنچ گئے مگر کوئی عیسیٰ نام ایسا نظر نہ آیا جو معہ جسم عنصری علیحدہ تھا۔ دیکھا تو وہی روح دیکھی جو یحییٰ وفات یافتہ کے پاس تھی ظاہر ہے کہ زندوں کو مردوں کے مکان میں گذر نہیں ہو سکتا۔ غرض خدا نے اپنے قول سے حضرت عیسیٰ کی وفات پر گواہی دی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی رویت سے وہی گواہی دے دی۔ اگر اب بھی کوئی نہ سمجھے تو پھر اس سے خدا سمجھے گا۔

ماسوا اس کے یہود سے زیادہ اُن کو تجربہ ہو چکا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عادت نہیں ہے کہ دوبارہ دنیا میں لوگوں کو بھیجا کرے۔ ورنہ ہمیں تو عیسیٰ کی نسبت حضرۃ سیدنا محمد مصطفےٰ ؐ کے دوبارہ دنیا میں آنے کی زیادہ ضرورت تھی اور اسی میں ہماری خوشی تھی۔ مگر خدا تعالیٰ نے **اِنَّکَ مَیِّتٌ** کہکر اس امید سے محروم کر دیا۔ یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ اگر دوبارہ دنیا میں آنے کا دروازہ کھلا تھا تو خدا تعالےٰ نے کیوں چند روز کے لئے الیاس نبی کو دوبارہ دنیا میں نہ بھیجا اور اس طرح پر لاکھوں یہودیوں کو داخل جہنم کیا۔ آخر حضرت مسیح نے آپ ہی یہ فیصلہ دیا کہ دوبارہ آنے سے کسی مثیل کا آنا مراد ہے۔ یہ فیصلہ اب تک انجیلوں میں لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جو بات ایک مرتبہ طے پا چکی ہے اور جو راہ خطرناک ثابت ہو چکا ہے۔ اسی راہ پر پھر قدم مارنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ یہودیوں نے اس بات پر ضد کر کے کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا بجز کفر اور روسیاہی کے کیا فائدہ اٹھایا تا اس زمانہ کے مسلمان اس فائدہ کی توقع رکھیں۔ جس سوراخ سے ایک بھاگروہ کاٹا گیا اور ہلاک ہو چکا ہے۔ پھر کیوں یہ لوگ اسی سوراخ میں ہاتھ ڈالتے ہیں۔ کیا حدیث لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین یاد نہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے مرنا بھلا دیا ہے۔ وہ لوگ جس سورت کو پانچ وقت اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں یعنی غیر المغضوب علیھم ولا الضالین[1] کیوں اس کے معنوں میں غور نہیں کرتے اور

[1] الفاتحۃ: ۷

کیوں یہ نہیں سوچتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی بعض صحابہ کو یہ خیال پیدا ہوا تھا۔ کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں آئیں گے مگر حضرت ابوبکر نے یہ آیت پڑھ کر کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[۵۴] اس خیال کو رفع دفع کر دیا۔ اور اس آیت کے یہ معنی سمجھائے۔ کہ کوئی نبی نہیں جو فوت نہیں ہو چکا۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو جائیں تو کوئی افسوس کی جگہ نہیں یہ امر سب کے لئے مشترک ہے۔

ظاہر ہے کہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں یہ خیال ہوتا کہ عیسیٰ آسمان پر چھ سو برس سے زندہ بیٹھا ہے تو وہ ضرور حضرت ابوبکر کے آگے یہ خیال پیش کرتے لیکن اس روز سب نے مان لیا کہ سب نبی مر چکے ہیں اور اگر کسی کے دل میں یہ خیال بھی تھا کہ عیسیٰ زندہ ہے تو اُس نے اس خیال کو ایک ردی چیز کی طرح اپنے دل سے باہر پھینک دیا۔ یہ مَیں نے اس لئے کہا کہ ممکن ہے کہ عیسائی مذہب کے قرب و جوار کے اثر کی وجہ سے کوئی ایسا شخص جو غبی ہو اور جس کی درایت صحیح نہ ہو یہ خیال رکھتا ہو کہ شاید عیسیٰ اب تک زندہ ہی ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ اس وعظ صدیقی کے بعد کل صحابہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جتنے نبی تھے سب مر چکے ہیں اور یہ پہلا اجماع تھا جو صحابہ میں ہوا۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں محو تھے۔ کیونکر اس بات کو قبول کر سکتے تھے کہ باوجودیکہ ان کے بزرگ نبی نے جو تمام نبیوں کا سردار ہے۔ جو ستھ برس کی بھی پوری عمر نہ پائی۔ مگر عیسیٰ چھ سو برس سے آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ ہرگز ہرگز محبت نبوی فتویٰ نہیں دیتی کہ وہ عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت بالتخصیص ایسی فضیلت قایم کرتے لعنت ہے ایسے اعتقاد پر جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آوے۔ وہ لوگ تو عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ وُہ تو اس بات کے سُننے سے زندہ ہی مر جاتے کہ اُن کا پیارا رسول فوت ہو گیا مگر عیسیٰ آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ وُہ رسول نہ اُن کو بلکہ خدا تعالیٰ کو بھی تمام نبیوں سے زیادہ پیارا تھا۔ اسی وجہ سے جب عیسائیوں نے اپنی بدقسمتی سے اس رسول مقبول کو قبول نہ کیا اور اس کو اتنا اُڑایا کہ خُدا بنا دیا۔ تو خدا تعالیٰ کی غیرت نے تقاضا کیا کہ

۵۴ : آل عمران : ۱۴۵

ایک غلام غلمان محمدی سے یعنے یہ عاجز اس کا مثیل کر کے اس اُمّت میں سے پیدا کیا۔ اور اس کی نسبت اپنے فضل اور انعام کا زیادہ اُس کو حصّہ دیا۔ تا عیسائیوں کو معلوم ہو کہ تمام فضل خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

غرض عیسیٰ بن مریم کے مثیل آنے کی ایک یہ بھی غرض تھی کہ اُس کی خدائی کو پاش پاش کر دیا جائے۔ انسان کا آسمان پر جاکر مع جسم عنصری آباد ہونا ایسا ہی سُنت اللہ کے خلاف ہے۔ جیسے کہ فرشتے مجسم ہو کر زمین پر آباد ہو جائیں۔ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا[1]۔

پھر یہ نادان قوم نہیں سوچتی کہ جس حالت میں صلیب دینے کے وقت ابھی تبلیغ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ناتمام تھی اور ابھی دس قومیں یہود کی دوسرے ملکوں میں باقی تھیں جو اُن کے نام سے بھی بیخبر تھیں تو پھر حضرت عیسیٰ کو یہ کیا سوجھی کہ اپنا منصبی کام ناتمام چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے پھر تعجب کہ اسلامی کتابوں میں تو حضرت عیسیٰ کو نبی سیاح لکھا ہے مگر وہ تو صرف ساڑھے تین برس اپنے ہی گاؤں میں رہ کر راہیٔ ملک سماوی ہوئے۔

ظاہر ہے کہ جبکہ صرف بیہودہ قصوں پر بھروسہ کر کے حضرت عیسیٰ کو خدا مانا جاتا ہے پھر اگر وہ یہ کرشمہ بھی دکھلادیں کہ آسمان سے معہ فرشتوں کے اتریں تو اس وقت کیا حال ہو گا۔
یاد رہے کہ جو شخص اترنے والا تھا وہ عین وقت پر اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہو گئے تمام نبیوں کی کتابیں اسی زمانہ کا حوالہ دیتی ہیں۔ عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسی زمانہ میں مسیح موعود کا آنا ضروری تھا اُن کتابوں میں صاف طور پر لکھا تھا کہ آدم سے چھٹے ہزار کے اخیر پر مسیح موعود آئے گا۔ سو چھٹے ہزار کا اخیر ہو گیا۔ اور لکھا تھا کہ اس سے پہلے ذوالسنین ستارہ نکلے گا۔ سو مدت ہوئی کہ نکل چکا۔ اور لکھا تھا کہ اس کے ایام میں سورج اور چاند کو ایک ہی مہینہ میں جو رمضان کا مہینہ ہو گا گرہن لگے گا۔ سو مدت ہوئی کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہو چکی اور لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک بڑے جوش سے طاعون پیدا ہو گی اس کی خبر انجیل میں بھی موجود ہے سو دیکھتا ہوں کہ طاعون نے اب تک پیچھا

[1] الفاطر: ۴۴

نہیں چھوڑا۔ اور قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابوں میں لکھا تھا کہ اس کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی اور انہیں دنوں میں اونٹ بیکار ہو جائیں گے اور یہ آخری حصہ کی حدیث صحیح مسلم میں بھی موجود ہے سو وہ سواری ریل ہے جو پیدا ہوگئی۔ اور لکھا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا۔ سو صدی میں سے بھی اکیس برس گذر گئے۔ اب ان تمام نشانوں کے بعد جو شخص مجھے رد کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ تمام نبیوں کو رد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے جنگ کر رہا ہے اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے بہتر تھا۔ خوب یاد رکھو کہ تمام خرابی اور تباہی جو اسلام میں پیدا ہوئی۔ یہاں تک کہ اس ملک ہندوستان میں ۲۹ لاکھ انسان مرتد ہو کر عیسائی ہوگیا۔ اس کا سبب یہی تھا۔ کہ مسلمان حضرت عیسیٰ کی نسبت بے جا اور مبالغہ آمیز امیدیں رکھکر اور ان کو ہر یک صفت میں خصوصیت دے کر قریب قریب عیسائیوں کے پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ جو کچھ بعض انسانی صفات وہ حضرت سیدنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تجویز کرتے ہیں اگر کسی تاریخی کتاب میں اسی قسم کے صفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھے ہوں تو توبہ توبہ کر اٹھتے ہیں۔ مثلاً ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بیمار بھی ہو جاتے تھے اور آپ کو تپ بھی آجاتا تھا اور آپ دوا بھی کرتے تھے اور بسا اوقات سنگھیاں پچھ کیساتھ لگواتے تھے۔ لیکن اگر اسی کے مشابہ حضرت مسیح کی نسبت لکھا ہو کہ وہ تپ میں یا کسی اور بیماری میں گرفتار ہوگئے۔ اور ان کو اٹھا کر کسی ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو فی الفور چونک اٹھیں گے کہ یہ مسیح کی شان سے بعید ہے۔ حالانکہ وہ صرف ایک عاجز انسان تھا اور تمام انسانی ضعفوں سے پورا حصہ رکھتا تھا۔ اور وہ اپنے چار بھائی حقیقی اور رکھتا تھا۔ جو بعض اس کے مخالف تھے اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھیں کمزور سا آدمی تھا جسکو صلیب پر محض دو میخوں کے ٹھوکنے سے غش آگیا۔ ہائے افسوس اگر مسلمان حضرت عیسیٰ کی نسبت قرآن شریف کے قول پر چلتے اور ان کو وفات یافتہ یقین رکھتے اور جیسا کہ قرآن کا منشا ہے ان کا دوبارہ آنا ممتنع سمجھتے تو اسلام میں یہ تباہی نہ آتی جو آگئی اور عیسائیت کا جلد تر خاتمہ ہو جاتا۔ شکر للہ کہ اس وقت خدا نے آسمان سے اسلام کا ہاتھ پکڑ لیا۔

یہ وہ باتیں تھیں جو میں نے صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب سے کیں اور وہ امر جو آخر میں ان کو سمجھایا وہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مذہبی پہلو کے رو سے سولہ خصوصیتیں ہیں (۱) اول یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے ایک موعود نبی تھا جیسا کہ اس پر اسرائیلی نبیوں کے صحیفے گواہ ہیں۔ (۲) دوسری یہ کہ مسیح

ص۲۳

ایسے وقت میں آیا تھا جبکہ یہودی اپنی سلطنت کھو چکے تھے یعنی اس ملک میں یہودیوں کی کوئی سلطنت نہیں رہی تھی۔ گو ممکن تھا کہ کسی اور ملک میں جہاں بعض فرقے یہود کے چلے گئے تھے کوئی حکومت انکی قائم ہوگئی ہو جیسا کہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ افغان اور ایسا ہی کشمیری بھی یہود میں سے ہیں جن کا اسلام قبول کرنے کے بعد سلاطین میں داخل ہونا ایک ایسا واقعہ ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ بہرحال حضرت مسیح کے ظہور کے وقت اس حصّہ ملک سے یہود کی سلطنت جاتی رہی تھی اور وہ رومی سلطنت کے ماتحت زندگی بسر کرتے تھے اور رومی سلطنت کو انگریزی سلطنت سے بہت مشابہت تھی (۳) تیسری یہ کہ وہ ایسے وقت میں آیا تھا کہ جبکہ یہودی بہت سے فرقوں میں منقسم ہو چکے تھے اور ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کا مخالف تھا اور ان سب میں باہم سخت عناد اور خصومتیں پیدا ہوگئی تھیں اور توریت کے اکثر احکام بباعث انکے کثرت اختلافات کے مشتبہ ہو گئے تھے صرف وحدانیت الٰہی میں وہ باہم اتفاق رکھتے تھے باقی اکثر مسائل جزئیہ میں وہ ایک دوسرے کے دشمن تھے اور کوئی واعظ ان میں باہم صلح نہیں کرا سکتا تھا اور نہ ان کا فیصلہ کر سکتا تھا۔ اس صورت میں وہ ایک آسمانی حکم یعنے فیصلہ کنندہ کے محتاج تھے جو خدا سے جدید وحی پاکر اہلِ حق کی حمایت کرے اور قضا و قدر سے ایسی ضلالت کی ملونی انکے کل فرقوں میں ہوگئی تھی۔ جو خالص طور پر ان میں ایک بھی اہلِ حق نہیں کہلا سکتا تھا۔ ہر ایک فرقہ میں کچھ نہ کچھ جھوٹ اور افراط و تفریط کی آمیزش تھی۔ پس یہی وجہ پیدا ہوگئی تھی کہ یہود کے تمام فرقوں نے حضرت مسیح کو دشمن پکڑ لیا تھا اور ان کی جان لینے کی فکر میں ہو گئے تھے کیونکہ ہر یک فرقہ چاہتا تھا کہ حضرت مسیح پورے طور پر ان کا مصدق ہو اور انکو راستباز اور نیک چلن خیال کرے اور ان کے مخالف کو جھوٹا کہے اور ایسا مداہنہ خدا تعالٰے کے نبی سے غیر ممکن تھا۔ (۴) چہارم یہ کہ مسیح ابن مریم کیلئے جہاد کا حکم نہ تھا اور حضرت موسیٰؑ کا مذہب یونانیوں اور رومیوں کی نظر میں اس وجہ سے بہت بدنام ہو چکا تھا کہ وہ دین کی ترقی کے لئے تلوار سے کام لیتا رہا ہے گو کسی بہانہ سے۔ چنانچہ ابتک ان کی کتابوں میں موسیٰؑ کے مذہب پر برابر یہ اعتراض ہیں کہ کئی لاکھ شیرخوار بچے اسکے حکم اور نیز اسکے خلیفہ یشوعؑ کے حکم سے جو اس کا جانشین تھا قتل کئے گئے۔ اور پھر داؤدؑ اور دوسرے نبیوں کی لڑائیاں بھی اس اعتراض کو چمکاتی تھیں

صفحہ ۲۸

پس انسانی فطرتیں اس سخت حکم کو برداشت نہ کر سکیں اور جب یہ خیالات غیر مذہب والوں کے انتہاء تک پہنچ گئے تو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ایک ایسا نبی بھیج کر جو صرف صلح اور امن سے مذہب کو پھیلائے توریت پر سے وہ نکتہ چینی اٹھا دے جو غیر قوموں نے کی تھی۔ سو وہ صلح کا نبی عیسیٰؑ ابن مریم تھا (۵) پانچویں یہ کہ حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں یہودیوں کے علماء کا عموماً چال چلن بہت بگڑ چکا تھا۔ اور اُن کا قول اور فعل باہم مطابق نہ تھا۔ ان کی نمازیں اور ان کے روزے محض ریاکاری سے پُر تھے اور وہ جاہ طلب علماء رومی سلطنت کے نیچے ایسے دنیا کے کیڑے ہو چکے تھے کہ تمام ہمتیں ان کی اسی میں مصروف ہو گئی تھیں کہ مکر سے یا خیانت سے یا دغا سے یا جھوٹی گواہی سے یا جھوٹے فتووں سے دنیا کما دیں۔ ان میں بجز زاہدانہ لباس اور بڑے بڑے جبّوں کے ایک ذرہ روحانیت باقی نہیں رہی تھی۔ وہ رومی سلطنت کے حکام سے بھی عزت پانے کے بہت خواہاں تھے۔ اور طرح طرح کے جوڑ توڑ اور جھوٹی خوشامد سے سلطنت سے عزت اور کسی قدر حکومت حاصل کر لی تھی اور چونکہ ان کی دنیا ہی دنیا رہ گئی تھی اس لئے وہ اس عزت سے جو توریت پر عمل کرنے سے آسمان پر مل سکتی تھی بالکل لاپروا ہو کر دنیا پرستی کے کیڑے بن گئے تھے اور تمام فخر دنیا کی وجاہت میں سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے گورنر پر جو رومی سلطنت کی طرف سے تھا کسی قدر ان کا دباؤ بھی تھا کیونکہ ان کے بڑے بڑے دنیا پرست مولوی دور دراز سفر کر کے قیصر کی ملاقات بھی کرتے۔ اور سلطنت سے تعلقات بنا رکھے تھے اور کئی لوگ ان میں سے سلطنت کے وظیفہ خوار بھی تھے۔ اسی بناء پر وہ لوگ اپنے تئیں سلطنت کے بڑے خیر خواہ جتلاتے تھے اس لئے وہ اگرچہ ایک نظر سے زیر نگرانی بھی تھے مگر خوشامدانہ طریقوں سے انہوں نے قیصر اور اس کے بڑے حکام کو اپنی نسبت بہت نیک ظن بنا رکھا تھا۔ انہیں چال بازیوں کی وجہ سے علماء ان میں سے سلطنت کے حکام کی نظر میں معزز سمجھے جاتے تھے اور کرسی نشین تھے۔ لہٰذا وہ غریب گلیل کا رہنے والا جس کا نام یسوع بن مریم تھا۔ ان شریر لوگوں کے لئے بہت کو فتہ خاطر کیا گیا۔ اس کی منہ پر نہ صرف تھوکا گیا بلکہ گورنر کے حکم سے اس کو تازیانے بھی مارے گئے۔ وہ

ص۲۵

چوروں اور بدمعاشوں کے ساتھ حوالات میں دیا گیا۔ حالانکہ اس کا ایک ذرہ قصور نہ تھا۔ صرف گورنمنٹ کی طرف سے یہودیوں کی ایک دل جوئی تھی۔ کیونکہ سلطنت کی حکمت عملی کا یہ اصول ہے کہ گروہ کثیر کی رعایت رکھی جائے سو اس غریب کو کون پوچھتا تھا۔ یہ عدالت تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر وہ یہودیوں کے مولویوں کے سپرد ہوا۔ اور انہوں نے اس کو صلیب پر چڑھا دیا ایسی عدالت پر خدا جو زمین و آسمان کا مالک ہے لعنت کرتا ہے مگر افسوس ان حکومتوں پر جن کی آسمان کے خدا پر نظر نہیں۔ یوں نگفتن پیلاطوس جو اس ملک کا گورنر تھا مع اپنی بیوی کے حضرت عیسیٰ کا مرید تھا اور چاہتا تھا کہ اسے چھوڑ دے مگر جب زبردست یہودیوں کے علماء نے جو قیصر کی طرف سے بباعث اپنی دنیاداری کے کچھ عزت رکھتے تھے اس کو یہ کہکر دھمکایا کہ اگر تو اس شخص کو سزا نہیں دے گا تو ہم قیصر کے حضور میں تیرے پر فریاد کریں گے تب وہ ڈر گیا کیونکہ بزدل تھا۔ اپنی ارادت پر قائم نہ رہ سکا۔ یہ خوف اس لئے اس کے دامن گیر ہوا کہ بعض معزز علماء یہود نے قیصر تک اپنی رسائی بنا رکھی تھی اور پوشیدہ طور پر حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ مخبری کرتے تھے کہ یہ مفسد اور درپردہ گورنمنٹ کا دشمن ہے اور اپنی ایک جمعیت بنا کر قیصر پر حملہ کرنا چاہتا ہے بظاہر یہ مشکلات بھی پیش تھیں کہ اس سادہ اور غریب انسان کو قیصر اور اس کے حکام سے کچھ تعلق نہ تھا اور ریاکاروں اور دنیا طلبوں کی طرح ان سے کچھ تعارف نہ تھا اور خدا پر بھروسہ رکھتا تھا اور اکثر علمائے یہود اپنی دنیاپرستی اور چالبازی اور خوشامدانہ وضع سے سلطنت میں دھنس گئے تھے وہ سلطنت کے درحقیقت دوست نہ تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت اس دھوکے میں ضرور آگئی تھی کہ وہ دوست ہیں اسی لئے انکی خاطر سے ایک بیگناہ خدا کا نبی ہر ایک طرح سے ذلیل کیا گیا مگر وہ جو آسمان سے دیکھتا اور دلوں کا مالک ہے وہ تمام شرارت پیشہ اس کی نظر سے محجوب نہ تھے آخر انجام یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا دئے جانے کے بعد خدا نے مرنے سے بچالیا اور ان کی وہ دعا منظور کرلی جو انہوں نے دردِ دل سے باغ میں کی تھی۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ جب مسیح کو یقین ہوگیا کہ یہ خبیث یہودی میری جان کے دشمن ہیں اور مجھے نہیں چھوڑتے تب وہ ایک باغ میں رات کے وقت جاکر زار زار رویا اور دعا کی کہ یا الٰہی اگر تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے تو تجھ سے بعید نہیں تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس جگہ عربی انجیل میں یہ عبارت لکھی ہے۔ فبکیٰ بدموع جاریۃ و عبرات متحدرۃ فسمع لتقواہ یعنے یسوع مسیح اسقدر رویا کہ دعا

کرتے کرتے اس کے منہ پر آنسو رواں ہو گئے اور وہ آنسو پانی کی طرح اس کے رخساروں پر بہنے لگے اور وہ سخت رویا اور سخت دردناک ہوا تب اس کے تقویٰ کی وجہ سے اس کی دعا سنی گئی اور خدا کے فضل نے کچھ اسباب پیدا کر دئے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اتارا گیا اور پھر پوشیدہ طور پر باغبانوں کی شکل بنا کر اس باغ سے جہاں وہ قبر میں رکھا گیا تھا باہر نکل آیا اور خدا کے حکم سے دوسرے ملک کی طرف چلا گیا اور ساتھ ہی اس کی ماں گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ[1] یعنی اس مصیبت کے بعد جو صلیب کی مصیبت تھی ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایسے ملک میں پہنچا دیا جس کی زمین بہت اونچی تھی اور صاف پانی تھا اور بڑے آرام کی جگہ تھی۔ اور احادیث میں آیا ہے۔ کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰ ابن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا اور دوسرے عالم میں پہنچ کر یحییٰ کا ہمنشین ہوا کیونکہ اس کے واقعہ اور یحییٰ نبی کے واقعہ کو باہم مشابہت تھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نیک انسان تھا اور نبی تھا مگر اسے خدا کہنا کفر ہے۔ لاکھوں انسان دنیا میں ایسے گذر چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ خدا کسی کے برگزیدہ کرنے میں کبھی نہیں تھکا اور نہ تھکے گا (۶) چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیصر روم کی عملداری کے ماتحت مبعوث ہوئے تھے۔ (۷) ساتویں خصوصیت یہ کہ رومی سلطنت کو مذہب عیسوی سے مخالفت تھی مگر اخیری نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب عیسائی قیصری قوم میں گھس گیا یہاں تک کہ کچھ مدت کے بعد خود قیصر روم عیسائی ہو گیا (۸) آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ یسوع مسیح کے وقت میں جس کو اہل اسلام عیسیٰ کہتے ہیں ایک نیا ستارہ نکلا تھا (۹) نویں خصوصیت یہ ہے کہ جب اس کو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا۔ (۱۰) دسویں خصوصیت یہ ہے کہ اس کو دکھ دینے کے بعد یہودیوں میں سخت طاعون پھیلی تھی۔ (۱۱) گیارہویں خصوصیت یہ ہے کہ اس پر مذہبی تعصب سے مقدمہ بنایا گیا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا۔ کہ وہ سلطنت روم کا مخالف اور بغاوت پر آمادہ ہے۔ (۱۲) بارہویں خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ صلیب پر چڑھایا گیا تو اس کے ساتھ ایک چور بھی صلیب پر لٹکایا گیا (۱۳) تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ پیلاطوس کے سامنے سزائے موت کے لئے پیش کیا گیا۔ تو پیلاطوس نے کہا۔ کہ میں اس کا کوئی گناہ نہیں پاتا۔ (۱۴) چودھویں خصوصیت یہ کہ اگرچہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر ان کے سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا

صفحہ ۲۷ / صفحہ ۲۸

[1] المؤمنون: ۵۱

جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا۔ (۱۵) پندرہویں خصوصیت یہ کہ یسوع بن مریم کے وقت میں جو قیصر تھا اس کے عہد میں بہت سی نئی باتیں رعایا کے آرام اور ان کے سفر و حضر کی سہولت کے لئے نکل آئی تھیں۔ سڑکیں بنائی گئی تھیں اور سرائیں تیار کی تھیں اور عدالت کے نئے طریقے وضع کئے گئے تھے جو انگریزی عدالت سے مشابہ تھے۔ (۱۶) سولہویں خصوصیت مسیح میں یہ تھی کہ بن باپ پیدا ہونے میں آدم سے مشابہ تھے۔ یہ سولہ خصوصیتیں ہیں جو موسوی سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں رکھی گئی تھیں۔ پھر جبکہ خدا تعالیٰ نے موسوی سلسلہ کو ہلاک کر کے محمدی سلسلہ قائم کیا جیسا کہ نبیوں کے صحیفوں میں وعدہ دیا گیا تھا تو اس حکیم و علیم نے چاہا کہ اس سلسلہ کے اول اور آخر دونوں میں مشابہت تامہ پیدا کرے تو پہلے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر مثیل موسیٰ قرار دیا۔ جیسا کہ آیت انا ارسلنا الیکم رسولًا شاھدًا علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولًا[1] سے ظاہر ہے۔ حضرت موسیٰ نے کافروں کے مقابل پر تلوار اٹھائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس وقت جبکہ مکہ سے نکالے گئے اور تعاقب کیا گیا مسلمانوں کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھائی۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی نظر کے سامنے سخت دشمن ان کا جو فرعون تھا غرق کیا گیا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سخت دشمن آپ کا جو ابوجہل تھا ہلاک کیا گیا۔ ایسا ہی اور بہت سی مشابہتیں ہیں جن کا ذکر کرنا موجب طول ہے۔ یہ تو سلسلہ کے اول میں مشابہتیں ہیں مگر ضروری تھا کہ سلسلہ محمدی کے آخری خلیفہ میں بھی سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ سے مشابہت ہو۔ تا خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ سلسلہ محمدیہ باعتبار امام سلسلہ اور خلفاء سلسلہ کے سلسلہ موسویہ سے مشابہ ہے ٹھیک ہو اور ہمیشہ مشابہت اول اور آخر میں دیکھی جاتی ہے اور درمیانی زمانہ جو ایک طویل مدت ہوتی ہے گنجائش نہیں رکھتا کہ پوری پوری نظر سے اس کو جانچا جائے مگر اول اور آخر کی مشابہت سے یہ قیاس پیدا ہو جاتا ہے کہ درمیان میں بھی ضرور مشابہت ہوگی گو نظر عقل اس کی پوری پڑتال سے قاصر رہے۔ اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں مذہبی پہلو کے رو سے سولہ خصوصیتیں تھیں جن کا اسلام کے آخری خلیفہ میں پایا جانا

ص ۲۹

[1] المزمل : ۱۶

ضروری ہے تا اس میں اور حضرت عیسیٰؑ میں مشابہت تامہ ثابت ہو۔ پس اول موعود ہونیکی خصوصیت ہے۔ اسلام میں اگرچہ ہزارہا ولی اور اہل اللہ گذرے ہیں مگر ان میں کوئی موعود نہ تھا۔ لیکن وہ جو مسیحؑ کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے کوئی نبی موعود نہ تھا صرف مسیحؑ موعود تھا۔ دوئم خصوصیت سلطنت کے برباد ہو چکنے کی ہے۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریم سے کچھ دن پہلے اس ملک سے اسرائیلی سلطنت جاتی رہی تھی ایسا ہی اس آخری مسیح کی پیدائش سے پہلے اسلامی سلطنت بباعث طرح طرح کی بدچلنیوں کے ملک ہندوستان سے اُٹھ گئی تھی اور انگریزی سلطنت اس کی جگہ قائم ہو گئی تھی۔ سوئم۔ خصوصیت جو پہلے مسیحؑ میں پائی گئی۔ وہ یہ ہے کہ اس کے وقت میں یہود لوگ بہت سے فرقوں پر منقسم ہو گئے تھے اور بالطبع ایک حَکَم کے محتاج تھے۔ تا ان میں فیصلہ کرے ایسا ہی آخری مسیحؑ کے وقت میں مسلمانوں میں کثرت سے فرقے پھیل گئے تھے۔ چہارم خصوصیت جو پہلے مسیحؑ میں تھی وہ یہ ہے کہ وہ جہاد کے لئے مامور نہ تھا۔ ایسا ہی آخری مسیح جہاد کیلئے مامور نہیں ہے اور کیونکر مامور ہو زمانہ کی رفتار نے قوم کو متنبہ کر دیا ہے۔ کہ تلوار سے کوئی دل تسلی نہیں پا سکتا اور اب مذہبی امور کے لئے کوئی مہذب تلوار نہیں اٹھاتا۔ اور اب زمانہ جس صورت پر واقع ہے خود شہادت دے رہا ہے کہ مسلمانوں کے وہ فرقے جو مہدی خونی یا مسیح خونی کے منتظر ہیں وہ سب غلطی پر ہیں۔ اور ان کے خیالات خدا تعالیٰ کی منشاء کے برخلاف ہیں۔ اور عقل بھی یہی گواہی دیتی ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ مسلمان دین کے لئے جنگ کریں تو موجودہ وضع کی لڑائیوں کے لئے سب سے فائق مسلمان ہوتے وہی توپوں کی ایجاد کرتے وہی نئی نئی بندوقوں کے موجد ٹھہرتے اور انہیں کو فنون حرب میں ہر یک پہلو سے کمال بخشا جاتا۔ یہاں تک کہ آئندہ زمانہ کے جنگوں کے لئے انہیں کو غبارہ بنانے کی سوجھتی اور وہی آب دوز کشتیاں جو پانی کے اندر چوٹیں کرتی ہیں بناتے اور دنیا کو حیران کرتے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ دن بدن عیسائی ان باتوں میں ترقی کر رہے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ منشاء نہیں ہے کہ لڑائیوں کے ذریعہ

ص۳۰

سے اسلام پھیلے۔ ہاں عیسائی مذہب دلائل کے رُو سے دن بدن سست ہوتا جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے محقق تثلیث کے عقیدہ کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جرمن کے بادشاہ نے بھی اس عقیدہ کے ترک کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ محض دلائل کے ہتھیار سے عیسائی تثلیث کے عقیدہ کو زمین پر سے نابود کرنا چاہتا ہے۔ یہ قاعدہ ہے کہ جو پہلو ہونہار ہوتا ہے پہلے سے اس کے علامات شروع ہو جاتے ہیں۔ سو مسلمانوں کے لئے آسمان سے حربی فتوحات کی کچھ علامات ظاہر نہیں ہوئیں۔ البتہ مذہبی دلائل کی علامات ظاہر ہوئی ہیں۔ اور عیسائی مذہب خود بخود ڈیگلتا جاتا ہے۔ اور قریب ہے کہ جلد تر صفحہ دنیا سے نابود ہو جائے۔ (۵) پنجم خصوصیت جو پہلے مسیح میں تھی وہ یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں یہودیوں کا چال چلن بگڑ گیا تھا۔ بالخصوص اکثر ان کے جو علماء کہلاتے تھے وہ سخت مکار اور دنیا پرست اور دنیا کے لالچوں اور دنیوی عزتوں کی خواہشوں میں غرق ہو گئے تھے۔ ایسا ہی آخری مسیح کے وقت میں عام لوگوں اور اکثر علماء اسلام کی حالت ہو رہی ہے۔ مفصل لکھنے کی کچھ حاجت نہیں۔ (۶) چھٹی خصوصیت یعنے یہ کہ حضرت مسیح قیصر روم کے ماتحت مبعوث ہوئے تھے سو اس خصوصیت میں آخری مسیح کا بھی اشتراک ہے۔ کیونکہ میں بھی قیصر کی عملداری کے ماتحت مبعوث ہوا ہوں۔ یہ قیصر اس قیصر سے بہتر ہے جو حضرت مسیح کے وقت میں تھا۔ کیونکہ تاریخ میں لکھا ہے کہ جب قیصر روم کو خبر ہوئی کہ اس کے گورنر پیلاطوس نے حیلہ جوئی سے مسیح کو اس سزا سے بچا لیا ہے کہ وہ صلیب پر مارا جائے اور روپوش کر کے کسی طرف فراری کر دیا ہے۔ تو وہ بہت ناراض ہوا۔ اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یہ مخبری یہودیوں کے مولویوں نے ہی کی تھی کہ پیلاطوس نے ایک قیصر کے باغی کو مفرور کرا دیا ہے تو اس مخبری کے بعد فی الفور پیلاطوس قیصر کے حکم سے جیلخانہ میں ڈالا گیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ جیلخانہ میں ہی اس کا سر کاٹا گیا اور اس طرح پر پیلاطوس مسیح کی محبت میں شہید ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل حکم اور سلطنت اکثر دین سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس نادان قیصر نے یہودیوں کے علماء کو بہت معتبر سمجھا اور ان کی عزت افزائی کی اور ان کی باتوں پر عمل کیا۔ اور حضرت مسیح کے قتل کئے جانے کو مصلحت ملکی قرار دیا۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے۔ اب زمانہ بہت بدل گیا ہے۔ اس لئے ہمارا قیصر بمراتب اس قیصر سے بہتر ہے جو ایسا جاہل اور ظالم تھا۔

(۷) ساتویں خصوصیت یہ کہ مذہب عیسائی آخر قیصری قوم میں گھس گیا۔ سو اس خصوصیت میں بھی آخری مسیح کا اشتراک ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ یورپ اور امریکہ میں میرے دعویٰ اور دلائل کو بڑی دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے۔ اور ان لوگوں نے خود بخود صدہا اخبار میں میرے دعویٰ اور دلائل کو شائع کیا ہے اور میری تائید اور تصدیق میں ایسے الفاظ لکھے ہیں کہ ایک عیسائی کے قلم سے ایسے الفاظ کا نکلنا مشکل ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے صاف لفظوں میں لکھ دیا ہے کہ یہ شخص سچا معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح کو خدا بنانا ایک بھاری غلطی ہے۔ اور بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت مسیح موعود کا دعویٰ عین وقت پر ہے اور وقت خود ایک دلیل ہے۔ غرض اُن کے اِن تمام بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ میرے دعوے کے قبول کرنے کیلئے تیاری کر رہے ہیں۔ اور ان ملکوں میں سے دن بدن عیسائی مذہب خود بخود برف کی طرح پگلتا جاتا ہے۔ (۸) آٹھویں خصوصیت مسیح میں یہ تھی کہ اُس کے وقت میں ایک ستارہ نکلا تھا۔ اِس خصوصیت میں بھی میں آخری مسیح بننے میں شریک کیا گیا ہوں۔ کیونکہ وہی ستارہ جو مسیح کے وقت میں نکلا تھا۔ دوبارہ میرے وقت میں نکلا ہے۔ اس بات کی انگریزی اخباروں نے بھی تصدیق کی ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ مسیح کے ظہور کا وقت نزدیک ہے۔ (۹) نویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ جب اسکو صلیب پر چڑھایا گیا تو سُورج کو گرہن لگا تھا۔ سو اس واقعہ میں بھی خدا نے مجھے شریک کیا ہے۔ کیونکہ جب میری تکذیب کی گئی تو اسکے بعد نہ صرف سُورج بلکہ چاند کو بھی ایک ہی مہینہ میں جو رمضان کا مہینہ تھا گرہن لگا تھا۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ حدیث کے مطابق دو دفعہ یہ واقعہ ہوا۔ ان دونوں گرہنوں کی انجیلوں میں بھی خبر دی گئی ہے اور قرآن شریف میں بھی یہ ہے اور حدیثوں میں بھی جیساکہ دارقطنی میں۔ (۱۰) دسویں خصوصیت یہ ہے کہ یسوع مسیح کو دُکھ دینے کے بعد یہودیوں میں سخت طاعون پھیلی تھی۔ سو میرے وقت میں بھی سخت طاعون پھیل گئی۔ (۱۱) گیارھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ یہودیوں کے علماء نے کوشش کی کہ وہ باغی قرار پاوے اور اس پر مقدمہ بنایا گیا۔ اور زور لگایا گیا کہ اُس کو سزائے موت دی جائے۔ سو اس قسم کے مقدمہ میں بھی قضاء و قدر الٰہی نے مجھے شریک کر دیا

ص۴۲

کہ ایک خون کا مقدمہ مجھ پر بنایا گیا اور اسی کے ضمن میں مجھے باغی بنانے کی کوشش کی گئی۔ یہ وُہی مقدمہ ہے جس میں فریق ثانی کی طرف سے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی گواہ بن کر آئے تھے۔ (۱۲) بارھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ جب وہ صلیب پر چڑھایا گیا۔ تو اُس کے ساتھ ایک چور بھی صلیب پر لٹکایا گیا۔ سو اس واقعہ میں بھی مَیں شریک کیا گیا ہوں۔ کیونکہ جس دن مجھ کو خُون کے مقدمہ سے خدا تعالیٰ نے رہائی بخشی۔ اور اس پیشگوئی کے موافق جو مَیں خدا سے وحی یقینی پاکر صدہا لوگوں میں شائع کر چکا تھا مجھ کو بری فرمایا۔ اس دن میرے ساتھ ایک عیسائی چور بھی عدالت میں پیش کیا گیا تھا۔ یہ چور عیسائیوں کی مقدس جماعت مکتی فوج میں سے تھا۔ جس نے کچھ روپیہ چُرا لیا تھا۔ اس چور کو صرف تین مہینہ کی سزا ملی۔ پہلے مسیح کے رفیق چور کی طرح سزائے موت اس کو نہیں ہوئی۔ (۱۳) تیرھویں خصوصیت مسیح میں یہ تھی کہ جب وہ پیلاطوس گورنر کے سامنے پیش کیا گیا اور سزائے موت کی درخواست کی گئی تو پیلاطوس نے کہا کہ مَیں اس کا کوئی گناہ نہیں پاتا جس سے یہ سزا دوں۔ ایسا ہی کپتان ڈگلس صاحب ضلع مجسٹریٹ نے میرے ایک سوال کے جواب میں مجھ کو کہا کہ مَیں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا۔

میرے خیال میں ہے کہ کپتان ڈگلس اپنی استقامت اور عادلانہ شجاعت میں پیلاطوس سے بہت بڑھ کر تھا۔ کیونکہ پیلاطوس نے آخر کار بزدلی دکھائی اور یہودیوں کے شریر مولویوں سے ڈر گیا۔ مگر ڈگلس ہرگز نہ ڈرا۔ اس کو مولوی محمد حسین نے کرسی مانگ کر کہا کہ میرے پاس صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر کی چٹھیاں ہیں مگر کپتان ڈگلس نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ اور مَیں باوجودیکہ ملزم تھا مجھے کرسی دی۔ اور اس کو کرسی کی درخواست پر جھڑک دیا اور کرسی نہ دی اگرچہ آسمان پر کرسی پانے والے زمین کی کرسی کے کچھ محتاج نہیں۔ مگر یہ نیک اخلاق اس ہمارے وقت کے پیلاطوس کے ہمیشہ ہمیں اور ہماری جماعت کو یاد رہیں گے۔ اور دُنیا کے اخیر تک اس کا نام عزت سے لیا جائے گا۔

۴۳ ص

(۱۴) چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر بااینہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا۔ جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا۔ ایسا ہی مَیں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں۔ اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور سب سے آخر ہوں۔ (۱۵) پندرھویں خصوصیت حضرت مسیح میں یہ تھی کہ اُن کے عہد میں دنیا کی وضع جدید ہوگئی تھی۔ سڑکیں ایجاد ہوگئی تھیں۔ ڈاک کا عمدہ انتظام ہوگیا تھا۔ فوجی انتظام میں بہت صلاحیت پیدا ہوگئی تھی اور مسافروں کے آرام کے لئے بہت کچھ باتیں ایجاد ہوگئی تھیں اور پہلے کی نسبت قانون معدلت نہایت صاف ہوگیا تھا۔ ایسا ہی میرے وقت میں دنیا کے آرام کے اسباب بہت ترقی کر گئے ہیں۔ یہانتک کہ ریل کی سواری پیدا ہوگئی۔ جس کی خبر قرآن شریف میں پائی جاتی ہے۔ باقی امور کو پڑھنے والا خود سمجھ لے۔ (۱۶) سولہویں خصوصیت حضرت مسیح میں یہ تھی کہ بن باپ ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے وہ مشابہ تھے۔ ایسا ہی مَیں بھی توام پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے مشابہ ہوں اور اس قول کے مطابق جو حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ خاتم الخلفاء صینی الاصل ہوگا یعنی مغلوں میں سے اور وہ جوڑہ یعنی توام پیدا ہوگا۔ پہلے لڑکی نکلے گی بعد اس کے وہ پیدا ہوگا۔ ایک ہی وقت میں اسی طرح میری پیدائش ہوئی کہ جمعہ کی صبح کو بطور توام میں پیدا ہوا۔ اوّل لڑکی اور بعدہٗ مَیں پیدا ہوا۔ نہ معلوم کہ یہ پیشگوئی کہاں سے ابن عربی صاحب نے لی تھی۔ جو پوری ہوگئی۔ ان کی کتابوں میں اب تک یہ پیش گوئی موجود ہے۔

۳۴

یہ سولہ مشابہتیں ہیں جو مجھ میں اور مسیح میں ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا۔ تو مجھ میں اور مسیح ابن مریم میں اس قدر مشابہت ہرگز نہ ہوتی۔ یُوں تو تکذیب کرنا قدیم سے ان لوگوں کا کام ہے جن کے حصہ میں سعادت نہیں۔ مگر اس زمانہ کے مولویوں کی تکذیب عجیب ہے۔ مَیں وہ شخص ہوں جو عین وقت پر ظاہر ہوا۔ جس

کے لئے آسمان پر رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کو قرآن اور حدیث اور انجیل اور دوسرے نبیوں کی خبروں کے مطابق گرہن لگا۔ اور مَیں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں تمام نبیوں کی خبر اور قرآن شریف کی خبر کے موافق اس ملک میں خارق عادت طور پر طاعون پھیل گئی۔ اور مَیں وہ شخص ہوں جو حدیث صحیح کے مطابق اس کے زمانہ میں حج روکا گیا۔ اور مَیں وہ شخص ہوں جس کے عہد میں وہ ستارہ نکلا جو مسیح ابن مریم کے وقت میں نکلا تھا۔ اور مَیں وہ شخص ہوں جس کے زمانہ میں اس ملک میں ریل جاری ہوکر اُونٹ بیکار کئے گئے۔ اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے۔ جبکہ مکّہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوکر وہ تمام اُونٹ بیکار ہو جائیں گے۔ جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک کرتے تھے۔ تب اس وقت ان اُونٹوں کی نسبت وہ حدیث جو صحیح مسلم میں موجود ہے۔ صادق آئے گی۔ یعنی یہ کہ لیترکنّ القلاص فلا یسعٰی علیھا یعنے مسیح کے وقت میں اُونٹ بیکار کئے جائیں گے اور کوئی اُن پر سفر نہیں کرے گا۔ ایسا ہی مَیں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے۔ کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے کہ جو نشان نمائی میں میرا مقابلہ کرکے مجھ پر غالب آسکے۔ مجھے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور شاید دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے میری تصدیق کی اور اس ملک میں جو بعض نامی اہل کشف تھے جن کا تین تین چار چار لاکھ مُرید تھا۔ اُن کو خواب میں دِکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے۔ اور بعض ان میں سے ایسے تھے کہ میرے ظہور سے تیس برس پہلے دُنیا سے گذر چکے تھے۔ جیسا کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نام ضلع لدہانہ میں تھا۔ جس نے میاں کریم بخش مرحوم ساکن جمال پور کو خبر دی تھی کہ عیسیٰ قادیان میں پیدا ہوگیا اور وہ لدہانہ میں آئے گا۔ میاں کریم بخش ایک صالح موحد اور بڈھا آدمی تھا۔

۳۵

اُس نے مجھ سے لدہانہ میں ملاقات کی اور یہ تمام پیش گوئی مجھے سُنائی۔ اسلئے مولویوں نے اُس کو بہت تکلیف دی۔ مگر اُس نے کچھ پروا نہ کی۔ اُس نے مجھے کہا۔ کہ گلاب شاہ مجھے کہتا تھا کہ عیسٰی بن مریم زندہ نہیں وُہ مرگیا ہے۔ وُہ دُنیا میں واپس نہیں آئیگا۔ اِس اُمّت کے لئے مرزا غلام احمد عیسٰی ہے۔ جس کو خدا کی قدرت اور مصلحت نے پہلے عیسٰے سے مشابہ بنایا ہے اور آسمان پر اس کا نام عیسٰی رکھا ہے اور فرمایا کہ اے کریم بخش جب وُہ عیسٰے ظاہر ہوگا۔ تو تو دیکھے گا کہ مولوی لوگ کس قدر اُس کی مخالفت کریں گے وُہ سخت مخالفت کریں گے لیکن نامُراد رہیں گے۔ وُہ اس لئے دُنیا میں ظاہر ہوگا کہ تا وُہ جھُوٹے حاشیئے جو قرآن پر چڑھائے گئے ہیں اُن کو دُور کرے۔ اور قرآن کا اصل چہرہ دُنیا کو دِکھادے۔ اِس پیش گوئی میں اس بزرگ نے صاف طور پر یہ اشارہ کیا تھا کہ تُو اِس قدر عمر پائے گا۔ کہ اس عیسٰے کو دیکھ لے گا۔

اب باوجود ان تمام شہادتوں اور معجزات اور زبردست نشانوں کے مولوی لوگ میری تکذیب کرتے ہیں اور ضرور تھا کہ ایسا ہی کرتے۔ تا پیشگوئی آیت غیر المغضوب علیہم کی پوری ہوجاتی۔ یاد رہے کہ اصل جڑھ اس مخالفت کی ایک حماقت ہے اور وہ یہ کہ مولوی لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جو کچھ ان کے پاس رطب ویابس کا ذخیرہ ہے وہ سب علامتیں مسیح موعود میں ثابت ہونی چاہئیں اور ایسے مدعی مسیحیت یا مہدویت کو ہرگز نہیں ماننا چاہیئے۔ کہ ان کی تمام حدیثوں میں سے گو ایک حدیث اسپر صادق نہ آوے حالانکہ قدیم سے یہ امر غیر ممکن چلا آیا ہے۔ یہود نے جو جو علامتیں حضرت عیسٰے کے لئے اپنی کتابوں میں تراش رکھی تھیں۔ وہ پوری نہ ہوئیں۔ پھر انہیں بدبخت لوگوں نے ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو جو علامتیں تراشی تھیں اور مشہور کر رکھی تھیں وہ بھی بہت ہی کم پُوری ہوئیں۔ ان کا خیال تھا کہ یہ آخری نبی بنی اسرائیل سے ہوگا۔ مگر ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل میں پیدا ہوئے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو توریت میں لکھدیتا کہ اس نبی کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ص۳۶

ہوگا اور باپ کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب اور مکّہ میں پیدا ہوگا اور مدینہ اُس کی ہجرت گاہ ہوگی۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہ نہ لکھا۔ کیونکہ ایسی پیشگوئیوں میں کچھ امتحان بھی منظور ہوتا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ مسیح موعود کے لئے پہلے سے خبر دی گئی ہے کہ وہ اسلام کے مختلف فرقوں کے لئے بطور حکم کے آئیگا۔ اب ظاہر ہے کہ ہر ایک فرقہ کی جدا جدا حدیثیں ہیں۔ پس یہ کیونکر ممکن ہو کہ سب کے خیالات کی وہ تصدیق کرے۔ اگر اہل حدیث کی تصدیق کرے تو حنفی ناراض ہونگے۔ اگر حنفیوں کی تصدیق کرے تو شافعی بگڑ جائیں گے۔ اور شیعہ جدا یہ ہول ٹھہرائینگے کہ اُنکے عقیدہ کے موافق وہ ظاہر ہو۔ اس صورت میں وہ کیونکر سب کو خوش کر سکتا ہے۔ علاوہ اسکے خود حکم کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ ایسے وقت میں آئیگا کہ جب تمام فرقے کچھ نہ کچھ حق سے دُور جا پڑینگے۔ اس صورت میں اپنی اپنی حدیثوں کے ساتھ اُسکو آزمانا سخت غلطی ہے۔ بلکہ قاعدہ یہ چاہیئے کہ جو نشان اور قرارداده علامتیں اسکے وقت میں ظاہر ہو جائیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں اور باقی کو موضوع اور انسانی افترا سمجھیں۔ یہی قاعدہ ان نیک بخت یہودیوں نے برتا جو مسلمان ہو گئے تھے۔ کیونکہ جو جو باتیں مقرر کردہ احادیث یہود وقوع میں آگئیں اور آنحضرت پر صادق آگئیں۔ ان حدیثوں کو انہوں نے صحیح سمجھا اور جو پُوری نہ ہوئیں انکو موضوع قرار دیا۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو پھر نہ حضرت عیسےٰؑ کی نبوت یہودیوں کے نزدیک ثابت ہو سکتی نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت۔ جو لوگ مسلمان ہوئے تھے انہیں یہود کی صدہا جھوٹی حدیثوں کو چھوڑنا پڑا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ایک طرف بعض علامات قرارداده پُوری ہو گئیں اور ایک طرف تائیدات الٰہیہ کا خدا کے رسول میں ایک دریا جاری ہے۔ تو انہوں نے ان حدیثوں سے فائدہ اُٹھایا جو پُوری ہو گئیں۔ اگر ایسا نہ کرتے تو ایک شخص بھی اُن میں سے مسلمان نہ ہو سکتا۔

یہ تمام وہ باتیں ہیں کہ کئی دفعہ اور کئی پیرایوں میں مَیں نے مولوی عبداللطیف صاحب کو سُنائی تھیں اور تعجب کہ انہوں نے میرے پاس بیان کیا کہ یہ باتیں پہلے سے میرے علم میں ہیں اور بہت سے ایسے عجیب دلائل حضرت مسیح کی وفات اور اس بات پر سُنائے کہ اسی زمانہ میں اور

اسی اُمت سے مسیح موعود ہونا چاہیئے جس سے مجھے بہت تعجب ہوُا اور اس وقت شعر حسن ز بصرہ بلال از حبش یاد آیا۔ اور اکثر ان کا استدلال قرآن شریف سے تھا اور وہ بار بار کہتے تھے۔ کہ کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا خیال ہے کہ مسیح موعود کی پیشگوئی صرف حدیثوں میں ہی۔ حالانکہ جس قدر قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسٰے فوت ہوگیا اور مسیح موعود اسی اُمت میں سے آنے والا ہے۔ اس قدر ثبوت حدیثوں سے نہیں ملتا۔ غرض خدا تعالیٰ نے اُن کے دل کو حق الیقین سے پُر کر دیا تھا اور وہ پوری معرفت سے اِس طرح پر مجھے شناخت کرتے تھے جس طرح درحقیقت ایک شخص کو آسمان سے اُترتا مع فرشتوں کے دیکھا جاتا ہی۔ اسوقت سے مجھے یہ خیال آیا ہے کہ حدیثوں میں جو مسیح موعود کے نزول کا ذکر ہے اگرچہ یہ لفظ اکرام اور اعزاز کیلئے محاورہ عرب میں آتا ہے جیساکہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اُترا ہے اور جیساکہ کسی شہر کے نو وارد کو کہا جاتا ہے کہ آپ کہاں اُترے ہیں اور جیساکہ قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے ہی اس رسول کو اُتارا ہے اور جیساکہ انجیل میں آیا ہے کہ عیسٰے اور یحییٰ آسمان سے اُترے لیکن باایں ہمہ یہ نزول کا لفظ اِس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہی کہ اس قدر مسیح کی سچائی پر دلائل جمع ہو جائیں گے کہ اہلِ فراست کو اسکے مسیح موعود ہونے میں یقین تام ہوجائیگا گویا وُہ انکے روبرو آسمان سے ہی اُترا ہے۔ چنانچہ ایسے یقین کامل کا نمونہ شہزادہ مولوی عبد اللطیف شہید نے دکھا دیا۔ جان دینے سے بڑھ کر کوئی امر نہیں اور ایسی استقامت سے جان دینا صاف بتلا رہا ہے کہ انہوں نے مجھے آسمان سے اُترتے دیکھ لیا اور دوسرے لوگوں کیلئے بھی یہ امر صاف ہے کہ میرے دعوے کے تمام پہلو آفتاب کیطرح چمک رہے ہیں۔ اوّل قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ عیسٰے بن مریم فوت ہوگیا ہی اور پھر دُنیا میں نہیں آئیگا۔ اور اگر بفرض محال قرآن کریم کے مخالف ایک لاکھ حدیث بھی ہو۔ وہ سب باطل اور جھوٹ اور کسی باطل پرست کی بناوٹ ہی۔ حق وہی ہی جو قرآن نے فرمایا۔ اور حدیثیں وُہ ماننے کے لائق ہیں جو اپنے قصوں میں قرآن کے بیان کردہ قصوں سے مخالف نہیں پھر بعد اسکے یہ فیصلہ بھی قرآن شریف نے ہی سُورہ نور میں لفظ منکم کے ساتھ ہی کر دیا ہی کہ اسکے

صـ ۲۸

تمام خلیفے اسی اُمت میں سے پیدا ہونگے اور وہ خلفاء سلسلہ موسوی کے مثیل ہونگے اور صرف ایک اُنمیں سے سلسلہ کے آخر میں موعود ہوگا جو عیسٰے بن مریم کے مشابہ ہوگا باقی موعود نہیں ہونگے یعنی نام لے کر اُن کیلئے کوئی پیشگوئی نہیں ہوگی اور یہ منکم کا لفظ بخاری میں بھی موجود ہے اور مسلم میں بھی ہے جس کے یہی معنے ہیں کہ وہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے پیدا ہوگا۔ پس اگر ایک غور کرنیوالا اسجگہ پورا غور کرے اور طریق خیانت اختیار نہ کرے تو اسکو ان تین منکم کے لفظوں پر نظر ڈالنے سے یقین ہوجائیگا کہ یہ امر قطعی فیصلہ تک پہنچ چکا ہے کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے پیدا ہوگا۔ اب رہا میرا دعویٰ سو میرے دعویٰ کیساتھ اسقدر دلائل ہیں کہ کوئی انسان زرا بیحیا نہ ہو تو اُسکے لئے اس سے چارہ نہیں ہے کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح مان لے جیساکہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانا ہے۔ کیا یہ دلائل میرے دعوے کے ثبوت کے لئے کم ہیں کہ میری نسبت قرآن کریم نے اسقدر پورے پورے قرائن اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا ہے اور حدیثوں میں کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤں کا نام موجود ہے اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اُس کا ظہور ہوگا۔ اور صحیح بخاری میں میرا تمام حُلیہ لکھا ہے اور پہلے مسیح کی نسبت جو بڑا مرکز مشرق یعنی ہند قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا۔ سو قادیان دمشق سے مشرق کیطرف ہے اور پھر دعوے کیوقت میں اور لوگوں کی تکذیب کے دنوں میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہونا۔ زمین پر طاعون کا پھیلنا۔ حدیث اور قرآن کے مطابق ریل کی سواری پیدا ہوجانا۔ اونٹ بیکار ہوجانے۔ حج روکا جانا۔ صلیب کے غلبہ کا وقت ہونا۔ میرے ہاتھ پر صدہا نشانوں کا ظاہر ہونا نبیوں کے مقرر کردہ وقت مسیح موعود کیلئے یہی وقت ہونا۔ صدی کے سر پر میرا مبعوث ہونا۔ ہزارہا نیک لوگوں کا میری تصدیق کیلئے خوابیں دیکھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود میری اُمت میں سے پیدا ہوگا اور خدا تعالیٰ کی تائیدات کا میرے شامل حال ہونا اور ہزارہا لوگوں کا دو لاکھ کے قریب میرے ہاتھ پر بیعت کرکے راستبازی اور پاکدلی اختیار کرنا۔ اور میرے وقت میں عیسائی مذہب میں ایک عام تزلزل پڑنا یہانتک کہ تثلیث کی طلسم کا برف کیطرح گداز ہونا شروع

ہوجانا اور میرے وقت میں مسلمانوں کا بہت فرقوں پر منقسم ہوکر تنزل کی حالت میں ہونا اور طرح طرح کی بدعات اور شرک اور میخواری اور حرامکاری اور خیانت اور دروغگوئی دنیا میں شائع ہوکر ایک عام تغیر دنیا میں پیدا ہوجانا اور ہر ایک پہلو سے انقلاب عظیم اس عالم میں پیدا ہوجانا۔ اور ہر ایک دانشمند کی شہادت سے دنیا کا ایک مصلح کا محتاج ہونا۔ اور میرے مقابلہ سے خواہ اعجازی کلام میں اور خواہ آسمانی نشانوں میں تمام لوگوں کا عاجز آجانا۔ اور میری تائید میں خدا تعالیٰ کی لاکھوں پیشگوئیاں پوری ہونا۔ یہ تمام نشان اور علامات اور قرائن ایک خداترس کیلئے میرے قبول کرنے کیلئے کافی ہیں۔ بعض جاہل اس جگہ اعتراض کرتے ہیں کہ بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ آتھم کے مرنے کی اور احمد بیگ کے داماد کی پیشگوئی۔ مگر انکو خدا تعالےٰ سے شرم کرنی چاہیئے۔ کیونکہ جس حالت میں کئی لاکھ پیشگوئی روزروشن کی طرح پوری ہوچکی ہے اور دن بدن نئے نئے نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ تو اس صورت میں اگر ایک دو پیشگوئیاں انکی سمجھ میں نہیں آئیں تو یہ انکی سراسر شقاوت ہے کہ بباعث اس بدفہمی کے جس میں خود ان کا قصور ہے خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشانوں اور دلیلوں اور معجزات سے انکار کردیں۔ اور اگر اسی طرح پر انکار ہوسکتا ہے تو پھر ہمیں کسی پیغمبر کا پتہ بتلاویں جسکی بعض پیشگوئیوں کے پورا ہونے کی نسبت انکار نہیں کیا گیا۔ چنانچہ ملاکی نبی کی پیشگوئی اپنے ظاہری معنوں کے رُو سے ابتک پوری نہیں ہوئی۔ کہاں الیاس نبی دُنیا میں آیا جس کا یہود کو آجتک انتظار ہے۔ حالانکہ مسیح آچکا ہے جس سے پہلے اُس کا آنا ضروری تھا۔ کہاں یہ پیشگوئی مسیح کی پوری ہوئی کہ اس زمانہ کے لوگ ابھی زندہ ہی ہونگے کہ میں واپس آجاؤنگا۔ کہاں اسکی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ پطرس کے ہاتھ میں آسمان کی کنجیاں ہیں۔ کہاں اُسکی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ وہ داؤد کا تخت قائم کریگا۔ اور کب یہ پیشگوئی ظہور میں آئی کہ اُسکے بارہ[۱۲] حواری بارہ[۱۲] تختوں پر بیٹھیں گے۔ کیونکہ یہودا اسکریوطی مرتد ہوگیا اور جہنم میں جا پڑا اور اسکی بجائے جس کیلئے تخت کا وعدہ تھا ایک نیا حواری تراشا گیا جو مسیح کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ ایسا ہی حدیثوں میں لکھا ہے۔ چنانچہ دُرّ منثور میں بھی ہے کہ یونس نبی نے یہ پیشگوئی قطعی طور پر بغیر کسی شرط کے کی تھی کہ نینوہ کے رہنے والوں پر چالیس دن کے اندر عذاب نازل ہوگا۔ جو انکو اس میعاد کے اندر ہلاک کردیگا۔ مگر کوئی عذاب نازل نہ ہوا اور نہ وہ ہلاک ہوئے۔ آخر یونس کو

ص ۳۹

شرمندہ ہوکر اُسجگہ سے بھاگنا پڑا۔ یہ پیشگوئیاں بائبل میں یونہ نبی کی کتاب میں موجود ہیں جس کو عیسائی خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں۔ پھر باوجود ان سب باتوں کے مسلمان ان پیغمبروں پر ایمان بھی لاتے ہیں اور ان چند اعتراضات کی کچھ پروا نہیں کرتے اور وہ دو پیشگوئیاں مذکورہ بالا جن کی نسبت اُن کا اعتراض ہے یعنی آتھم کے متعلق اور احمد بیگ کے داماد کے متعلق۔ اُن کی نسبت ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ آتھم کی موت کی پیشگوئی تمامتر صفائی سے پوری ہوگئی۔ اب تلاش کرو آتھم کہاں ہے۔ کیا وہ زندہ ہے یا مرگیا۔ پیشگوئی کا ماحصل یہ تھا کہ ہم دونوں فریق میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے سے پہلے مریگا۔ سو مُدّت ہوئی کہ آتھم مرگیا۔ اور یہ فقرہ جو اِس پیشگوئی میں موجود تھا کہ آتھم پندرہ مہینہ کے اندر مریگا۔ اسکے ساتھ یہ شرط بھی شائع کی گئی تھی کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے مگر آتھم نے اُسی مجلس بحث میں اپنی بے ادبی سے رجوع کرلیا تھا۔ کیونکہ جب مَیں نے اُسکو کہا کہ یہ پیشگوئی اسلئے کیگئی ہے کہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب میں دجّال لکھا ہے۔ تو سُنتے ہی اُس کا چہرہ زرد ہوگیا اور نہایت تضرع سے اُس نے اپنی زبان مُنہ سے باہر نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ لئے اور کہا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہرگز ایسا نہیں کہا۔ اور بڑی عاجزی اور تضرع ظاہر کی اُسوقت ساٹھ سے زیادہ مسلمان اور عیسائی وغیرہ موجود تھے۔ کیا یہ ایسا لفظ نہیں تھا جس کو شوخی اور بے ادبی سے رجوع سمجھا جائے اور پھر وُہ پندرہ مہینہ تک مخالفت سے بالکل چُپ رہا اور اکثر گریہ وبکا میں رہا اور اپنی حالت اُسنے بالکل بدل لی۔ پس ایک نیک دل ایماندار کیلئے یہ کافی ہو کہ اُسنے پندرہ مہینہ کے اندر کسی حد تک اپنی تبدیلی کرلی تھی۔ اور چونکہ اُس نے خدا تعالیٰ سے خوف کھاکر نرمی اور تضرع اختیار کیا اور قطعاً شوخی اور گستاخی چھوڑدی۔ بلکہ امرتسر میں جو ایسے لوگوں کی صحبت اُسے میسّر تھی۔ اُس صحبت کو ترک کرکے اور وُہ مکان چھوڑکر وُہ فیروز پور میں جاکر مقیم ہوگیا۔ پس ضرور تھا کہ وُہ اِس قدر خوف سے فائدہ اُٹھاتا۔ پس اگرچہ اِس بات سے محفوظ نہ رہا کہ میرے پہلے بہت جلد انہیں دنوں میں مرگیا۔ مگر کسی قدر شرط کے پُورا کرنے سے فائدہ اُٹھالیا۔ اسکے مقابل لیکھرام تھا جس نے پیشگوئی کی میعاد میں کوئی تضرع اور خوف ظاہر نہ کیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ گستاخ ہوکر بازاروں اور کوچوں

صفحہ ۴۰

اور شہروں اور دیہات میں توہین اسلام کرنے لگا۔ تب وہ میعاد کے اندر ہی اپنی اس بداعمالی کی وجہ سے پکڑا گیا
اور وُہ زبان اُسکی جو گالی اور بد زبانی میں چھری کی طرح چلتی تھی اُسی چھری نے اس کا کام تمام کر دیا۔
رہا احمد بیگ کا داماد پس ہر ایک شخص کو معلوم ہے کہ یہ پیشگوئی دو شخصوں کی نسبت تھی۔ ص۴۱
ایک احمد بیگ کی نسبت اور دُوسری اُسکے داماد کی نسبت۔ سو ایک حصّہ اس پیشگوئی کا میعاد کے
اندر ہی پُورا ہو گیا۔ یعنی **احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور اس طرح پر ایک ٹانگ**
پیشگوئی کی پوری ہو گئی۔ اب دُوسری ٹانگ جو باقی ہے اسکی نسبت جو اعتراض ہے۔
افسوس کہ وہ دیانت کے ساتھ پیش نہیں کیا جاتا اور آجتک کسی معترض کے مُنہ سے مَیں نے
یہ نہیں سُنا کہ وہ اس طرح پر اعتراض کرے کہ اگرچہ **اس پیشگوئی کا ایک حصّہ پُورا ہو چکا ہے**
اور ہم بصدق دل اعتراف کرتے ہیں کہ وُہ پورا ہُوا۔ مگر دوسرا حصّہ ابتک پُورا نہیں
ہُوا۔ بلکہ یہودیوں کی طرح پُورا ہونیوالا حصہ بالکل مخفی رکھکر اعتراض کرتے ہیں۔ کیا ایسا شیوہ ایمان
اور حیا اور راستبازی کے مطابق ہے؟ اب قطع نظر انکی خائنانہ طرز گفتگو کے جواب یہ ہے کہ یہ پیشگوئی
بھی آتھم کی پیشگوئی کی طرح مشروط بشرط ہے یعنی یہ لکھا گیا تھا کہ اس شرط سے وہ میعاد کے اندر پوری
ہوگی کہ ان دونوں میں سے کوئی شخص خوف اور خشیت ظاہر نہ کرے۔ سو احمد بیگ کو یہ خوفناک علامت
پیش نہ آئی اور وہ پیشگوئی کو خلاف واقعہ سمجھتا رہا۔ مگر احمد بیگ کے داماد اور اُسکے عزیزوں کو یہ خوفناک
حالت پیش آگئی کیونکہ احمد بیگ کی موت نے انکے دلوں پر ایک لرزہ ڈالدیا جیسا کہ انسانی فطرت میں
داخل ہے کہ سخت سے سخت انسان نمونہ دیکھنے کے بعد ضرور ہراساں ہو جاتا ہے۔ سو ضرور تھا کہ اسکو
بھی مہلت دیجاتی۔ سو یہ تمام اعتراضات جہالت اور نابینائی اور تعصب کی وجہ سے ہیں نہ دیانت اور
حق طلبی کی وجہ سے **جس شخص کے ہاتھ سے ابتک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے**
ہیں اور ہو رہے ہیں۔ کیا اگر ایک یا دو پیشگوئیاں اُسکی کسی جاہل اور بدفہم اور غبی کو سمجھ میں نہ آویں
تو اِس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ وُہ تمام پیشگوئیاں صحیح نہیں۔ مَیں یہ بات حتمی وعدہ سے لکھتا ہوں
کہ اگر کوئی مخالف خواہ عیسائی ہو خواہ بگفتن مسلمان۔ میری پیشگوئیوں کے

مقابل پر اس شخص کی پیشگوئیوں کو جس کا آسمان سے اُترنا خیال کرتے ہیں۔ ۴۲
صفائی اور یقین اور بداہت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کر سکے تو مَیں اُس کو
نقد ایک ہزار روپیہ دینے کو طیار ہوں۔ مگر ثابت کرنے کا یہ طریق نہیں ہوگا۔ کہ وہ
قرآن شریف کو پیش کرے کہ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مان لیا ہے اور یا اس کو نبی
قرار دیدیا ہے۔ کیونکہ اس طرح پر تو مَیں بھی زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن شریف
میری سچائی کا بھی گواہ ہے۔ تمام قرآن شریف میں کہیں یسوع کا لفظ نہیں ہے۔ مگر
میری نسبت منکم کا لفظ موجود ہے اور دوسری بہت سی علامات موجود ہیں۔ بلکہ اسجگہ میرا
صرف یہ مطلب ہے کہ قرآن شریف سے قطع نظر کرکے محض میری پیشگوئیوں اور یسوع کی پیشگوئیوں پر
عدالتوں کی عام تحقیق کے رنگ میں نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے کہ ان دونوں میں سے کونسی
پیشگوئیاں یا اکثر حصہ اُن کا بحکم عقل کمال صفائی سے پُورا ہوگیا اور کونسا اس درجہ پر نہیں۔ یعنی
یہ تحقیقات اور مقابلہ ایسے طور سے ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے منکر ہو تو وہ
بھی رائے ظاہر کر سکے کہ ثبوت کا پہلو کس طرف ہے۔

ماسوا اسکے اسجگہ مجھے افسوس آتا ہے کہ ہمارے مخالف مسلمان تو کہلاتے ہیں لیکن اسلام کے
اُصول سے بیخبر ہیں۔ اسلام میں یہ مسلّم امر ہے کہ جو پیشگوئی وعید کے متعلق ہو۔ اسکی نسبت ضروری
نہیں کہ خدا اسکو پورا کرے یعنی جس پیشگوئی کا یہ مضمون ہو کہ کسی شخص یا گروہ پر کوئی بلا پڑے گی۔
اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس بلا کو ٹال دے جیساکہ یونس کی پیشگوئی کو جو چالیس دن تک
محدود تھی ٹال دیا۔ لیکن جس پیشگوئی میں وعدہ ہو یعنی کسی انعام اکرام کی نسبت پیشگوئی ہو۔
وہ کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ[1] مگر کسی جگہ یہ نہیں
فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لا یخلف الوعید۔ پس اِس میں راز یہی ہے کہ وعید کی پیشگوئی خوف اور
دُعا اور صدقہ خیرات سے ٹل سکتی ہے۔ تمام پیغمبروں کا اسپر اتفاق ہے کہ صدقہ اور دُعا اور
خوف اور خشوع سے وُہ بلا جو خدا کے علم میں ہے جو کسی شخص پر آئیگی وُہ ردّ ہو سکتی ہے۔ اب

[1] آل عمران : ۱۰

سوچ لو کہ ہر ایک بلا جو خدا کے علم میں ہے اگر کسی نبی یا ولی کو اسکی اطلاع دیجائے تو اس کا نام اُسوقت پیشگوئی ہو گا جب وُہ نبی یا ولی دُوسروں کو اُس بلا سے اطلاع دے۔ اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ بلا ٹل سکتی ہے۔ پس ضرور تًا یہ نتیجہ نکلا کہ ایسی پیشگوئی کے ظہور میں تاخیر ہو سکتی ہے جو کسی بلا کی پیش خبری کرے۔

ص۱۳

پھر ہم اپنے پہلے کلام کیطرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب جب قادیان میں آئے تو صرف انکو یہی فائدہ نہ ہوُا کہ انہوں نے مفصل طور پر میرے دعوے کے دلائل سُنے بلکہ ان چند مہینوں کے عرصہ میں جو وہ قادیان میرے پاس رہے اور ایک سفر جہلم تک بھی میرے ساتھ کیا۔ بعض آسمانی نشان بھی میری تائید میں انہوں نے مشاہدہ کئے۔ ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کے دیکھنے کیوجہ سے وُہ فوق العادت یقین سے بھر گئے۔ اور طاقت بالا اُنکو کھینچکر لے گئی۔ مَیں نے ایک موقعہ پر ایک اعتراض کا جواب بھی اُنکو سمجھایا تھا جس سے وُہ بہت خوش ہوئے تھے۔ اور وہ یہ کہ جس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں۔ اور آپکے خلفاء مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔ تو پھر کیا وجہ کہ مسیح موعود کا نام احادیث میں نبی کر کے پکارا گیا ہے۔ مگر دوسرے تمام خلفاء کو یہ نام نہیں دیا گیا۔ سو مَیں نے اُنکو یہ جواب دیا کہ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے اور آپکے بعد کوئی نبی نہیں تھا۔ اس لئے اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰ کے خلفاء نبی ہیں۔ اسلئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور اُنکا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور یہ مرتبہ انکو نہ دیا جائے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو جائے۔ اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ مسیح موعود کی نبوت ظلّی طور پر ہے کیونکہ وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کیوجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہے۔ جیسا کہ ایک وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ یا احمد جُعلتَ مُرسلاً۔ اے احمد تو مرسل بنایا گیا۔ یعنی جیسے کہ تو بروزی رنگ میں احمد کے نام کا مستحق ہوُا۔ حالانکہ تیرا نام غلام احمد تھا۔ سو اسی طرح بروز کے رنگ میں نبی کے نام کا مستحق ہے۔

کیونکہ احمد نبی ہے۔ نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی۔ اور ایک دفعہ یہ ذکر آیا کہ احادیث میں ہے کہ مسیح موعود دو
۴۴ زرد رنگ چادروں میں اتریگا۔ ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے
حصہ میں۔ سو میں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے
علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے۔ اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں یعنی ایک سر کی بیماری اور
دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔ ابھی وہ اسی جگہ تھے کہ بہت سے یقین اور بھاری تبدیلی کی
وجہ سے اُن پر الہام اور وحی کا دروازہ کھولا گیا اور خدا تعالیٰ کیطرف سے کھلے لفظوں میں میری تصدیق کے
بارے میں اُنہوں نے شہادتیں پائیں جنکی وجہ سے آخر کار اُنہوں نے اس شہادت کا شربت اپنے لئے
منظور کیا جسکے مفصل لکھنے کیلئے اب وقت آگیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جس طرز سے انہوں نے میری تصدیق
کی راہ میں مرنا قبول کیا۔ اِس قسم کی موت اسلام کے تیرہ سو برس کے سلسلہ میں بجز نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے
اور کسی جگہ نہیں پاؤ گے۔ پس بلا شبہ اس طرح انکا مرنا اور میری تصدیق میں نقد جان خدا تعالیٰ کے حوالہ کرنا
یہ میری سچائی پر ایک عظیم الشان نشان ہے مگر اُن کیلئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ انسان شک و شبہ کی حالت میں کب
چاہتا ہے کہ اپنی جان دیدے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو تباہی میں ڈالے۔ پھر عجب تر یہ کہ یہ بزرگ معمولی
انسان نہیں تھا۔ بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی انکی اپنی جاگیر تھی اور انگریزی عملداری میں بھی بہت سی
زمین تھی۔ اور طاقت علمی اس درجہ تک تھی کہ ریاست نے تمام مولویوں کا انکو سردار قرار دیا تھا۔ وہ سب سے
زیادہ عالم علم قرآن اور حدیث اور فقہ میں سمجھے جاتے تھے اور نئے امیر کی دستار بندی کی رسم بھی انہیں کے
ہاتھ سے ہوتی تھی۔ اور اگر امیر فوت ہو جائے تو اُسکے جنازہ پڑھنے کیلئے بھی وہی مقرر تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں
جو ہمیں معتبر ذریعہ سے پہنچی ہیں۔ اور اُنکی خاص زبان سے میں نے سُنا تھا کہ ریاست کابل میں پچاس ہزار کے
قریب اُنکے معتقد اور ارادتمند ہیں جن میں سے بعض ارکان ریاست بھی تھے۔ غرض یہ بزرگ ملک کابل میں
ایک فرد تھا۔ اور کیا علم کے لحاظ سے اور کیا تقویٰ کے لحاظ سے اور کیا جاہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اور کیا
خاندان کے لحاظ سے اُس ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اور علاوہ مولوی کے خطاب کے صاحبزادہ اور
اخوندزادہ اور شاہزادہ کے لقب سے اُس ملک میں مشہور تھے۔ اور شہید مرحوم ایک بڑا کتب خانہ حدیث اور

صـ۴۵

تفسیر اور فقہ اور تاریخ کا اپنے پاس رکھتے تھے۔ اور نئی کتابوں کے خریدنے کیلئے ہمیشہ حریص تھے۔ اور ہمیشہ درس تدریس کا شغل جاری تھا اور صدہا آدمی اُنکی شاگردی کا فخر حاصل کر کے مولویت کا خطاب پاتے تھے۔ لیکن باایں ہمہ کمال یہ تھا کہ بےنفسی اور انکسار میں اس مرتبہ تک پہنچ گئے تھے کہ جبتک انسان فنافی اللہ نہ ہو۔ یہ مرتبہ نہیں پاسکتا۔ ہر ایک شخص کسی قدر شہرت اور علم سے محجوب ہوجاتا ہے۔ اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھنے لگتا ہے۔ اور وہی علم اور شہرت حق طلبی سے اُسکو مانع ہوجاتی ہے۔ مگر یہ شخص ایسا بےنفس تھا کہ باوجودیکہ ایک مجموعہ فضائل کا جامع تھا۔ مگر تب بھی کسی حقیقت حقہ کے قبول کرنے سے اُسکو اپنی علمی اور عملی اور خاندانی وجاہت مانع نہیں ہوسکتی تھی اور آخر سچائی پر اپنی جان قربان کی اور ہماری جماعت کیلئے ایک ایسا نمونہ چھوڑ گیا جسکی پابندی اصل منشاء خدا کا ہے۔ اب ہم ذیل میں اس بزرگ کی شہادت کے واقعہ کو لکھتے ہیں کہ کس دردناک طریق سے وہ قتل کیا گیا اور اس راہ میں کیا استقامت اُسنے دکھلائی کہ بجز کامل قوت ایمانی کے اس دار الغرور میں کوئی نہیں دکھلا سکتا۔ اور بالآخر ہم یہ بھی لکھیں گے کہ ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ آج سے تیئیس۲۳ برس پہلے اُنکی شہادت اور انکے ایک شاگرد کی شہادت کی نسبت خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی جسکو اُسی زمانہ میں مَیں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں شائع کیا تھا سو اس بزرگ مرحوم نے نہ فقط وہ نشان دکھلایا جو کامل استقامت کے رنگ میں اُس سے ظہور میں آیا۔ بلکہ یہ دوسرا نشان بھی اُسکے ذریعہ سے ظاہر ہوگیا جو ایک مدت دراز کی پیشگوئی اسکی شہادت سے پوری ہوگئی جیسا کہ ہم انشاء اللہ اخیر میں اس پیشگوئی کو درج کرینگے۔

واضح رہے کہ براہین احمدیہ کی پیشگوئی میں دو شہادتوں کا ذکر ہے۔ اور پہلی شہادت میاں عبد الرحمٰن مولوی صاحب موصوف کے شاگرد کی تھی جس کی تکمیل امیر عبد الرحمٰن یعنے اس امیر کے باپ سے ہوئی۔ اِس لئے ہم بلحاظ ترتیب زمانی پہلے میاں عبد الرحمٰن مرحوم کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں۔

بیان شہادت میاں عبد الرحمٰن مرحوم شاگرد مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رئیس اعظم خوست ملک افغانستان

مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے تخمیناً دو۲ برس پہلے اُنکے ایماء اور ہدایت سے

۴۶ میاں عبدالرحمٰن شاگرد رشید انکے قادیان میں شاید دو یا تین دفعہ آئے اور ہر یک مرتبہ کئی کئی مہینہ تک رہے اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل کے سُننے سے اُنکا ایمان شہداء کا رنگ پکڑ گیا۔ اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وُہ میری تعلیم سے پُورا حصّہ لے چکے تھے۔ اور اتفاقاً اُن کی حاضری کے ایّام میں بعض کتابیں میری طرف سے جہاد کی ممانعت میں چھپی تھیں۔ جن سے اُن کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ سلسلہ جہاد کا مخالف ہے۔ پھر ایسا اتفاق ہُوا کہ جب وہ مجھ سے رُخصت ہو کر پشاور میں پہنچے۔ تو اتفاقاً خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سے جو پشاور میں تھے اور میرے مُریدہیں ملاقات ہوئی۔ اور انہیں دنوں میں خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک رسالہ جہاد کی ممانعت میں شائع کیا تھا۔ اس سے اُن کو بھی اطلاع ہوئی اور وہ مضمون ایسا اُنکے دل میں بیٹھ گیا کہ کابل میں جا کر جا بجا اُنہوں نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست نہیں۔ کیونکہ وُہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کے حامی ہیں اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے اُن کے زیرِ سایہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبدالرحمٰن کو پہنچ گئی۔ اور یہ بھی بعض شریر پنجابیوں نے جو اسکے ساتھ ملازمت کا تعلق رکھتے ہیں۔ اسپر ظاہر کیا کہ یہ ایک پنجابی شخص کا مُرید ہے جو اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے۔ اور اُس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ انگریزوں سے جہاد درست نہیں۔ بلکہ اس زمانہ میں قطعاً جہاد کا مخالف ہے۔ تب امیر یہ بات سُنکر بہت برافروختہ ہو گیا اور اُسکو قید کرنے کا حکم دیا۔ تا مزید تحقیقات سے کچھ زیادہ حال معلوم ہو۔ آخر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ضرور یہ شخص مسیح قادیانی کا مُرید اور مسئلہ جہاد کا مخالف ہے۔ تب اُس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دَم بند کر کے شہید کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے ؀

یہ تو میاں عبدالرحمٰن شہید کا ذکر ہے۔ اب ہم مولوی صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کا دردناک ذکر کرتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ اِس قسم کا ایمان حاصل کرنے کے لئے دُعا کرتے رہیں۔ کیونکہ جب تک انسان کچھ خدا کا اور کچھ دُنیا کا ہے تب تک آسمان پر اُس کا نام مومن نہیں ؀

ص۴۷

بیان واقعہ ہائلہ شہادت مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم

رئیس اعظم خوست علاقہ کابل غفر اللہ لہٗ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان میں آکر کئی مہینہ میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اس کے جب آسمان پر یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پا چکا۔ کہ وہ درجہ شہادت پاویں تو اُس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی۔ کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے۔ اب جیسا کہ معتبر ذرائع سے اور خاص دیکھنے والوں کی معرفت مجھے معلوم ہوا ہے قضا و قدر سے یہ صورت پیش آئی۔ کہ مولوی صاحب جب سرزمین علاقہ ریاست کابل کے نزدیک پہنچے تو علاقہ انگریزی میں ٹھیر کر بریگیڈیر محمد حسین کوتوال کو جو اُن کا شاگرد تھا ایک خط لکھا۔ کہ اگر آپ امیر صاحب سے میرے آنے کی اجازت حاصل کر کے مجھے اطلاع دیں تو امیر صاحب کے پاس بمقام کابل میں حاضر ہو جاؤں۔ بلا اجازت اس لئے تشریف نہ لے گئے۔ کہ وقت سفر امیر صاحب کو یہ اطلاع دی تھی۔ کہ میں حج کو جاتا ہوں۔ مگر وہ ارادہ قادیان میں بہت دیر تک ٹھیرنے سے پورا نہ ہو سکا۔ اور وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور چونکہ وہ میری نسبت شناخت کر چکے تھے۔ کہ یہی شخص مسیح موعود ہے۔ اس لئے میری صحبت میں رہنا اُن کو مقدم معلوم ہوا۔ اور بموجب نص اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول[1] حج کا ارادہ انہوں نے کسی دوسرے سال پر ڈال دیا۔ اور ہر ایک دل اس بات کو محسوس کر سکتا ہے کہ ایک حج کے ارادہ کرنے والے کیلئے اگر یہ بات پیش آجائے۔ کہ وہ اُس مسیح موعود کو دیکھ لے جسکا تیرہ سو برس سے اہل اسلام میں انتظار ہے۔ تو بموجب نص صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جا سکتا۔ ہاں باجازت اس کے دوسرے وقت میں جا سکتا ہے۔ غرض چونکہ وہ مرحوم سید الشہداء اپنی صحت نیت سے حج نہ کر سکا۔ اور قادیان میں ہی دن گذر گئے۔ تو قبل اس کے کہ وہ سرزمین کابل میں وارد ہوں۔ اور حدود ریاست کے اندر قدم رکھیں احتیاطاً قرین مصلحت سمجھا۔ کہ انگریزی علاقہ میں رہ کر امیر کابل پر اپنی سرگذشت کھول دی

ص۴۸

[1] النساء : ۶۰

جائے۔ کہ اس طرح پر حج کرنے سے معذوری پیش آئی۔ انہوں نے مناسب سمجھا کہ برگیڈیر محمد حسین کو خط لکھا تا وہ مناسب موقعہ پر اصل حقیقت مناسب لفظوں میں امیر کے گوش گذار کردیں۔ اور اس خط میں یہ لکھا کہ اگرچہ میں حج کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا مگر مسیح موعود کی مجھے زیارت ہو گئی۔ اور چونکہ مسیح کے ملنے کے لئے اور اس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے۔ اس مجبوری سے مجھے قادیان میں ٹھیرنا پڑا۔ اور میں نے اپنی طرف سے یہ کام نہ کیا۔ بلکہ قرآن اور حدیث کی رُو سے اسی امر کو ضروری سمجھا۔ جب یہ خط برگیڈیر محمد حسین کوتوال کو پہنچا تو اس نے وہ خط اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا۔ اور اُس وقت پیش نہ کیا۔ مگر اس کے نائب کو جو مخالف اور شریر آدمی تھا کسی طرح پتہ لگ گیا۔ کہ یہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کا خط ہے۔ اور وہ قادیان میں ٹھیرے رہے تب اس نے وہ خط کسی تدبیر سے نکال لیا۔ اور امیر صاحب کے آگے پیش کر دیا۔ امیر صاحب نے برگیڈیر محمد حسین کوتوال سے دریافت کیا کہ کیا یہ خط آپ کے نام آیا ہے۔ اُس نے امیر کے موجودہ غیظ و غضب سے خوف کھا کر انکار کر دیا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی صاحب شہید نے کئی دن پہلے خط کے جواب کا انتظار کر کے ایک اور خط بذریعہ ڈاک محمد حسین کوتوال کو لکھا۔ وہ خط افسر ڈاکخانہ نے کھول لیا اور امیر صاحب کو پہنچا دیا۔ چونکہ قضا و قدر سے مولوی صاحب کی شہادت مقدر تھی۔ اور آسمان پر وہ برگزیدہ بزمرہ شہدا داخل ہو چکا تھا۔ اس لئے امیر صاحب نے اُن کے بلانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیا۔ اور اُن کی طرف خط لکھا۔ کہ آپ بلا خطرہ چلے آؤ۔ اگر یہ دعوےٰ سچا ہو گا تو میں بھی مرید ہو جاؤں گا۔ بیان کرنے والے کہتے ہیں۔ کہ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ خط امیر صاحب نے ڈاک میں بھیجا تھا یا دستی روانہ کیا تھا۔ بہرحال اس خط کو دیکھ کر مولوی صاحب موصوف کابل کی طرف روانہ ہو گئے اور قضا و قدر نے نازل ہونا شروع کر دیا۔ راویوں نے بیان کیا ہے کہ جب شہید مرحوم کابل کے بازار سے گذرے تو گھوڑے پر سوار تھے۔ اور ان کے پیچھے آٹھ سرکاری سوار تھے اور انکی تشریف آوری سے پہلے عام طور پر کابل میں مشہور تھا۔ کہ امیر صاحب نے اخوند زادہ صاحب کو دھوکہ دیکر بلایا ہے۔ اب بعد اس کے دیکھنے والوں کا یہ بیان ہے۔ کہ جب اخوند زادہ صاحب مرحوم بازار سے

گذرے تو ہم اور دوسرے بہت سے بازاری لوگ ساتھ چلے گئے۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ آٹھ سرکاری سوار خوست سے ہی اُن کے ہمراہ کئے گئے تھے۔ کیونکہ اُنکے خوست میں پہنچنے سے پہلے حکم سرکاری اُنکے گرفتار کرنے کیلئے حاکم خوست کے نام آچکا تھا۔ غرض جب امیر صاحب کے روبرو پیش کئے گئے تو مخالفوں نے پہلے سے ہی اُنکے مزاج کو بہت کچھ متغیر کر رکھا تھا۔ اسلئے وہ بہت ظالمانہ جوش سے پیش آئے۔ اور حکم دیا کہ مجھے ان سے بو آتی ہے۔ انکو فاصلہ پر کھڑا کرو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اس قلعہ میں جسمیں خود امیر صاحب رہتے ہیں قید کردو۔ اور زنجیر غراغراب لگادو۔ یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کا ہوتا ہے۔ گردن سے کمر تک گھیر لیتا ہے۔ اور اس میں ہتھکڑی بھی شامل ہے۔ اور نیز حکم دیا کہ پاؤں میں بیڑی وزنی آٹھ سیر انگریزی کی لگادو۔ پھر اس کے بعد مولوی صاحب مرحوم چار مہینہ قید میں رہے اور اس عرصہ میں کئی دفعہ ان کو امیر کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے۔ تو تمہیں رہائی دی جائے گی مگر ہر ایک مرتبہ انہوں نے یہی جواب دیا۔ کہ مَیں صاحب علم ہوں۔ اور حق و باطل کی شناخت کرنے کی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے۔ مَیں نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے میں میری جان کی خیر نہیں ہے۔ اور میرے اہل و عیال کی بربادی ہے۔ مگر مَیں اس وقت اپنے ایمان کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم سمجھتا ہوں۔ شہید مرحوم نے نہ ایک دفعہ بلکہ قید ہونے کی حالت میں بارہا یہی جواب دیا۔ اور یہ قید انگریزی قید کی طرح نہیں تھی جس میں انسانی کمزوری کا کچھ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے۔ بلکہ ایک سخت قید تھی جس کو انسان موت سے بدتر سمجھتا ہے۔ اسلئے لوگوں نے شہید موصوف کی اس استقامت اور استقلال کو نہایت تعجب سے دیکھا۔ اور درحقیقت تعجب کا مقام تھا۔ کہ ایسا جلیل الشان شخص کہ جو کئی لاکھ روپیہ کی ریاست کابل میں جاگیر رکھتا تھا۔ اور اپنے فضائل علمی اور تقوے کی وجہ سے گویا تمام سرزمین کابل کا پیشوا تھا۔ اور قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام میں زندگی بسر کی تھی۔ اور بہت سا اہل و عیال اور عزیز فرزند رکھتا تھا۔ پھر یک دفعہ وہ ایسی سنگین قید میں ڈالا گیا جو موت سے بدتر تھی اور جس کے تصور سے بھی انسان کے بدن پر لرزہ

پڑتا ہے۔ ایسا نازک اندام اور نعمتوں کا پروردہ انسان وُہ اُس رُوح کے گداز کرنے والی قید میں صبر کرسکے۔ اور جان کو ایمان پر فدا کرے۔ بالخصوص جس حالت میں امیر کابل کی طرف سے بار بار اُن کو پیغام پہنچتا تھا۔ کہ اُس قادیانی شخص کے تصدیق دعوے سے انکار کردو تو تم ابھی عزت سے رہا کئے جاؤ گے۔ مگر اُس قوی الایمان بزرگ نے اس بار بار کے وعدہ کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ اور بار بار یہی جواب دیا۔ کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں ایمان پر دنیا کو مقدم رکھ لوں۔ اور کیونکر ہوسکتا ہے۔ کہ جس کو مَیں نے خوب شناخت کرلیا۔ اور ہر ایک طرح سے تسلی کرلی۔ اپنی موت کے خوف سے اُس کا انکار کردوں۔ یہ انکار تو مجھ سے نہیں ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ میں نے حق پالیا۔ اس لئے چند روزہ زندگی کے لئے مجھ سے یہ بے ایمانی نہیں ہوگی۔ کہ مَیں اُس ثابت شدہ حق کو چھوڑ دوں۔ میں جان چھوڑنے کے لئے طیار ہوں اور فیصلہ کرچکا ہوں۔ مگر حق میرے ساتھ جائے گا۔ اُس بزرگ کے بار بار کے یہ جواب ایسے تھے۔ کہ سرزمین کابل کبھی اُن کو فراموش نہیں کرے گی۔ اور کابل کے لوگوں نے اپنی تمام عمر میں یہ نمونہ ایمانداری اور استقامت کا کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ اس جگہ یہ بھی ذکر کرنے کے لائق ہے۔ کہ کابل کے امیروں کا یہ طریق نہیں ہے۔ کہ اس قدر بار بار وعدہ معافی دیکر ایک عقیدہ کے چھڑانے کے لئے توجہ دلائیں۔ لیکن مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی یہ خاص رعایت اس وجہ سے تھی۔ کہ وہ ریاست کابل کا گویا ایک بازو تھا اور ہزارہا انسان اُس کے معتقد تھے اور جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں وہ امیر کابل کی نظر میں اس قدر منتخب عالم فاضل تھا۔ کہ تمام علماء میں آفتاب کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ پس ممکن ہے کہ امیر کو بجائے خود یہ رنج بھی ہو۔ کہ ایسا برگزیدہ انسان علماء کے اتفاق رائے سے ضرور قتل کیا جائے گا۔ اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ آج کل ایک طور سے عنان حکومت کابل کی مولویوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور جس بات پر مولوی لوگ اتفاق کرلیں پھر ممکن نہیں کہ امیر اُس کے برخلاف کچھ کرسکے۔ پس یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایک طرف اس امیر کو مولویوں کا خوف تھا۔ اور دوسری طرف شہید مرحوم کو بے گناہ دیکھتا تھا۔ پس یہی وجہ ہے کہ وہ قید کی تمام مدت میں یہی ہدایت کرتا رہا کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعود مت مانیں۔ اور اُس عقیدہ سے توبہ کریں۔ حاشیہ

تب آپ عزت کے ساتھ رہا کر دئے جاؤ گے۔ اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ میں قید کیا تھا جس قلعہ میں وہ آپ رہتا تھا۔ تا متواتر فہمایش کا موقعہ ملتا رہے۔ اور اس جگہ ایک اور بات لکھنے کے لائق ہے۔ اور دراصل وہی ایک بات ہے جو اس بلائی موجب ہوئی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ عبدالرحمن شہید کے وقت سے یہ بات امیر اور مولویوں کو خوب معلوم تھی۔ کہ قادیانی جو مسیح موعود کا دعویٰ کرتا ہے جہاد کا سخت مخالف ہے اور اپنی کتابوں میں بار بار اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں تلوار کا جہاد درست نہیں۔ اور اتفاق سے اس امیر کے باپ نے جہاد کے واجب ہونے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا تھا جو میرے شائع کردہ رسالوں کے بالکل مخالف ہے۔ اور پنجاب کے شرانگیز بعض آدمی جو اپنے تئیں موحد یا اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ امیر کے پاس پہنچ گئے تھے۔ غالباً اُن کی زبانی امیر عبدالرحمن نے جو امیر حال کا باپ تھا میری اُن کتابوں کا مضمون سُن لیا ہو گا۔ اور عبدالرحمن شہید کے قتل کی بھی یہی وجہ ہوئی تھی کہ امیر عبدالرحمن نے خیال کیا تھا کہ یہ اُس گروہ کا انسان ہے جو لوگ جہاد کو حرام جانتے ہیں۔ اور یہ بات یقینی ہے۔ کہ قضاو قدر کی کشش سے مولوی عبداللطیف مرحوم سے بھی یہ غلطی ہوئی کہ اس قید کی حالت میں بھی جتلا دیا۔ کہ اب یہ زمانہ جہاد کا نہیں۔ اور وہ مسیح موعود جو درحقیقت مسیح ہے اس کی یہی تعلیم ہے۔ کہ اب یہ زمانہ دلائل کے پیش کرنے کا ہے تلوار کے ذریعہ سے مذہب کو پھیلانا جائز نہیں۔ اور اب اس قسم کا پودہ ہرگز بارآور نہیں ہو گا بلکہ جلد خشک ہو جائے گا۔ چونکہ شہید مرحوم سچ کے بیان کرنے میں کسی کی پروا نہیں کرتے تھے۔ اور درحقیقت اُن کو سچائی کے پھیلانے کے وقت اپنی موت کا بھی اندیشہ نہ تھا۔ اس لئے ایسے الفاظ اُن کے منہ سے نکل گئے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اُن کے بعض شاگرد بیان کرتے ہیں۔ کہ جب وہ وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کہتے تھے۔ کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہے۔ اور درحقیقت وہ سچ کہتے تھے کیونکہ سرزمین کابل میں اگر ایک کروڑ اشتہار شائع کیا جاتا۔ اور دلائل قویہ سے میرا مسیح موعود ہونا اُن میں ثابت کیا جاتا تو اُن اشتہارات کا ہرگز ایسا اثر نہ ہوتا جیسا کہ اس شہید کے خون کا اثر ہوا۔ کابل کی سرزمین پر یہ خون اس تخم کی مانند پڑا ہے۔ جو تھوڑے عرصہ میں بڑا درخت بن جاتا ہے۔ اور ہزار ہا پرندے اس پر اپنا بسیرا

لیتے ہیں۔ اب ہم اس دردناک واقعہ کا باقی حصّہ اپنی جماعت کے لئے لکھکر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب چار مہینے قید کے گذر گئے۔ تب امیر نے اپنے روبرو شہید مرحوم کو بلا کر پھر اپنی عام کچہری میں توبہ کے لئے فہمائش کی۔ اور بڑے زور سے رغبت دی کہ اگر تم اب بھی قادیانی کی تصدیق اور اُس کے اصولوں کی تصدیق سے میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی کی جائے گی اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے۔ شہید مرحوم نے جواب دیا کہ یہ تو غیر ممکن ہے۔ کہ میں سچائی سے توبہ کروں اس دنیا کے حکام کا عذاب تو موت تک ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن میں اُس سے ڈرتا ہوں جس کا عذاب کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ ہاں چونکہ میں سچ پر ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ ان مولویوں سے جو میرے عقیدے کے مخالف ہیں میری بحث کرائی جائے۔ اگر میں دلائل کے رُو سے جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دی جائے۔ راوی اس قصہ کے کہتے ہیں۔ کہ ہم اس گفتگو کے وقت موجود تھے۔ امیر نے اس بات کو پسند کیا۔ اور مسجد شاہی میں خان مُلّا خاں اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کئے گئے۔ اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو خود پنجابی ہونے کی وجہ سے سخت مخالف تھا بطور ثالث کے مقرر کر کے بھیجا گیا۔ بحث کے وقت مجمع کثیر تھا اور دیکھنے والے کہتے ہیں۔ کہ ہم اُس بحث کے وقت موجود تھے۔ مباحثہ تحریری تھا صرف تحریر ہوتی تھی۔ اور کوئی بات حاضرین کو سُنائی نہیں جاتی تھی۔ اسلئے اُس مباحثہ کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ سات بجے صبح سے تین بجے سہ پہر تک مباحثہ جاری رہا۔ پھر جب عصر کا آخری وقت ہوا تو کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ اور آخر بحث میں شہید مرحوم سے یہ بھی پوچھا گیا۔ کہ اگر مسیح موعود یہی قادیانی شخص ہے تو پھر تم عیسٰی علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو۔ کیا وہ واپس دنیا میں آئیں گے یا نہیں۔ تو انہوں نے بڑی استقامت سے جواب دیا۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اب وہ ہرگز واپس نہیں آئیں گے۔ قرآن کریم اُن کے مرنے اور واپس نہ آنے کا گواہ ہے۔ تب تو وہ لوگ ان مولویوں کی طرح جنہوں نے حضرت عیسٰیؑ کی بات کو سُنکر اپنے کپڑے پھاڑ دئے تھے۔ گالیاں دینے لگے۔ اور کہا اب اس شخص کے کفر میں کیا شک رہا۔ اور بڑی غضبناک حالت میں یہ کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ پھر بعد اس کے اخوندزادہ حضرت شہید مرحوم اسی طرح پابزنجیر ہونے کی حالت میں قید خانہ میں بھیجے گئے۔ اور اس جگہ یہ بات بیان کرنے سے رہ گئی ہے۔ کہ جب شاہزادہ مرحوم کی اُن

ص۵۲ بدقسمت مولویوں سے بحث ہو رہی تھی تب آٹھ آدمی برہنہ تلواریں لے کر شہید مرحوم کے سر پر کھڑے تھے۔ پھر بعد اس کے وہ فتویٰ کفر رات کے وقت امیر صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اور یہ چالاکی کی گئی۔ کہ مباحثہ کے کاغذات ان کی خدمت میں عمداً نہ بھیجے گئے۔ اور نہ عوام پر اُن کا مضمون ظاہر کیا گیا۔ یہ صاف اس بات پر دلیل تھی۔ کہ مخالف مولوی شہید مرحوم کے ثبوت پیش کردہ کا کوئی رد نہ کر سکے۔ مگر افسوس امیر پر کہ اس نے کفر کے فتویٰ پر ہی حکم لگا دیا۔ اور مباحثہ کے کاغذات طلب نہ کئے۔ حالانکہ اُس کو چاہیئے تو یہ تھا کہ اُس عادل حقیقی سے ڈر کر جس کی طرف عنقریب تمام دولت و حکومت کو چھوڑ کر واپس جائے گا خود مباحثہ کے وقت حاضر ہوتا۔ بالخصوص جبکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اس مباحثہ کا نتیجہ ایک معصوم بے گناہ کی جان ضائع کرنا ہے۔ تو اس صورت میں مقتضا خدا ترسی کا یہی تھا۔ کہ بہرحال افتاں و خیزاں اُس مجلس میں جاتا۔ اور نیز چاہیئے تھا کہ قبل ثبوت کسی جرم کے اس شہید مظلوم پر یہ سختی روا نہ رکھتا۔ کہ ناحق ایک مدت تک قید کے عذاب میں ان کو رکھتا۔ اور زنجیروں اور ہتھکڑیوں کے شکنجہ میں اُس کو دبایا جاتا۔ اور آٹھ سپاہی برہنہ شمشیروں کے ساتھ اس کے سر پر کھڑے کئے جاتے اور اسطرح ایک عذاب اور رُعب میں ڈال کر اُس کو ثبوت دینے سے روکا جاتا۔ پھر اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو عادلانہ حکم دینے کے لئے یہ تو اُس کا فرض تھا۔ کہ کاغذات مباحثہ کے اپنے حضور میں طلب کرتا۔ بلکہ پہلے سے یہ تاکید کر دیتا کہ کاغذات مباحثہ کے میرے پاس بھیج دینے چاہیئں۔ اور نہ صرف اس بات پر کفایت کرتا کہ آپ ان کاغذات کو دیکھتا۔ بلکہ چاہیئے تھا۔ کہ سرکاری طور پر ان کاغذات کو چھپوا دیتا کہ دیکھو کیسے یہ شخص ہمارے مولویوں کے مقابل پر مغلوب ہو گیا۔ اور کچھ ثبوت قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے بارے میں اور نیز جہاد کی ممانعت میں اور حضرت مسیح کے فوت ہونے کے بارے میں نہ دے سکا۔ ہائے وہ معصوم اس کی نظر کے سامنے ایک بکرے کی طرح ذبح کیا گیا۔ اور باوجود صادق ہونے کے اور باوجود پورا ثبوت دینے کے اور باوجود ایسی استقامت کے کہ صرف اولیاء کو دی جاتی ہے پھر بھی اُس کا پاک جسم پتھروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ اور اس کی بیوی اور اُس کے یتیم بچوں کو خوست سے گرفتار کر کے بڑی ذلّت اور عذاب کے ساتھ کسی اور جگہ حراست میں بھیجا گیا۔ اے نادان! ص۵۳ کیا مسلمانوں میں اختلاف مذہب اور رائے کی یہی سزا ہوا کرتی ہے۔ تو نے کیا سوچ کر یہ خون کر دیا۔

سلطنت انگریزی جو اس امیر کی نگاہ میں اور نیز اس کے مولویوں کے خیال میں ایک کافر کی سلطنت ہے کس قدر مختلف فرقے اس سلطنت کے زیر سایہ رہتے ہیں۔ کیا اب تک اس سلطنت نے کسی مسلمان یا ہندو کو اس قصور کی بنا پر پھانسی دے دیا کہ اس کی رائے پادریوں کی رائے کے مخالف ہے۔ ہائے افسوس آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک بے گناہ معصوم باوجود صادق ہونے کے باوجود اہل حق ہونے کے اور باوجود اس کے کہ وہ ہزارہا معزز لوگوں کی شہادت سے تقوے اور طہارت کے پاک پیرایہ سے مزین تھا۔ اس طرح بے رحمی سے محض اختلاف مذہب کی وجہ سے مارا گیا۔ اس امیر سے وہ گورنر ہزارہا درجہ اچھا تھا جس نے ایک مخبری پر حضرت مسیح کو گرفتار کیا تھا یعنے پیلاطوس جس کا آج تک انجیلوں میں ذکر موجود ہے۔ کیونکہ اس نے یہودیوں کے مولویوں کو جبکہ انہوں نے حضرت مسیحؑ پر کفر کا فتوےٰ لکھکر یہ درخواست کی کہ اس کو صلیب دی جائے یہ جواب دیا۔ کہ اس شخص کا میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ افسوس اس امیر کو کم سے کم اپنے مولویوں سے یہ تو پوچھنا چاہیئے تھا۔ کہ یہ سنگساری کا فتوےٰ کس قسم کے کفر پر دیا گیا۔ اور اس اختلاف کو کیوں کفر میں داخل کیا گیا۔ اور کیوں انہیں یہ نہ کہا گیا کہ تمہارے فرقوں میں خود اختلاف بہت ہے۔ کیا ایک فرقہ کو چھوڑ کر دوسروں کو سنگسار کرنا چاہیئے۔ جس امیر کا یہ طریق اور یہ عمل ہے۔ نہ معلوم وہ خدا کو کیا جواب دے گا۔

بعد اس کے کہ فتوے کفر لگا کر شہید مرحوم قید خانہ میں بھیجا گیا۔ صبح روز دوشنبہ کو شہید موصوف کو سلام خانہ یعنے خاص مکان دربار امیر صاحب میں بلایا گیا۔ اُس وقت بھی بڑا مجمع تھا۔ امیر صاحب جب ارک یعنی قلعہ سے نکلے تو راستہ میں شہید مرحوم ایک جگہ بیٹھے تھے اُن کے پاس ہو کر گذرے اور پوچھا کہ اخوندزادہ صاحب کیا فیصلہ ہؤا۔ شہید مرحوم کچھ نہ بولے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان لوگوں نے ظلم پر کمر باندھی ہے۔ مگر سپاہیوں میں سے کسی نے کہا کہ ملامت ہوگیا یعنے کفر کا فتوے لگ گیا۔ پھر امیر صاحب جب اپنے اجلاس پر آئے تو اجلاس میں بیٹھتے ہی پہلے اخوندزادہ صاحب مرحوم کو بلایا۔ اور کہا کہ آپ پر کفر کا فتوے لگ گیا ہے۔ اب کہو کہ کیا توبہ کرو گے۔ یا سزا پاؤ گے تو انہوں نے صاف لفظوں میں انکار کیا۔ اور کہا کہ میں حق سے توبہ نہیں کر سکتا۔ کیا میں جان کے خوف سے

باطل کو مان لوں۔ یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ تب امیر نے دوبارہ توبہ کے لئے کہا۔ اور توبہ کی حالت میں بہت امیدی اور وعدہ معافی دیا۔ مگر شہید موصوف نے بڑے زور سے انکار کیا۔ اور کہا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔ ان باتوں کو بیان کرنے والے کہتے ہیں۔ کہ یہ سُنی سنائی باتیں نہیں بلکہ ہم خود اس مجمع میں موجود تھے اور مجمع کثیر تھا۔ شہید مرحوم ہر ایک فہمائش کا زور سے انکار کرتا تھا اور وہ اپنے لئے فیصلہ کر چکا تھا۔ کہ ضرور ہے کہ میں اس راہ میں جان دوں تب اُس نے یہ بھی کہا کہ میں بعد قتل چھ روز تک پھر زندہ ہو جاؤں گا۔ یہ راقم کہتا ہے کہ یہ قول وحی کی بنا پر ہوگا جو اس وقت ہوئی ہوگی۔ کیونکہ اس وقت شہید مرحوم منقطعین میں داخل ہو چکا تھا۔ اور فرشتے اس سے مصافحہ کرتے تھے۔ تب فرشتوں سے یہ خبر پاکر ایسا اُس نے کہا۔ اور اس قول کے یہ معنی تھے۔ کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دی جاتی ہے چھ روز تک مجھے مل جائے گی۔ اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے یعنے ساتواں دن مَیں زندہ ہو جاؤں گا۔ اور یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالےٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں۔ وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء[1] یعنے تم ان کو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ تو زندے ہیں۔ پس شہید مرحوم کا اسی مقام کی طرف اشارہ تھا۔ اور مَیں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ .... جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی ہے۔ اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے۔ تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگادو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی۔ اور پھر دوبارہ اُگے گی اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا۔ اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے۔ اور وہ بہت بار ور ہوکر ہماری جماعت کو بڑھا دے گا۔ اس طرف مَیں نے یہ خواب دیکھی اور اس طرف شہید مرحوم نے کہا کہ چھ روز تک میں زندہ کیا جاؤں گا۔ میری خواب اور شہید مرحوم کے اس قول کا مآل ایک ہی ہے۔ شہید مرحوم نے مرکر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے۔ اور درحقیقت میری جماعت

[1] آل عمران : ۱۷۰

ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں۔ کہ جو شخص ان میں سے ادنےٰ خدمت بجا لاتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے۔ اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے! اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق و صفا کا وہ دعوے کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں۔ اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلے میں بھی داخل ہو کر اُن کی دنیاداری کم نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا۔ اور اس راہ کے لئے ہر ایک دُکھ اُٹھانے کے لئے طیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا۔ اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔ خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ کامل انسان بننے سے روکتی ہے اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہونگے۔ مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں۔ کہ یہ نمونہ دکھائیں گے۔

پھر ہم اصل واقعہ کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں۔ کہ جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنے کی فہمائش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے اُن سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا اور اس میں مولویوں کا فتویٰ درج کیا اور اس میں یہ لکھا۔ کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے تب وہ فتوے اخوندزادہ مرحوم کے گلے میں لٹکا دیا گیا۔ اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک میں چھید کر کے اس میں رسّی ڈال دی جائے۔ اور اُسی رسّی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا! اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اُس میں رسّی ڈالی گئی۔ تب اُس رسّی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیوں اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے۔ اور امیر اپنے تمام مصاحبوں کے ساتھ اور مع قاضیوں۔ مفتیوں اور دیگر اہلکاروں کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک

پہنچا۔ اور شہر کی ہزارہا مخلوق جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ اس تماشا کے دیکھنے کے لئے گئی۔ جب مقتل پر پہنچے تو شاہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا اور پھر اُس حالت میں جبکہ وہ کمر تک زمین میں گاڑ دئے گئے تھے امیر اُن کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ انکار کرے تو اب بھی مَیں تجھے بچا لیتا ہوں۔ اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر۔ تب شہید مرحوم نے جواب دیا۔ کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے! اور جان کیا حقیقت ہے۔ اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں۔ جن کے لئے میں ایمان کو چھوڑ دوں۔ مجھ سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اور مَیں حق کے لئے مروں گا۔ تب قاضیوں اور فقیہوں نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہے۔ اس کو جلد سنگسار کرو۔ اس وقت امیر اور اس کا بھائی نصراللہ خاں اور قاضی اور عبدالاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے۔ اور باقی تمام لوگ پیادہ تھے۔ جب ایسی نازک حالت میں شہید مرحوم نے بار بار کہہ دیا۔ کہ مَیں ایمان کو جان پر مقدم رکھتا ہوں۔ تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ۔ کہ تم نے کفر کا فتوےٰ لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہیں۔ آپ چلاویں۔ تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتوےٰ ہے۔ اس میں میرا کوئی دخل نہیں۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اُتر کر ایک پتھر چلایا۔ جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی۔ پھر بعد اس کے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزاروں پتھر اس شہید پر پڑنے لگے۔ اور کوئی حاضرین میں سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو۔ یہاں تک کہ کثرت پتھروں سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھروں کا جمع ہو گیا۔ پھر امیر نے واپس ہونے کے وقت کہا کہ یہ شخص کہتا تھا۔ کہ مَیں چھ روز تک زندہ ہو جاؤں گا۔ اس پر چھ روز تک پہرہ رہنا چاہیئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ظلم یعنی سنگسار کرنا ۱۴ر جولائی کو وقوع میں آیا۔ اس بیان میں اکثر حصہ اُن لوگوں کا ہے جو اس سلسلہ کے مخالف تھے۔ جنہوں نے یہ بھی اقرار کیا کہ ہم نے بھی پتھر مارے تھے۔ اور بعض ایسے آدمی بھی اس بیان میں داخل ہیں کہ شہید مرحوم کے پوشیدہ شاگرد تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ واقعہ اس سے زیادہ دردناک ہے۔ جیسا کہ

۵۸

بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ امیر کے ظلم کو پورے طور پر ظاہر کرنا کسی نے روا نہیں رکھا اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہت سے خطوط کے مشترک مطلب سے ہم نے خلاصۃً لکھا ہے۔ ہر ایک قصّہ میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ قصّہ ہے کہ لوگوں نے امیر سے ڈر کر اُس کا ظلم پورا پورا بیان نہیں کیا اور بہت سی پردہ پوشی کرنی چاہی۔ شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے۔ انہ من یأت ربہ مجرما فانّ لہ جہنم لا یموت فیہا ولا یحیٰی[1]۔ افسوس کہ یہ امیر زیر آیت من یقتل مومنا متعمدًا[2] داخل ہو گیا۔ اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اُس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں۔ جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں۔ اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔

اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے۔ مَیں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔

آں جواں مرد و حبیب کردگار
جوہر خود کرد آخر آشکار

نقدِ جاں از بہر جاناں باختہ
دل ازیں فانی سرا پرداختہ

پُر خطر ہست ایں بیابانِ حیات
صد ہزاراں اژدہا اُش در جہات

صد ہزاراں آتشے تا آسماں
صد ہزاراں سیل خونخوار و دماں

صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار
دشت پُر خار و بلائش صد ہزار

بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم

ایں چنیں باید خدا را بندۂ
سر پئے دلدار خود افگندۂ

[1] طٰہٰ : ۷۵، [2] النساء : ۹۴

او پئے دلدار از خود مردہ بود — از پئے تریاق زہرے خوردہ بود

تا نوشد جام ایں زہرے کسے — کے رہائی یابد از مرگ آں خسے

زیر ایں موت است پنہاں صد حیات — زندگی خواہی بخور جام ممات

تو کہ گشتی بندۂ حرص و ہوا — ایں طلب در نفس دون تو کجا

دل بدیں دنیائے دوں آویختی — آبرو از بہرِ عصیاں ریختی

صد ہزاراں فوج شیطاں در لپت — تا بسوزد در جہنم چوں خست

از پئے امید یا بہرِ خطر — مے شود ایماں تو زیر و زبر

از برائے ایں سرائے بے وفا — مے نہی دیں خدا را زیر پا

دیں بود دینِ فدائے آں نگار — اے سیہ باطن ترا بادیں چہ کار

پست ہستی لافِ استعلا مزن — در گلیم خویش بیروں پا مزن

خویشتن را نیک اندیشیدۂ — اے بدا کہ اللہ چہ بد فہمیدۂ

خوش نہ گردد دلستاں از قیل و قال — تا نمیری زندگی باشد محال

کبر و کیں را ترک کن اے بد خصال — تا بتابد بر تو نورِ ذوالجلال

ایں چنیں بالا زبالا چوں پری — یا مگر زاں ذات بے چوں منکری

کاخ دنیا را چہ دیدا ستی بنا — کت خوش افتاد ایں فانی سرا

دل چرا عاقل بہ بندد اندریں — ناگہاں باید شدن بیروں ازیں

از پئے دنیا بریدن از خدا — بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا

چوں شود بخشائش حق بر کسے — دل نمے ماند بدنیا اش بسے

خوشترش آید بیابانِ تپاں — تا ندو نالد زبہر دلستاں ۹۰

پیش از مردن بمیرد حق شناس — زینکہ محکم نیست دنیا را اساس

ہوش کن ایں جائیگہ جائے فناست — با خدا مے باش چوں آخر خداست

زہر قاتل گر بدست خود خوری ‏— من چساں دانم کہ تو دانشوری
بیں کہ ایں عبداللطیفِ پاک مرد ‏— چوں پے حق خویشتن برباد کرد
جاں بصدق آں دلستاں را دادہ است ‏— تا کنوں در سنگہا افتادہ است
ایں بود رسم و رہِ صدق و وفا ‏— ایں بود مردانِ حق را انتہا
از پے آں زندہ از خود فانی اند ‏— جاں فشاں بر مسلکِ ربانی اند
فارغ افتادہ زنام و عز و جاہ ‏— دِل زکف وز فرق افتادہ کلاہ
دُور تر از خود بہ یار آمیختہ ‏— آبرو از بہرِ روئے ریختہ
ذکرِ شاں ہم سے دہد یاد از خُدا ‏— صدق ورزاں در جنابِ کبریا
گر بجوئی ایں چنیں ایماں بود ‏— کار بر جوئندگاں آساں بود
لیک تو افتادہ در دنیا اسیر ‏— تا نمیری کے رہی زیں دار و گیر
تا نمیری اے سگِ دنیا پرست ‏— دامنِ آں یار کے آید بدست
نیست شو تا بر تو فیضانے رسد ‏— جاں بیفشاں تا دگر جانے رسد
تو گذاری عمر خود در کبر و کیں ‏— چشم بستہ از رہ صدق و یقیں
نیک دل با نیکواں دارد سرے ‏— بر گہر تف مے زند بد گوہرے
ہست دیں تخم فنا را کاشتن ‏— وز سر ہستی قدم برداشتن
چوں بیفتی با دو صد درد و نفیر ‏— کس ہمے خیزد کہ گردد دستگیر
باخبر را دل تپد بر بے خبر ‏— رحم بر کورے کند اہلِ بصر

ہمچنیں قانونِ قدرت اوفتاد
مر ضعیفاں را قوی آرد بیاد

صہ۱۱

اپنی جماعت کیلئے بعض نصائح

اے میری جماعت خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کیلئے ایسا طیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب طیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بد قسمت ہے وہ جسکا تمام ہم و غم دنیا کیلئے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی۔

اے سعادتمند لوگو تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا۔ لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے۔ وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کیلئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو خدا تعالیٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ۔ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔ کیونکہ انسان کمزور ہے ہر ایک بدی جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اسکے احکام ہر ایک پہلو کی رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔

صہ۱۲

اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہوگیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اوس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے اُنکا ذخیرہ طیار ہوا ہے۔ لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے۔ سو تم اس پاک کلام کی قدر کرو اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے۔ کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اُسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقویٰ پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے۔

اب دیکھو خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعویٰ پر ہزار ہا دلائل قائم کرکے تمہیں یہ موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اُس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتدا سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔

پھر ماسوا اس کے میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دئے اور آسمان سے لیکر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتداء سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں۔ پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو اس قدر دلائل اس میں کبھی جمع نہ ہو سکتے۔ علاوہ اس کے خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں اس بات پر گواہ ہیں کہ مفتری کو خدا جلد پکڑتا ہے اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعویٰ منجانب اللہ ہونے کا تیئیس برس سے بھی زیادہ کا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے پہلے حصہ پر نظر ڈال کر تم سمجھ سکتے ہو۔ پس ہر ایک عقلمند سوچ

ص۴۳

سکتا ہے کہ کیا کبھی خدا کی یہ عادت ہوئی اور جب سے انسان کو اوس نے پیدا کیا ہے کیا کبھی اُوس نے ایسا کام کیا کہ جو شخص ایسا بدطینت اور چالاک اور گستاخ اور مفتری ہے کہ تیئس برس تک ہر روز نئے دن اور نئی رات میں خدا تعالےٰ پر افتراء کر کے ایک نئی وحی اور نیا الہام اپنے دل سے تراشتا ہے۔ اور پھر لوگوں کو یہ کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ وحی نازل ہوئی ہے۔ اور خدا تعالےٰ بجائے اس کے کہ ایسے شخص کو ہلاک کرے اپنے زبردست نشانوں سے اس کی تائید کرے اُس کے دعوے کے ثبوت کے لئے آسمان پر چاند اور سورج کو پیشگوئی کے موافق گرہن میں ڈالے اور اس طرح پر وہ پیشگوئی جو پہلی کتابوں اور قرآن شریف اور حدیثوں میں اور خود اس کی کتاب براہین احمدیہ میں تھی پوری کر کے دنیا میں دکھا دے۔ اور سچوں کی طرح عین صدی کے سر پر اُوس کو مبعوث کرے۔ اور عین صلیبی غلبہ کے وقت میں جس کے لئے کاسر صلیب مسیح موعود آنا چاہئے تھا۔ اوس کو اس دعوے کے ساتھ کھڑا کر دے۔ اور ہر ایک قدم میں اس کی تائید کرے اور دس لاکھ سے زیادہ اس کی تائید میں نشان دکھا دے اور اس کو دنیا میں عزت دے اور زمین پر اُس کی قبولیت پھیلا دے اور صدہا پیشگوئیاں اُس کے حق میں پوری کرے۔ اور نبیوں کے مقرر کردہ دنوں میں جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے مقرر ہیں اُس کو پیدا کرے۔ اور اُوس کی دعائیں قبول فرماوے اور اوس کے بیان میں تاثیر ڈال دے اور ایسا ہی ہر ایک پہلو سے اوس کی تائید کرے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور ناحق عمداً اوس پر افتراء کر رہا ہے۔ کیا بتا سکتے ہو کہ یہ کرم و فضل کا معاملہ پہلے مجھ سے خدا تعالےٰ نے کسی مفتری سے کیا۔

پس اے بندگانِ خدا غافل مت ہو اور شیطان تمہیں وساوس میں نہ ڈالے یقیناً سمجھو کہ یہ وہی وعدہ پورا ہوا ہے جو قدیم سے خدا کے پاک نبی کرتے آئے ہیں۔ آج خدا کے مرسل اور شیطان کا آخری جنگ ہے۔ اور یہ وہی وقت اور وہی زمانہ ہے۔ جیسا کہ دانیال نبی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ میں ایک فضل کی طرح اہلِ حق کے لئے آیا۔ پر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا۔ اور مجھے کافر

اور دجال ٹھیرایا گیا اور بے ایمانوں میں سے مجھے سمجھا گیا۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا وہ پیشگوئی پوری ہوتی جو آیت غیر المغضوب علیہم کے اندر مخفی ہے۔ کیونکہ خدا نے منعم علیہم کا وعدہ کرکے اس آیت میں بتا دیا ہے۔ کہ اس امت میں وہ یہودی بھی ہوں گے جو یہود کے علماء سے مشابہ ہونگے جنہوں نے حضرت عیسٰےؑ کو سولی دینا چاہا۔ اور جنہوں نے عیسٰےؑ کو کافر اور دجال اور ملحد قرار دیا تھا اب سوچو کہ یہ کس بات کی طرف اشارہ تھا۔ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود اس امت میں سے آنے والا ہے اس لئے اس کے زمانہ میں یہود کے رنگ کے لوگ بھی پیدا کئے جائیں گے جو اپنے زعم میں علماء کہلائیں گے۔ سو آج تمہارے ملک میں وہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہیں مجھے قبول کر لیتے۔ پس تمام منکروں کا گناہ ان لوگوں کی گردن پر ہے۔ یہ لوگ راستبازی کے محل میں نہ آپ داخل ہوتے ہیں نہ کم فہم لوگوں کو داخل ہونے دیتے ہیں۔ کیا کیا مکر ہیں جو کر رہے ہیں اور کیا کیا منصوبے ہیں جو اندر ہی اندر ان کے گھروں میں ہو رہے ہیں۔ مگر کیا وہ خدا پر غالب آجائیں گے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ کو روک دیں گے جو تمام نبیوں کے زبانی ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ اس ملک کے شریر امیروں اور بدقسمت دولتمند دنیاداروں پر بھروسا رکھتے ہیں۔ مگر خدا کی نظر میں وہ کیا ہیں۔ صرف ایک مرے ہوئے کیڑے۔

اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائیگی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ ۚؑ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ[1]

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اُترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں۔ اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسٰی بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسٰی اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسٰی کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔

ص۶۸

اور یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنے ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہیں۔ وہ صرف اس زنبور کی طرح ہیں جس میں بجز نیش زنی کے اور کچھ نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ توحید کیا چیز ہے۔ اور وہ روحانیت سے سراسر بے نصیب ہیں۔ عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولوں کو گالیاں دینا اُن کا کام ہے۔ اور بڑا کمال ان کا یہی ہے۔ کہ شیطانی وساوس سے اعتراضات کے ذخیرے جمع کر رہے ہیں۔ اور تقویٰ اور طہارت کی رُوح اُن میں نہیں۔ یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب چل نہیں سکتا۔ اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہیں۔ جس مذہب میں روحانیت نہیں

[1] یٰسٓ : ٣١

اور جس مذہب میں خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہیں اور صدق و صفا کی رُوح نہیں اور آسمانی کشش اُس کے ساتھ نہیں اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اُسکے پاس نہیں وہ مذہب مُردہ ہے۔ اُس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہوں گے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔ کیونکہ یہ مذہب آریا کا زمین سے ہے نہ آسمان سے۔ اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے۔ نہ آسمان کی۔ پس تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی۔ اور رُوح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل اُن کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں اونہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ اور وہ اون کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے۔ دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے۔ پس اپنے ہاتھ سے اوس کو بچاتا ہے۔ کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی طیار ہوتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کچھ چھوڑتا ہے۔ کیا تم اوس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اُوس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے۔ پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے۔ سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کرکے دکھلائے گا۔

ذکر اس پیشگوئی کا جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں درج ہے مع اس پیشگوئی کے جو براہین کے صفحہ ۵۱۰ میں مندرج ہے یعنی وہ پیشگوئی جو صاحبزادہ مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم اور میاں عبد الرحمٰن مرحوم کی شہادت کی نسبت ہے اور وہ پیشگوئی جو میرے محفوظ رہنے کی نسبت ہے

واضح ہو کہ براہین احمدیہ کے صفحہ پانسو دس اور صفحہ پانسو گیارہ میں یہ پیشگوئیاں ہیں:-

وان لم یعصمک الناس یعصمک اللہ من عندہ یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس شاتان تذبحان۔ وکل من علیھا فان۔ ولا تھنوا ولا تحزنوا الیس اللہ بکافٍ عبدہ۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر وجئنا بک علی ھٰؤلاء شھیدا۔ وفی اللہ اجرک۔ ویرضی عنک ربک۔ ویتم اسمک وعسٰی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم۔ وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔

ترجمہ۔ اگرچہ لوگ تجھے قتل ہونے سے نہ بچائیں۔ لیکن خدا تجھے بچائیگا۔ خدا تجھے ضرور قتل ہونے سے بچائیگا اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لوگ تیرے قتل کیلئے سعی اور کوشش کریں گے۔ خواہ اپنے طور سے اور خواہ گورنمنٹ کو دھوکہ دیکر مگر خدا انکو انکی تدبیروں میں نامراد رکھے گا۔ یہ وعدہ الٰہی اس غرض کر ہے۔ کہ اگرچہ قتل ہونا مومن کیلئے شہادت ہے۔ لیکن عادت اللہ اسیطرح ہے کہ دو قسم کے مرسل من اللہ قتل نہیں ہوا کرتے۔ (۱) ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہیں جیسا کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت موسےٰ اور

ص۴۸ سلسلہ محمدیہ میں ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (۲) دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے
آخر میں آتے ہیں ۔ جیسے کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز ۔ یہی راز ہے کہ
جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف میں یعصمک اللہ کی بشارت ہے ۔ ایسا ہی اس
خدا کی وحی میں میرے لئے یعصمک اللہ کی بشارت ہے ۔ اور سلسلہ کے اوّل اور آخر کے مُرسل کو قتل سے
محفوظ رکھنا اس حکمت الٰہی کے تقاضا سے ہے ۔ کہ اگر اوّل سلسلہ کا مرسل جو صدر سلسلہ ہے شہید کیا
جائے تو عوام کو اس مرسل کی نسبت بہت شبہات پیدا ہو جاتے ہیں ۔ کیونکہ ہنوز وہ اس سلسلہ کی
پہلی اینٹ ہوتا ہے ۔ پس اگر سلسلہ کی بنیاد پڑتے ہی اس سلسلہ پر یہ پتھر پڑیں کہ جو بانی سلسلہ ہے وہی قتل
کیا جائے تو یہ ابتلاء عوام کی برداشت سے برتر ہوگا ۔ اور ضرور وہ شبہات میں پڑیں گے ۔ اور ایسے بانی کو
نعوذ باللہ مفتری قرار دیں گے ۔ مثلاً اگر حضرت موسیٰ فرعون کے رُوبرو جا کر اسی روز قتل کئے جاتے یا ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اس روز جس دن قتل کیلئے مکہ میں آپ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا ۔ کافروں کے ہاتھ سے
شہید کئے جاتے ۔ تو شریعت اور سلسلہ کا وہیں خاتمہ ہو جاتا اور بعد اسکے کوئی نام بھی نہ لیتا ۔ پس یہی حکمت
تھی کہ باوجود ہزاروں جانی دشمنوں کے نہ حضرت موسیٰ شہید ہو سکے ۔ اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید
ہو سکے ۔ اور اگر آخر سلسلہ کا مُرسل شہید کیا جائے تو عوام کی نظر میں خاتمہ سلسلہ پر ناکامی اور نامرادی کا داغ لگایا
جائے گا ۔ اور خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ خاتمہ سلسلہ کا فتح اور کامیابی کے ساتھ ہو ۔ کیونکہ حکم خواتیم پر ہوتا ہے
اور خدا تعالیٰ کا منشاء ہرگز نہیں ہے کہ خاتمہ سلسلہ پر دشمن ملعون کو کوئی خوشی پہنچے جیسا کہ اس کا منشاء نہیں ہے
کہ سلسلہ کی ابتداء میں ہی پہلی اینٹ کے ٹوٹنے سے ہی دشمن لعنتی خوشی سے بغلیں بجاویں ۔ پس اسی لئے
حکمت الٰہیہ نے سلسلہ موسویہ کے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کی موت سے بچا لیا ۔ اور سلسلہ
محمدیہ کے آخر میں بھی اسی غرض سے کوشش کی گئی ۔ یعنی خون کا دعوے کیا گیا تا محمدی مسیح کو صلیب پر کھینچا
جائے ۔ مگر خدا کا فضل پہلے مسیح کی نسبت بھی اس مسیح پر زیادہ جلوہ نما ہوا ۔ اور سزائے موت سے
ص۴۹ اور ہر ایک سزا سے محفوظ رکھا ۔ غرض چونکہ اوّل اور آخر سلسلہ کے دو دیواریں ہیں اور دو پشتیبان ہیں
اس لئے عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اوّل سلسلہ اور آخر سلسلہ کے مُرسل کو قتل سے محفوظ رکھتا

ہے ۔ اگرچہ شریر اور خبیث آدمی بہت کوشش کرتے ہیں کہ قتل کردیں مگر خدا کا ہاتھ ان کے ساتھ ہوتا ہے
بعض وقت نادان دشمن دھوکہ سے یہ خیال کرتا ہے کہ کیا میں نیک نہیں ہوں اور کیا میں نماز اور روزہ کا
پابند نہیں ۔ جیسا کہ یہود کے فقیہوں اور فریسیوں کو یہی خیال تھا ۔ بلکہ بعض ان میں سے حضرت عیسیٰؑ کے
وقت میں ملہم ہونے کا بھی دعوے کرتے تھے مگر ایسا نادان یہ نہیں جانتا کہ جو خدا کے صادق بندے ہوتے
ہیں ۔ اور گہرے تعلق اُس کے ساتھ رکھتے ہیں ۔ وہ اُس صدق اور وفا اور محبت الٰہیہ سے رنگین ہوتے ہیں
کہ خدا تعالیٰ کو اُن کا ساتھ دینا پڑتا ہے ۔ اور اُن کے دشمن کو ہلاک کرتا ہے ۔ جیسا کہ بلعم نے تکبر اور غرور سے
یہ خیال کیا کہ کیا موسیٰ مجھ سے بہتر ہے مگر موسیٰ کا خدا کے ساتھ ایک تعلق تھا جس کو لفظ ادا نہیں کر سکتے اور جو
بیان کرنے میں نہیں آسکتا ۔ اسلئے اندھا بلعم اس تعلق سے بیخبر رہا اور جو اپنے سے بہت بڑا تھا اُسکا
مقابلہ کرکے مارا گیا ۔ سو ہمیشہ یہ امر واقع ہوتا ہے کہ جو خدا کے خاص حبیب اور وفادار بندے ہیں ۔ اُن کا
صدق خدا کے ساتھ اُس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ یہ دنیا کا اندھے اُسکو دیکھ نہیں سکتے ۔ اسلئے ہر ایک سجادہ نشینوں
اور مولویوں میں سے اُنکے مقابلہ کیلئے اُٹھتا ہے ۔ اور وہ مقابلہ اُس سے نہیں بلکہ خدا سے ہوتا ہے بھلا یہ کیونکر
ہو سکے کہ جس شخص کو خدا نے ایک عظیم الشان غرض کیلئے پیدا کیا ہے ۔ اور جس کے ذریعہ سے خدا چاہتا ہے ۔ کہ
ایک بڑی تبدیلی دنیا میں ظاہر کرے ۔ ایسے شخص کو چند جاہل اور بزدل اور خام اور ناتمام اور بیوفا زاہدوں
کی خاطر سے ہلاک کردے ۔ اگر دو کشتیوں کا باہم ٹکراؤ ہو جائے جن میں سے ایک ایسی ہے ۔ کہ اسمیں بادشاہِ
وقت جو عادل اور کریم الطبع اور فیاض اور سعید النفس ہے مع اپنے خاص ارکان کے سوار ہے ۔ اور دوسری
کشتی ایسی ہے جسمیں چند چوہڑے یا چمار یا سانسی بدمعاش بدوضع بیٹھے ہیں ۔ اور ایسا موقع آپڑا ہے کہ
ایک کشتی کا بچاؤ اس میں ہے کہ دوسری کشتی مع اسکے سواروں کے تباہ کی جائے تو اب بتلاؤ کہ اس وقت
کونسی کارروائی بہتر ہوگی ۔ کیا اُس بادشاہ عادل کی کشتی تباہ کی جائیگی یا ان بدمعاشوں کی کشتی کہ جو حقیر و ذلیل
ہیں تباہ کردی جائیگی ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ بادشاہ کی کشتی بڑے زور اور حمایت سے بچائی جائیگی ۔ اور اُن
چوہڑوں چماروں کی کشتی تباہ کردی جائے گی ۔ اور وہ بالکل لاپرواہی سے ہلاک کردیئے جائیں گے ۔ اور اُن کے
ہلاک ہونے میں خوشی ہوگی کیونکہ دنیا کو بادشاہ عادل کے وجود کی بہت ضرورت ہے ۔ اور اس کا مرنا ایک

صٹ

عالم کا مرنا ہے۔ اگر چند چوہڑے اور چمار مر گئے تو اُن کی موت سے کوئی خلل دنیا کے انتظام میں نہیں آسکتا۔ پس خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب اُس کے مرسلوں کے مقابل پر ایک اور فریق کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو گو وہ اپنے خیال میں کیسے ہی اپنے تئیں نیک قرار دیں انہیں کو خدا تعالیٰ تباہ کرتا ہے۔ اور انہیں کی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ جس غرض کیلئے اپنے کسی مرسل کو مبعوث فرماتا ہے اسکو ضائع کرے کیونکہ اگر ایسا کرے تو پھر وہ خود اپنی غرض کا دشمن ہوگا۔ اور پھر زمین پر اُسکی کون عبادت کریگا۔ دنیا کثرت کو دیکھتی ہے اور خیال کرتی ہے۔ کہ یہ فریق بہت بڑا ہے۔ سو یہ اچھا ہے۔ اور نادان خیال کرتا ہے۔ کہ یہ لوگ ہزاروں لاکھوں مساجد میں جمع ہوتے ہیں کیا یہ بُرے ہیں۔ مگر خدا کثرت کو نہیں دیکھتا وہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ خدا کے خاص بندوں میں محبت الٰہی اور صدق اور وفا کا ایک ایسا خاص نور ہوتا ہے کہ اگر میں بیان کرسکتا تو بیان کرتا لیکن میں کیا بیان کروں جب سے دنیا ہوئی اس راز کو کوئی نبی یا رسول بیان نہیں کرسکا۔ خدا کے باوفا بندوں کی اس طور سے آستانہ الٰہی پر رُوح گرتی ہے۔ کہ کوئی لفظ ہمارے پاس نہیں کہ اس کیفیت کو دکھلا سکے۔

اب بعد اسکے بقیہ ترجمہ کرکے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگرچہ میں تجھے قتل سے بچاؤنگا۔ مگر تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا یعنے بیگناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل کی جائیں گی۔ یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے۔ کہ بیگناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دیجاتی ہے اور کبھی گائیوں سے بھی تشبیہ دیجاتی ہے سو خدا تعالیٰ نے اسجگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ بکری میں دو ہنر ہیں وہ دودھ بھی دیتی ہے۔ اور پھر اُس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبد اللطیف اور اُن کے شاگرد عبد الرحمٰن کے بارے میں ہے کہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تئیس برس بعد پوری ہوئی۔ اب تک لاکھوں کروڑوں انسانوں نے اس پیشگوئی کو میری کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں پڑھا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ابھی میں نے لکھا ہے بکری کی صفتوں میں سے ایک دودھ دینا ہے۔ اور ایک اُس کا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے۔ یہ دونوں بکری کی صفتیں مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئیں۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام

کے معارف اور حقائق بیان کر کے مخالفوں کو دودھ دیا۔ گو بد قسمت مخالفوں نے وہ دودھ نہ پیا اور
پھینکدیا۔ اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا۔ تا مخالف اُس
گوشت کو کھاویں۔ اور اس خون کو پیویں یعنے محبت کے رنگ میں اور اس طرح اُس پاک قربانی سے
فائدہ اُٹھاویں۔ اور سوچ لیں کہ جس مذہب اور جس عقیدہ پر وہ قائم ہیں۔ اور جس پر اُن کے باپ دادے مر گئے
کیا ایسی قربانی کبھی انہوں نے کی۔ کیا ایسا صدق اور اخلاص کبھی کسی نے دکھلایا۔ کیا ممکن ہے کہ جب تک
انسان یقین سے بھر کر خدا کو نہ دیکھے وہ ایسی قربانی دے سکے۔ بیشک ایسا خون اور ایسا گوشت ہمیشہ
حق کے طالبوں کو اپنی طرف دعوت کرتا رہے گا جب تک کہ دنیا ختم ہو جاوے۔ غرض چونکہ صاحبزادہ
مولوی عبد اللطیف صاحب کو ان دو صفتوں کی وجہ سے بکری سے بہت مشابہت تھی۔ اور میاں
عبد الرحمن بھی بکری سے مشابہت رکھتا تھا۔ اسلئے ان کو بکری کے نام سے یاد کیا گیا۔ اور چونکہ خدا تعالےٰ
جانتا تھا۔ کہ اس راقم اور اس کی جماعت پر اس ناحق کے خون سے بہت صدمہ گذریگا۔ اسلئے اس وحی
کے مابعد آنے والے فقروں میں تسلّی اور عزا پرسی کے رنگ میں کلام نازل فرمایا جو ابھی عربی میں لکھ چکا
ہوں۔ جس کا یہ ترجمہ ہے۔ کہ اس مصیبت اور اس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اُداس مت ہو کیونکہ اگر
دو آدمی تم میں سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ دو کے عوض ایک قوم تمہارے پاس
لائے گا۔ اور وہ اپنے بندہ کیلئے کافی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور یہ لوگ
جو ان دو مظلوموں کو شہید کریں گے ہم تجھ کو ان پر قیامت میں گواہ لائیں گے۔ اور کہ کس گناہ سے
انہوں نے شہید کیا تھا۔ اور خدا تیرا اجر دے گا اور تجھ سے راضی ہوگا۔ اور تیرے نام کو پورا کرے گا
ص۲۷ یعنے احمد کے نام کو جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا اور وہی شخص خدا کی بہت تعریف
کرتا ہے۔ جس پر خدا کے انعام اکرام بہت نازل ہوتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ خدا تجھ پر انعام
اکرام کی بارش کرے گا۔ اسلئے تو سب سے زیادہ اسکا ثناخواں ہوگا۔ تب تیرا نام جو احمد ہے پورا ہو جائیگا
پھر بعد اسکے فرمایا کہ ان شہیدوں کے مارے جانے سے غم مت کرو۔ انکی شہادت میں حکمت الٰہی
ہے۔ اور بہت باتیں ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع میں آویں۔ حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے

اچھا نہیں ہوتا۔ اور بہت امور ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ واقع نہ ہوں۔ حالانکہ اُن کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا ہوتا ہے۔ اور خدا خوب جانتا ہے کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے۔ مگر تم نہیں جانتے۔ اس تمام وحی الٰہی میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف مرحوم کا اس بے رحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے (وما رئینا ظلمًا اغیظ من ھذا) لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے۔ اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائیگا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائیگا۔ پہلے اس سے غریب عبدالرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا۔ اور خدا چپ رہا۔ مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہے گا۔ اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے چنانچہ سُنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزاروں پتھروں سے قتل کیا گیا تو انہیں دنوں میں سخت ہیضہ کابل میں پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اسکا شکار ہو گئے۔ اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہان سے رخصت ہوئے۔ مگر ابھی کیا ہے یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا۔ کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔ اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے۔

ایک جدید کرامت مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی

جب میں نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تو میرا ارادہ تھا کہ قبل اس کے جو ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو بمقام گورداسپور ایک مقدمہ پر جاؤں جو ایک مخالف کی طرف سے فوجداری میں میرے پر دائر ہے یہ رسالہ تالیف کروں اور اس کو ساتھ لے جاؤں۔ تو ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے درد گردہ سخت پیدا ہوا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ کام ناتمام رہ گیا صرف دو چار دن ہیں۔ اگر میں اسی طرح درد گردہ میں مبتلا رہا جو ایک مہلک بیماری ہے۔ تو یہ تالیف نہیں ہو سکے گا۔ تب خدا تعالیٰ نے مجھے دعا کی طرف توجہ دلائی۔ میں نے رات

ص۷۳

کے وقت میں جبکہ تین گھنٹے کے قریب بارہ بجے کے بعد رات گذر چکی تھی اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ اب میں دُعا کرتا ہوں تم آمین کہو۔ سو میں نے اُسی دردناک حالت میں صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کے تصور سے دُعا کی۔ کہ یا الٰہی اس مرحوم کیلئے میں اس کو لکھنا چاہتا تھا۔ تو ساتھ ہی مجھے غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ سلامٌ قولاً من ربٍّ رحیم۔ یعنی سلامتی اور عافیت ہے۔ یہ خدائے رحیم کا کلام ہے۔ پس قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ ابھی صبح کے چھ نہیں بجے تھے۔ کہ میں بالکل تندرست ہو گیا۔ اور اُسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔

ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کے لئے

اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالت میں ہیں۔ یہاں تک کہ بعض کو اپنے وعدوں پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے۔ لیکن جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اُس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی رُوح رکھتے ہوں اور انکی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں۔ جیسا کہ میں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی* اور میں نے کہا کہ اس شاخ کو

* اس سے پہلے ایک پیشگوئی الٰہی صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جبکہ وہ زندہ تھے بلکہ قادیان میں ہی موجود تھے اور وہی پیشگوئی میگزین انگریزی ماہ دسمبر ۱۹۰۲ء میں اور الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۲ء اور البدر ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کالم ۲ میں شائع ہو چکی ہے جو مولوی صاحب کے مارے جانے کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ قُتِلَ خَیْبَۃً وَزِیْدَ ھَیْبَۃً۔ یعنی ایسی حالت میں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سنا اور اس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا اور اس کا بڑا اثر دلوں پر ہوا۔ منہ

زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے اُن کے قائم مقام پیدا کر دیگا۔ سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائے گی۔ مگر ابھی تک یہ حال ہے۔ کہ اگر میں ایک تھوڑی سی بات بھی اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے جماعت کے آگے پیش کرتا ہوں تو ساتھ ہی میرے دل میں خیال آتا ہے کہ مبادا اس بات سے کسی کو ابتلا پیش نہ آوے۔ اب ایک ضروری بات جو اپنی جماعت کے آگے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ لنگر خانہ کیلئے جسقدر میری جماعت وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہتی ہے۔ وہ قابل تعریف ہے۔ ہاں اس مدد میں پنجاب نے بہت حصہ لیا ہوا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ پنجاب کے لوگ اکثر میرے پاس آتے جاتے ہیں۔ اور اگر دلوں میں غفلت کی وجہ سے کوئی سختی آجائے تو صحبت اور پے در پے ملاقات کے اثر سے وہ سختی بہت جلد دور ہوتی رہتی ہے۔ اسلئے پنجاب کے لوگ خاص کر بعض افراد اُن کی محبت اور صدق اور اخلاص میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہر ایک ضرورت کے وقت وہ بڑی سرگرمی دکھلاتے ہیں۔ اور سچی اطاعت کے آثار ان سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ ملک دوسرے ملکوں سے نسبتاً کچھ نرم دل بھی ہے۔ باایں ہمہ انصاف سے دُور ہوگا۔ اگر میں تمام دور کے مریدوں کو ایسے ہی سمجھ لوں کہ وہ ابھی اخلاص اور سرگرمی سے کچھ حصہ نہیں رکھتے۔ کیونکہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف جیسے جان نثاری کا یہ نمونہ دکھایا وہ بھی تو دُور کی زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصوں کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اور کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ ایک تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے بڑھ گیا۔ اسیطرح بعض دور دراز ملک کے مخلص بڑی بڑی خدمت مالی کر چکے ہیں۔ اور اُن کے صدق و صفا میں کبھی فتور نہ آیا جیسا کہ اخویم سیٹھ عبد الرحمٰن تاجر مدراس اور چند ایسے اور دوست۔ لیکن کثرت تعداد کے لحاظ سے پنجاب کو مقدم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ پنجاب میں ہر ایک طبقہ کے آدمی خدمت دینی سے بہت حصہ لیتے جاتے ہیں۔ اور دور کے اکثر لوگ اگرچہ ہمارے سلسلہ میں داخل تو ہیں مگر بوجہ اس کے کہ ان کو صحبت کم نصیب ہوتی ہے۔ اُن کے دل بکلی دنیا کے گند سے صاف نہیں ہیں۔ امر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو انکار

وہ گند سے صاف ہو جائیں گے اور یا خدا تعالےٰ ان کو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دے گا۔ اور ایک مردار کی طرح مریں گے۔ بڑی غلطی انسان کی دنیا پرستی ہے۔ یہ بدبخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلانے سے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگوں کو اپنے دام میں لے لیتی ہے اور یہ اُسی میں مرتے ہیں۔ نادان کہتا ہے۔ کہ کیا ہم دنیا کو چھوڑ دیں۔ اور یہ غلطی انسان کو نہیں چھوڑتی۔ جب تک کہ اس کو بے ایمان کرکے ہلاک نہ کرے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے۔ مگر دل کو دنیا اور دنیا کے فریبوں سے الگ کر ورنہ تو ہلاک شدہ ہے۔ اور جس عیال کے لئے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا ہے۔ اور طرح طرح کی مکاریوں سے ایک شیطان بن جاتا ہے۔ اس عیال کیلئے تو بدی کا بیج بوتا ہے۔ اور ان کو تباہ کرتا ہے۔ اس لئے کہ خدا تیری پناہ میں نہیں۔ کیونکہ تو پارسا نہیں۔ خدا تیرے دل کی جڑھ کو دیکھ رہا ہے۔ سو تو بے وقت مرے گا۔ اور عیال کو تباہی میں ڈالے گا۔ لیکن وہ جو خدا کی طرف جھکا ہوا ہے اُسکی خوش قسمتی سے اُسکے زن و فرزند کو بھی حصہ ملے گا۔ اور اس کے مرنے کے بعد کبھی وہ تباہ نہیں ہوں گے۔ جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اگرچہ ہزار کوس پر بھی ہیں۔ تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہیں۔ اور دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں موقعہ دے تا وہ برکات صحبت حاصل کریں۔ مگر افسوس کہ بعض ایسے ہیں۔ کہ میں دیکھتا ہوں کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گذر جاتے ہیں اور ایک کارڈ بھی اُن کی طرف سے نہیں آتا۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ اُن کے دل مر گئے ہیں۔ اور اُن کے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے۔ میں تو بہت دُعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت اُن لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور نماز پر قائم رہتے ہیں۔ اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں۔ اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالےٰ قبول کرے گا۔ اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔ لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں۔ اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے۔ میں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں میں بہت خوش ہوں گا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کرلیں۔ کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا

جاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے۔ اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھکر اور یہ کہکر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر وہ اپنے گھروں میں جاکر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں۔ کہ صرف دنیا ہی دنیا اُن کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ اُن کی نظر پاک ہے نہ اُنکا دل پاک ہے۔ اور نہ اُنکے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ اُنکے پَیر کسی نیک کام کیلئے حرکت کرتے ہیں۔ اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے۔ اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں۔ کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اُس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینکدے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہکر میرے پیچھے ہولے۔ میں اُس شخص کو اُس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے۔ اور جہاں سڑے گلے مُردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اسطرح پر دیکھنے کیلئے ایک جماعت ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے۔ تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کرے گا جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہوگی یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے۔ جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں۔ کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر اور فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں شاید اُن کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں۔ اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں اور ایسے انسان کو اس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں خدا اُن کو ذلت سے مارے گا۔ کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں۔ وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے اُن کے حصہ میں کچھ نہیں۔

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگر خانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اُردو میں نکلتا ہے جس کے لئے اکثر دوستوں نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان میں کھولا گیا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ نو عمر بچے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہیں اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اس طرح پر بہت آسانی سے ایک جماعت طیار ہو جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات اُن کے ماں باپ بھی اس سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے۔ اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اپنے پاس سے اسّی روپیہ ماہوار اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی اُستادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہو سکتیں۔ صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے۔ علاوہ اس کے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں جو اب تک طیار نہیں ہو سکیں۔ یہ غم علاوہ اور غموں کے میری جان کو کھا رہا ہے اس کی بابت میں نے بہت سوچا کہ کیا کروں آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ میں اسوقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اگر اس بات پر قادر ہوں کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کیلئے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کریں تو چاہئے کہ ہر ایک اُن میں سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جس کیلئے وہ ہرگز تخلف نہ کرے۔ مگر کسی مجبوری سے جو قضاء و قدر سے واقع ہو۔ اور جو صاحب ایسا نہ کر سکیں ان کیلئے بالضرورت یہ تجویز سوچی گئی ہے۔ کہ جو کچھ وہ لنگر خانہ کیلئے بھیجتے ہیں۔ اس کا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کیلئے نواب صاحب موصوف کے نام بھیج دیں۔ لنگر خانہ میں شامل کر کے ہرگز نہ بھیجیں۔ بلکہ علیحدہ منی آرڈر کرا کر بھیجیں۔ اگرچہ لنگر خانہ کا فکر ہر روز مجھے کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کا غم براہ راست میری طرف آتا ہے۔ اور میری اوقات کو مشوش کرتا ہے۔ لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس لئے مَیں لکھتا ہوں کہ اس سلسلہ کے جوانمرد لوگ جن سے میں ہر طرح امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس التماس کو ردی کی طرح نہ پھینکدیں اور پوری توجہ سے اس پر کاربند ہوں۔ مَیں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالےٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔ مَیں نے خوب سوچا ہے اور بار بار مطالعہ کیا ہے میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے تو بڑی برکات کا موجب ہوگا اور اُس کے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آ سکتی ہے۔ اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ اکثر طالب علم

نہ دین کے لئے بلکہ دُنیا کیلئے پڑھتے ہیں۔ اور اُن کے والدین کے خیالات بھی اسی حد تک محدود ہوتے ہیں۔ مگر پھر بھی ہر روز کی صحبت میں ضرور اثر ہوتا ہے۔ اگر بیسؔ طالبعلموں میں سے ایک بھی ایسا نکلے جسکی طبیعت دینی امور کی طرف راغب ہوجائے۔ اور وہ ہمارے سلسلہ اور ہماری تعلیم پر عمل کرنا شروع کرے تب بھی میں خیال کروں گا کہ ہم نے اس مدرسہ کی بنیاد سے اپنے مقصد کو پالیا۔ آخر میں یہ بھی یاد رہے کہ یہ مدرسہ ہمیشہ اس سقم اور ضعف کی حالت میں نہیں رہے گا۔ بلکہ یقین ہے کہ پڑھنے والوں کی فیس سے بہت سی مدد مل جائے گی۔ یا وہ کافی ہوجائے گی۔ پس اس وقت ضروری نہیں ہوگا۔ کہ لنگرخانہ کی ضروری رقوم کاٹ کر مدرسہ کو دی جائیں۔ سو اس وسعت کے حاصل ہونیکے وقت ہماری یہ ہدایت منسوخ ہوجائے گی۔ اور لنگرخانہ جو وہ بھی درحقیقت ایک مدرسہ ہے اپنے چہارم حصہ کی رقم کو پھر واپس پالے گا۔ اور یہ مشکل طریق جس میں لنگرخانہ کو ہرج پہنچے گا محض اسلئے مَیں نے اختیار کیا کہ بظاہر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر مدد کی ضرورت ہے۔ شاید جدید چندہ میں وہ ضرورت پوری نہ ہوسکے۔ لیکن اگر خدا کے فضل سے پوری ہوجائے تو پھر اس قطع بُرید کی ضرورت نہیں۔ اور مَیں نے یہ جو کہا کہ لنگرخانہ بھی ایک مدرسہ ہے۔ یہ اسلئے کہا کہ جو مہمان میرے پاس آتے جاتے ہیں جن کیلئے لنگرخانہ جاری ہے وہ میری تعلیم سنتے رہتے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو لوگ ہر وقت میری تعلیم سُنتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو ہدایت دے گا۔ اور ان کے دلوں کو کھول دیگا۔ اب مَیں اسی قدر پر بس کرتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ جو مدعا مَیں نے پیش کیا ہے میری جماعت کو اُس کے پورا کرنے کی توفیق دے۔ اور ان کے مالوں میں برکت ڈالے۔ اور اس کارِخیر کیلئے ان کے دلوں کو کھولدے آمین ثم آمین۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۳ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

الوقتُ وقت الدّعاءِ لاوقت الملاحِم وقَتلِ الاعداء

اعلموا ارشدکم اللّٰہ انّ الامر قد خرج من ان یتھیّأ القوم للجہاد۔ و یُھلّوا لہ اھل الاستعداد۔ ویستحضروا الغزاۃ من الحضر والبدو۔ ویفوزوا فی استنجاد الجنود۔ واستحشاد الحشود۔ واصحار الاسود۔ فانا نری المسلمین اضعف الاقوام۔ فی ملکنا ھذا والعرب والروم والشام۔ ما بقیت فیھم قوۃ الحرب۔ ولا علم الطعن والضرب۔ واما الکفار فقد استبصروا فی فنون القتال۔ واعدوا للمسلمین کل عُدّۃ للاستیصال۔ ونری ان العدا من کل حدب ینسلون۔ وما یلتقی جمعان الا وھم یغلبون۔ فظھر ممّا ظھر ان الوقت وقت الدعاء۔ والتضرّع فی حضرۃ الکبریاء۔ لا وقت الملاحم وقتل الاعداء۔ ومن لا یعرف الوقت فیُلقی نفسہ الی التھلکۃ۔ ولا یری الا انواع النکبۃ والذلۃ۔ وقد نکست اعلامھم وب المسلمین الاتری۔ واین رجال الطعن والسیف والمُدٰی۔ السیوف اُغمدت۔ وَالرّماح

کُسِّرت۔ والقی الرعب فی قلوب المسلمین۔ فتراھم فی کل موطنٍ فارّین مدبرین۔ وان الحرب نھبت اعمارَھم۔ واضاعت عسجدھم وعقارھم۔ وما اصلح بھا امر الدین الی ھذا الحین۔ بل الفتن تموّجت وزادت۔ وصراصر الفساد اھلکت الملّۃ وابادت۔ وترون قصر الاسلام قد خرّت شعفاتہ۔ وعُفّرت شرفاتہ۔ فایّ فائدۃ ترتبت من تقلد السیف والسنان۔ وایّ منیۃ حصلت الی ھذا الاوان۔ من غیر ان الدّماء سُفِکت۔ والاموال اُنفدت۔ والاوقات ضیّعت والحسرات اضعفت ما نفعکم الخمیس۔ ووُطئتم اذ حمی الوطیس۔

فاعلموا ان الدعاء حربۃ اعطیت من السماء لِفتحِ ھذا الزمان۔ ولن تغلبوا الّا بھذہ الحربۃ یا معشر الخلّان۔ وقد اخبر النبیون من اوّلھم الٰی اٰخرھم بھذہ الحربۃ۔ وقالوا انّ المسیح الموعود ینال الفتح بالدعاء والتضرع فی الحضرۃ لا بالملاحم وسفک دماء الامّۃ ان حقیقۃ الدعاءِ الاقبال علی اللہ بجمیع الھمۃ والصدق والصبر لدفع الضرّاء۔ وان اولیاء اللہ اذا توجھوا الی ربھم لدفع موذٍ بالتضرع والابتھال۔ جرت عادۃ اللہ انہ یسمع دعاءھم ولو بعد حین او فی الحال و توجھت العنایۃ الصمدیۃ لیدفع ما نزل بھم من البلاء والوبال۔ بعد ما اقبلوا علی اللہ کل الاقبال۔ وان اعظم الکرامات۔ استجابۃ الدعوات۔ عند حلول الاٰفات۔

فکذٰلک قُدِّر لاٰخر الزمان اعنی زمن المسیح الموعود المرسل من الرحمان۔ ان صفّ المصاف یُطویٰ۔ وتفتح القلوب بالکلم وتُشرح الصدور بالھُدیٰ۔ او یُنقل الناس الی المقابر من الطاعون او قارعۃٍ اُخریٰ۔ وکذٰلک اللہ قضیٰ۔ لیجعل الھزیمۃ علی الکفر ویعلی فی الارض دینا ھو فی السماء علا۔ وان قدمی ھذہ علی مصارع المنکرین۔ وسانصر من ربّی ویقضی الامر ویتم قول ربّ العالمین۔

ص٨١

وهذه هى حقيقة نزولى من السماء. فانى لا اغلب بالعساكر الارضية بل بملائكة
من حضرة الكبرياء. قيل ما معنى الدعاء بعد قدر لا يُرَدّ. وقضاءٍ لا يُصَدّ. فاعلم
انّ هذا السرّ مورِّ. تضلّ به العقول. ويغتال فيه الغول. ولا يبلغه الا من
يتوب. ومن التوبة يذوب فلا تزيدوا الخصام. ايها اللئام. وتلقّفوا منّى
ما اقول. فانى عليم ومن الفحول. وليس لكم حظ من الاسلام الا اِسمه او
لبوسه ورسمه. فمن ارهف اُذنه لسمع هذه الحقايق. وحفد الينا كالمهيف
الشائق. فساُخبره. بما يَسُرُّ وَرِيبته. وَيملاُ عيبته. وهو ان الله جعل بعض
الاشياء مُعلّقًا ببعضها من القديم. وكذلك علّقَ قدره بدعوة المضطر الاليم
فمن نهض مُهَرْوِلًا الى حضرة العزة. بعبرات متحدّرة ودموع جارية من المقلة
وقلبٍ يضجر كانه وضع على الجمرة. تحرك له موج القبول من الحضرة. ونجى من كرب بلغ
امره الى الهلكة. بيد ان هذا المقام لا يحصل الا لمن فنى فى الله وآثر الحبيب
العلام وترك كلما يشابه الاصنام. ولبّى نداء القرآن. وحضر حريم السلطان. واطاع
المولى حتى فنى. ونهى النفس عن الهوى. وتيقظ فى زمنٍ نعس الناس. وعاث
الوسواس. ورضى عن ربه وما قضى. والقى اليه العُرى. وما دنّس نفسه بالذنوب
بعد ما اُدخل فى ديار المحبوب. بقلبٍ نقى. وعزم قوىّ. وصدق جلى. اولئك
لا تضاع دعواتهم. ولا تردّ كلماتهم. ومن آثر الموت لِرَبّه يُردّ اليه الحيوة
ومن رضى له بنحرٍ ترجع اليه البركات. فلا تتمنّوه وانتم تقومون خارج الباب
ولا يعطى هذا العلم الا لمن دخل حضرة ربّ الارباب. ثم يوخذ هذا اليقين عن
التجاريب. والتجربة شئ يفتح على الناس باب الاعاجيب. والذى لا يقتحم
تنوفة السلوك. ولا يجوب موامى الغربة لرؤية ملك الملوك. فكيف تكشف
عليه اسرار الحضرة مع عدم العلم وعدم التجربة. واما من سلك مسلك العارفين

فسوف یری کل اطرفة من رب العالمین۔ ومن احسن ما یلہم السالکُ ھو قبولُ الدعاء فسبحان الذی یجیب دعوات الاولیاء۔ ویکلمھم ککلام بعضکم بعضًا بل اصفی منه بالقوة الروحانیة۔ ویجذبھم الی نفسه بالکلمات اللذیذة البھیة۔ فیرحلون عن عرسھم وغرسھم الی ربھم الوحید۔ راکبین علی طِرف لایشمس ولایحید۔ انھم قوم عاھدوا الله بحلفة ان لایوثروا الاذاته۔ وان لایطلبوا الا اٰیاته وان لایتبعوا الا اٰیاته۔ فاذا رأی الله انھم وفوا شرطه فی کتابه الفرقان۔ کشف علیھم کل باب من ابواب العرفان۔ ثم اعلم انّ اعظمھا یزید المعرفة ھو من العبد باب الدعاء ومن الرب باب الایحاء۔ فان العیون لاتنفتح الابرویة الله باجابته عند الدعاء وعند التضرع والبکاء۔ ومن لم یکشف علیه ھذا الباب فلیس ھو الا مغترًا بالاباطیل۔ ولایعلم ما وجه الرب الجلیل۔ فلذالك یترك ربه ویعطف الی مراتب الدنیا الدنیة۔ ویشغف قلبه بالامتعة الفانیة ولایتنبّه علی انقراض العمر وعلی الحسرات عند ترك الامانی۔ والرحلة من البیت الفانی۔ ولایذکر ھادمًا یجعل ربعه دار الحرمان والحسرة۔ واوھن من بیت العنکبوت وابعد من اسباب الراحة۔ واذا اراد الله لعبد خیرًا یھتف فی قلبه داعی الفلاح۔ فاذا اللیل ابرق من الصباح۔ وکل نفس طُھّرت ھی ضیعة احسان الرب الکریم۔ ولیس الانسان الاکدودة من غیر تربیت الخلاق الرحیم۔ واول ما یبدأ فی قلوب الصالحین ھو التبرّی من الدنیا والانقطاع الی ربّ العالمین۔ وان ھذا ھو مراد انقض ظھر السالکین۔ وامطر علیھم مطر الحزن والبکاء والانین۔ فان النفس الامّارة ثعبان تبسط شرك الھوی ویھلك الناس کلھم الا من رحم ربه وبسط علیه جناحه باللطف و الھدی وان الدعاء بذر ینمیه الله عند الزراعة بالضراعة۔ ولیس عند العبد بضاعة من دون ھذه البضاعة۔ وانه من اعظم دواعی ترجی منھا النجاة

۸۳

وتدفع الآفات۔ ومن کان زیًّا للابدال۔ واذ نالاھل الحال۔ تفتح عینه لرؤیة هذا النور۔ ویشاھد ما فیه من الستر المستور۔ ولا یشقی جلیس اولیاء الجناب۔ ولو کان کالدواب۔ اوفی غلواء الشباب۔ بل یُبدّل ویُجعل کالشیخ المذاب۔ فطوبٰی للذین لا یبرحون ارض المقبولین۔ ویحفظون کلمهم کخلاصة النقد ویجمعونها کالممسکین والذین یُشجّعون قلوبهم لتحقیر عباد الرحمان۔ ویقولون کل ما یخطر فی قلوبهم من السب والشتم والھذیان۔ انهم قوم اهلکوا انفسهم وازواجهم وذراریهم بهذه الجرأة۔ ویموتون ولا یترکون خلفهم الا قلادة اللعنة۔ یریدون ان یطفؤا نور الله وکیف شمس الحق تحجب۔ وکیف ضیاء الله یحتجب۔ یسعون لکتمان الحق وهل النور الله کتم۔ اکذب هذا بل علی قلوبهم ختم۔ وان الذین لا یقبلوننی ویقولون انا نحن علماء هذا الزمان ان هم الا اعداء الرحمان۔ لا یقربون الا سخط الدیان۔ یتفوهون بمائة کلمة ما أُسّس احد منها علی التقوی۔ هذه سیرة قوم یقولون انا نحن العلماء ویعادون الحق والھدیٰ۔ ولا ینتهجون الا سبل الردی۔ فما ادراهم انهم لا یموتون۔ والی الله لا یرجعون وعن الاعمال لا یسئلون۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ فقوموا ایها العباد۔ قبل یوم یسوقکم الی المعاد۔ فادعوا ربکم بصوت رقیق۔ وزفیر وشهیق۔ وبرزوا بالتوبة الی الرب الغفور۔ قبل ان تبرزوا الی القبور۔ ولا تلقوا عصا التسیار فی ارض الاشرار۔ ولا تقعدوا الا مع الابرار۔ وکونوا مع الصادقین۔ وتولوا مع التوابین۔ ولا تیأسوا من روح الله ولا تمدوا ظنونکم کالکافرین۔ ولا تعرضوا اعراض المتکبرین۔ ولا تصروا علی الکذب کالارذلین۔ الا ترون ان کنت علی الحق ولا تقبلوننی فکیف مآل المنکرین۔ وانی افوض امری الی الله هو یعلم ما فی قلبی وما فی قلوبکم وانا او ایاکم لعلی هدًی اوفی ضلٰل مبین ٭

۴۳ وانی اری ان العدا لا ینکروننی الا علوا وفسادًا۔ وانهم رؤا آیات ربّی فمازادوا الا عنادًا۔ الا یرون الحالة الموجودة والبرکات المفقودة۔ افلا یدعو الزمان بایدیه مصلحًا یُصلحُ حاله ویدفع ما ناله اما ظهرت البیّنات وتجلّت الآیات۔ وحان ان یؤتی ما فات۔ بل قلوبهم مظلمة وصدورهم ضیقة۔ قوم فظاظ غلاظ۔ خلقهم نار یسعر فی الالفاظ وکلمهم تتطایر کالشواظ۔ ما بقی فیهم اثر رقة۔ وما مس خدودهم غروب مسکنة۔ یکفروننی وما ادری علی ما یکفروننی۔ وما قلت الا ما قیل فی القرآن۔ وما قرأت علیهم الا آیات الرحمان۔ وما کان حدیث یفتری بل واقعة جلّاها الله لاوانها۔ ویعرفها من یعرف رحمة الرب مع شانها۔ وکان الله قد وعد فی البراهین۔ الذی هو تالیف هذا المسکین۔ ان الناس یاتوننی افواجا وعلیّ یجمعون۔ والیّ الهدایا یرسلون۔ ولا اُترک فردًا بل یسعی الیّ فوج من بعد فوج ویقبلون۔ وتفتح علیّ خزائن من ایدی الناس ومما لا یعلمون۔ واعصم من شر الاعداء وما یمکرون۔ واُعطی عمرًا اکمّل فیه کلّما اراد الله ولو یستنکف العدا ویکرهون۔ ویوضع لی قبول فی الارض ویُفدینی قوم یهتدون۔ فتمّ کلّما قال ربّی کما انتم تنظرون۔ افسحر هذا ام انتم لا تبصرون۔ ولو کان هذا الامر من عند غیر الله لما تمّ هذه الانباء ولهلکتُ کما یهلک المفترون۔ وترون انّ جماعتی فی کل عام یتزایدون۔ وما ترک الاعداء دقیقة فی اطفاء نور الله فتمّ نُور الله وهم یفزعون۔ فانسابوا الی جحورهم۔ وما ترکوا الغل وهم یعلمون۔ اهذا من عند غیر الله ما لکم لا تستحیون ولا تتأمّلون۔ اتحاربون الله باسلحة منکسرة۔ وایدی مغلولة۔ ویل لکم ولما تفعلون اهذا فعل مفتری کذّاب ومثل ذلک اُیّد الکاذبون۔ اهذه الکلم من کذّاب ما لکم لا تتقون۔

۸۵

اَلَا تُرَدُّوْن الی اللّٰہ اوتترکون فیما تشتھون۔ وکلما اوقدوا نارًا اطفأھا اللّٰہ ثم لا یتدبرون۔ وقالوا ولا سمّی خلفاء نبیّنا انبیاء کما انتم تزعمون۔ کذٰلک لئلا یشتبہ علی الناس حقیقۃ ختم النبوۃ ولعلّھم یتأدّبون۔ ثم لما مرّ علی ذالک دھرٌ اراد اللّٰہ ان یظھر مشابھۃ السلسلتین فی نبوۃ الخلفاء لئلا یعترض المعترضونؕ۔ ولیزیل اللّٰہ وساوس قوم یریدون ان یروا مشابھۃً فی النبوۃ وکذالک یُصرّون۔ فارسلنی وسمّانی نبیًّا بمعنی فضّلتہ من قبل لا بمعنے یظن المفسدون۔ ودفع الاعتراضین ورعٰی جَنب ھذا وذٰلک انّ فی ھذہ لھدًی لقومٍ یتفکرون۔ وانی نبیّ من معنے وفرد من الامۃ بمعنے وکذالک ورد فی امری افلا یقرءُون۔ الا یقرءُون فیما عندھم انہ منکم وانّہ نبیّ اھا تان صفتان توجدان فی عیسٰے اوذکرتا لہ فی القراٰن فاروناان کنتم تصدقون۔ بل اٰثرتم الکفر علی الایمان فکیف اھدٰی قومًا نبذوا الفرقان وراء ظھرھم ولا یبالون۔ وکان اللّٰہ قد قدّر کسر الصلیب علی ید المسیح فقد ظھرت آثارھا فالعجب انّ المعترضین لا یتنبّھون۔ الا یرون انّ النصرانیۃ تذوب فی کلّ یومٍ ویترکھا قوم بعد قومٍ۔ الا یاتیھم الاخبار اولا یسمعون۔ انّ علماءھم یقوّضون بایدیھم خیامھم۔ وتھدی الی التوحید کرامھم۔ ویذوب مذھبھم کلّ یومٍ وتنکسر سھامھم۔ حتی انا سمعنا ان قیصر جرمن ترک ھذہ العقیدۃ۔ واری الفطرۃ السعیدۃ۔ وکذٰلک علماءھم المحققون یخربون بیوتھم بایدیھم وکما دخلوا یخرجون۔ فویل لعیون لا تبصر واذانٍ لا تسمع وویل للذین یقرءُون کتاب اللّٰہ ثم لا یفقھون۔

اینزل عیسٰی من السماء وقد حبسہ القراٰنؕ ھیھات ھیھات لما تزعمون انّ حبس القراٰن اشدّ من حبس الحدید فویل للعمی الذین لا یتدبرون کتاب اللّٰہ ولا یخشعون۔ ولانّ موتہ خیر لھم۔ ولدینھم لوکانوا یعلمون۔ قد جاءکم رسول اللّٰہ

۸۶ صلی اللہ علیہ وسلم بعد عیسٰی فی مائۃٍ سابعۃٍ وجئتکم فی مائۃٍ ھی ضعفھا
ان فی ذلک لبشریٰ لقوم یتفقھون۔ فاعلموا انّ اللہ اذ بعث الحکم الکبیر اعنی
نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم فی مائۃٍ سابعۃٍ بعد عیسٰی۔ فایّ استبعاد یأخذکم
ان یرسل فی ضعفھا ھذا الحکم لیصلح فسادًا عمّ الوری ففکروا یا اولی النُّھٰی۔
وتعلم ان فساد ھذا العصر عمّ جمیع الامم مسلمًا وغیر مسلمٍ کما تریٰ۔ فھو اکبر
من فسادٍ ظھر فی النصاریٰ الذین ضلوا قبل نبیّنا المجتبیٰ۔ بل تجد ھم
الیوم اضل واخبث مما مضٰی۔ فان زماننا ھذا زمان طوفان کل بدعۃ وشرک و
ضلالۃ کما لا یخفٰی۔ وانی ما ارسلتُ بالسیف ومع ذالک امرت لملحمۃ عظمٰی۔
وما ادراک ما ملحمۃ عظمٰی۔ انّھا ملحمۃ سلاحھا قلم الحدید لا السیف والمدیٰ۔
فتقلدنا ھذا السلاح وجئنا العدا۔ فلا تنکروا من جاءکم علی وقتہ من اللہ
ذی الجبروت والعزۃ والعُلٰی۔ ءَ افتریتُ علی اللہ وقد خاب من افتریٰ۔ اتلوموننی
بترک الجھاد بالکفار۔ وترکی قتلھم بالسیف البتّار۔ مالکم لا ترون الوقت
وتنطقون کمن ھذیٰ۔ ثم انتم عند اللہ اوّل کفرۃٍ ترکتم کتاب اللہ واثرتم سُبلًا
اخریٰ فان کان الجھاد واجبًا کما ھو زعمکم یا ایھا الرّاضون بالصرٰے۔ فانتم احق
ان تُقتلوا بما عصیتم نبیّ اللہ ولیس عندکم حجّۃ من کتاب اللہ الاجلٰے۔ وایّ
شیٔ بقی فیکم من دینکم یا اھل الھویٰ۔ وایّ شیٔ ترکتموہ من الدنیا ومن
ھذہ الجیفۃ الکبریٰ۔ انّکم تستقرءُون حیلًا لتقرّبکم الی الحکام زلفی۔ ونسیتم
ملیککم الذی خلق الارض والسمٰوٰت العُلٰی۔ فکیف تعرفون رضا الحضرۃ الاحدیّۃ
وقد قدّمتم علی الملۃ ھذہ الحیاۃ الدنیا۔ وما بقی فیکم الا رسم المشاعر الاسلامیۃ
نسیتم ما امر اللہ ونھٰی۔ وھدمتم بایدیکم بنیان الاسلام والملۃ الحنیفیۃ باخفاء
طرق المسکنۃ والانزواء والغربۃ وقصدتم علوًّا عند الناس واکلتم سم ھذہ الدنیا

وتمایلتم علی الاھواء والریاء والنخوۃ وسرّکم قرب الملوک وطلب الدرجات منھم والمرتبۃ۔
وما ترکتم عادۃ من عادات الیھود وقد رئیتم مالھم یا اولی الفطنۃ اتحاربون الکفار مع
هذہ الحفۃ فلا تفرحوا ان اللہ یری۔ ولو کانت ارادۃ اللہ ان تحاربوا الکفار۔ لاعطاکم
ازید مما اعطاھم ولغلبتم کل من بارزکم وباری۔ وترون ان فنون الحرب کلھا
اعطیتھا الکفرۃ من الحکمۃ الالٰھیۃ۔ ففاقوکم فی مصاف البحر والبرّ ولستم فی اعینھم
الا کالذرۃ فلیس لکم ان تسدّوا ما کشف اللہ او تفتحوا ما اغلق۔ فادخلوا رحمۃ اللہ
من ابوابھا ولا تکونوا کمن اغضب ربہ واحنق۔ ولا تکونوا کمن حارب اللہ وعصی
ولا تنتظروا مسیحًا ینزل من السماء ویسفک دماء الوریٰ۔ ویعطیکم غنائم من فتوحات
شتّٰی اتضاھئون الذین ظنوا کمثل ذٰلک قبلکم ومن خلق المومن ان یعتبر بغیرہ
وینتفع بما رأی ولا یقتحم تنوفۃً ھلک فیھا نفس اخریٰ۔ الم یکفکم ان اللہ بعث فیکم و
منکم مسیحکم فی الایام المنتظرۃ وکنتم علیٰ شفا حفرۃ فاراد ان ینجیکم من الحفرۃ وادرککم
بمنۃ عظمیٰ۔ الا تنظرون کیف نزلت الاٰیات وجمعت العلامات۔ اتزدری اعینکم
اٰیات اللہ او تعرضون من الحق اذا اتیٰ۔ اعجبتم ان جاء کم منذر منکم وکفرتم وما شکرتم
لربکم الاعلیٰ وما اٰمنتم بحجج اللہ وکذالک سلکھا اللہ فی قلوب قوم اثروا الشقا۔
وکنتم ضلّ رایکم فی امام اتی وخلتم انہ من الیھود وما ظننتم انہ منکم فما
اردکم الا ھذا العمیٰ وکذٰلک ھلکت احزاب من قبلکم وجاءتکم الاخبار فنسیتموھا
وسلکتم مسلکھم لیتم قول ربنا فیکم کمن مضیٰ۔ وما منع الناس ان یومنوا اذ جاءھم
الھدیٰ محدثا الا ان قالوا انا لا نجد فیہ کلما بلغنا من الاولین۔ فلن نومن الا بمن
یاتی وفق ما اوتینا ولا نتبع المبتدعین ھذہ ھی عادۃ السابقین واللاحقین۔ اتواصوا
بہ بل ھم قوم لا یؤمنون بالمرسلین ✦

واذا قیل لھم اٰمنوا بمن بعث اللہ وبما اعطاہ من العلم قالوا انؤمن

ص ۸۶

بما خالف علماء نا من قبل ولو کان علماء ھم من الخاطئین۔ انھم قوم اطمئنوا بالحیٰوة الدنیا وما کانوا خائفین۔ وقالوا لست مرسلا وسیعلم الذین ظلموا یوم یردون الی اللہ کیف کان عاقبة الظالمین۔ وقالوا ان ھذا الا اختلاق۔ کلّا بل ران علی قلوبہم ماکسبوا فزادوا فی شقاق۔ وما کانوا مستبصرین۔ وان علاجھم ان یقوموا فی اٰناء اللیالی لصلواتھم۔ ویخلوا الھم فناء حجراتھم ویُغلقوا الابواب ویرسلوا عبراتھم۔ ویضجروا النجاتھم ویصلوا صلوٰة الخاشعین۔ ویسجدوا سجدة المتضرّعین لعل اللہ یرحمھم وھو ارحم الراحمین ٭

وانّی لھم ذٰلک وانھم یوثرون الضحک والاستہزاء علی الخشیة والبکاءِ۔ وکذّبوا کذّابا وینادون من بعیدٍ فلا یقرع اذنھم حرف من النداء۔ لا یرون الی مصائب صبت علی الملة۔ والی جروح نالت الدین من الکفرة۔ وان مثل الاسلام فی ھذہ الایام۔ کمثل رجل کان اجمل الرجال واقواھم۔ واحسن الناس و ابھاھم فرمی تقلب الزمان جفنه بالعمش۔ وخدّہ بالنمش۔ وازالت شنب اسنانه قلوحة علتھا وعِلّة قبحتھا۔ فاراد اللہ ان یمن علی ھذا الزمان۔ بردجمال الاسلام الیه والحسن واللمعان۔ وکان الناس ما بقی فیھم روح المخلصین ولا صدق الصالحین ولا محبة المنقطعین۔ وافرطوا وفرطوا وصاروا کالدھریّین وما کان اسلامھم الا رسومٌ اخذوھا عن الاٰباء۔ من غیر بصیرة ومعرفة وسکینة تنزل من السماء ٭

فبعثنی ربّی لیجعلنی دلیلا علی وجودہ۔ ولیصیّرنی ازھر الزھر من ریاض لطفه وجودہ۔ فجئت وقد ظھرلی سبیله۔ واتضح دلیله۔ وعلمت مجاھله۔ ووردت مناھله۔ ان السمٰوات والارض کانتا رتقًا ففتقتا بقدومی۔ وعُلّم الطلباء بعلومی فانا الباب للدخول فی الھُدیٰ۔ وانا النور الذی یُری ولا یریٰ۔ وانی من اکبر نعماء الرحمان۔ واعظم اٰلاء الدیّان۔ رزقت من ظواھر الملة وخوافیھا۔ واعطیت علم

الصحف المطهرة وما فيها۔ وليس احد اشقى من الذى يجهل مقامى۔ ويعرض عن دعوتى وطعامى۔ وما جئت من نفسى بل ارسلنى ربى لامون الاسلام۔ واراعى شئونه والاحكام۔ وأُنزلت وقد تقوضت الآراء۔ وتشتت الاهواء۔ و أُختير الظلام وتُرك الضياءُ۔ وترى الشيوخ والعلماء كرجل عارى الجلدة۔ بادى الجردة۔ وليس عندهم الا قشر من القرآن وفتيل من الفرقان۔ غاض دَرّهم۔ وضاع دُرّهم۔ ومع ذٰلك اعجبنى شِدّة استكبارهم مع جهلهم ونتن عُوارهم۔ يوذون الصادق بسب وتكذيب وبهتان عظيم۔ ويحسبون ان اجره جنة النعيم۔ مع انهم جاء هم لينجيهم من الخنّاس۔ ويخلّص الناس من النعاس يتوقون الى مناصب۔ ويتركون العليم المحاسب۔ يُعرضون عن الذى جاء من الله الرحيم وقد جاء كالاُساة الى السقيم۔ يلعنونه بالقلب القاسى۔ ذٰلك اجرهم للمواسى۔ يُحبون ان يُكرموا عند الملوك بالمدارج العلية۔ وقد امروا ان يرفضوا علائق الدنيا الدنية۔ وينفضوا عوائق الملة البهية۔ يجعلون نحو الامانى اجفال النعامة والقوا فيها عصا الاقامة۔

قد امروا ان يمروا على الدنيا كعابر سبيل۔ ويجعلوا انفسهم كغريب ذليل فاليوم تراهم يبتغون العزة عند الحكام وما العزة الا من الله العلّام۔ وبينما نحن نذكّر الناس ايام الرحمان۔ ونجذبهم الى الله من الشيطان۔ اذ رأيناهم يصولون علينا كصول السرحان۔ ويخوّفوننا بفحيحهم كالثعبان۔ وما حضروا قطّ نادينا بصحة النيةِ وصدق الطوية ٭

ثم معذالك يعترضون كاعتراض العليم الخبير۔ فلا نعلم ما بالهم واىّ شيء اصبرهم على السعير۔ لا يشبعون من الدنيا وفى قلبهم لها اسيس۔ مع انّ حظهم من الدين خسيس۔ يقرؤن غير المغضوب عليهم ثم يسلكون

مسلك سخط الرحمان۔ کانّهم آلوا ان لا يطيعوا من جاءهم من الديّان۔ ولم ازل
اتأوّه لكفرهم بالحق الذى اتىٰ۔ ثم يكفّرونني من العمىٰ۔ فيا للعجب ما هذا النّهىٰ۔ ص۹۰
والله هو القاضى۔ وهو يرىٰ امتعاضى۔ وحرار تماضى۔ يدعون ربهم لاستيصالى و
مايعلمون ما فى قلبى وبالى۔ وما دعاءهم الا كخبط عشواء۔ فيردّ عليهم مايبغون علىّ
من دائرة ومن بلاء۔ ايستجاب دعاءهم فى امر شجرة طيبة غُرست بايدى الرحمٰن ليأوى
اليها كل طائر يريد ظلها وثمرتها كالجوعان۔ ويريد الامن من كل صقر مثيل الشيطان
ايؤمنون بالقرآن۔ كلّا انهم قوم رضوا بخضرة الدنيا ونضرتها واللمعان۔ وصعدوا اليها
وغفلوا مما يصيبهم من هذا الثعبان۔ يجرّون ذيل الطرب عند حصول الامانى
الدنيوية۔ ويذكرونها بالخيلاء والكلم الفخرية۔ ولا يتألمون علىٰ ذهاب العمر و فوت
المدارج الاخروية۔ وان الدنيا ملعونة وملعون ما فيها۔ وحُلوٌ ظواهرها وسمٌّ خوافيها۔

فيا حسرةً عليهم انهم يبيعون الرطب بالحطب۔ ويلسون فى البيوت ما
يقرء ون واعظين فى الخطب ويقولون ما لا يفعلون۔ ويوتون الناس ما لا يمسّون
ويهدون الى سُبُل لا يسلكونها۔ والى مهجة لا يعرفونها ويعظون لايثار الحق ولا
يؤثرون يسقطون على الدنيا كالكلاب على الجيفة۔ ويحبّون ان يحمدوا بما لم يفعلوا
من الاهواء الخسيسة۔ ويريدون ان يقال انهم من الابدال واهل التقوىٰ و
العفة ولن يجمع الدنيا مع الدين۔ ولا الملائكة مع الشياطين۔

ومن آخر وصايا اردتها للمخالفين۔ وقصدتها لدعوة المنكرين هو اظهار
امرٍ ابتلى الله به من قبل اليهود۔ فضلوا وسودوا القلب المردود۔ فان الله وعدهم
لارجاع الباس اليهم من السماء۔ فما جاءهم قبل عيسىٰ فكذبوا عيسىٰ لهذا
الابتلاء۔ فلو فرضنا ان معنے النزول من السماء هو النزول فى الحقيقة۔ فما كان
عيسےٰ الا كاذبًا ونعوذ بالله من هذه التهمة۔ فاعجبنى انّ اعداءنا من العلماء لم

یسلکون مسلک الیھود۔ وکیف نسوا قصة تلک القوم ونزول الغضب علیهم من الله الودود
ایریدون ان یُلعنوا علی لسانی کما لعن الیھود علی لسان عیسٰی۔ اَیَجب عندهم نزول
عیسٰی حقیقة۔ وما وجب نزول الیاس فیما مضٰی۔ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ٭

الا یقرءون القرآن کیف قال حکایة عن نبیّنا المصطفٰی۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ
هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا[1]۔ فما زعمکم الم یکن عیسٰی بشرًا فصعد الی السماء
ومُنع نبیّنا المجتبٰی۔ وکل من عارض خبر نزول المسیح بخبر نزول الیاس
فلم یبق له فی اتحاد معناهما شک و التباس۔ فاسئلوا اهل الکتاب ءانزل
الیاس فی زمان المسیح۔ واتقوا الله ولا تصرّوا علی الکذب الصریح
لیس فی عادة الله اختلاف۔ فالمعنی واضح لیس فیه خلاف۔ وما نزل من
بدو آدم الی هذا الزمان احد من السماء۔ وما نزل الیاس مع شدة حاجة
نزوله لرفع الشک وظن الافتراء ٭

وان فرّقنا بین هذا النزول وذٰلک النزول۔ وسلکنا فی موضع مسلک
قبول الاستعارة وفی آخر مسلک عدم القبول۔ فهذا ظلم لا یرضی به العقل
السلیم۔ ولا یصدقه الطبع المستقیم۔ وکیف ینسب الی الله انه اضل الناس
بافعال شتّٰی۔ واراد فی مقام امرًا وفی مقام سُنّة اُخرٰی۔ ففکر ان کنت تطلب الحق
وما اخال ان تتفکر ان کنت من العدا۔ ومالک تقدم بین یدی الله ورسوله من
غیر علم نالک اوکان عندک من یقین اجلٰی۔ اهذا طریق التقوٰی۔ والهزیمة خیر لک
من فتح تریده ان کنت من اهل التقٰی۔ وما فی یدیک من غیر آثار معدودة لیس علیها
ختم الله ولا ختم رسوله وان هی الا قراطیس املئت بعد قرون من سید الورٰی۔
ولا نومن بقصصها التی لم توافق بقصص کتاب ربنا الاعلٰی۔ وقد ضلت الیهود
بهذه العقیدة من قبل فلا تضعوا اقدامکم علی اقدامهم ولا تتبعوا طرق الهوٰی

[1] بنی اسرائیل : ۹۴

واتقوا ان یحلّ علیکم غضب اللّٰہ ومن حلّ علیہ غضبہ فقد ھویٰ۔

ولاشک ان الیہود کان عندھم کتاب من اللّٰہ ذی العزّۃ فاتبعوہ بزعمہم واتبعوا ما فہموا من الآیۃ۔ وقالوا لن نصرف آیات اللّٰہ من ظواھرھا من غیر القرینۃ فقد نحتوا لانفسہم معذرۃ ھی خیر من معاذیرکم بالبداھۃ۔ فانھم وجدوا کلما وجدوا من کتاب اللّٰہ بالصراحۃ۔ ولیس عندکم کتاب بل کتاب اللّٰہ یکذبکم ویلطم وجوھکم بالمخالفۃ وکذالک تتخذونہ مہجورًا وتنبذونہ وراء ظھورکم من الشقوۃ۔ وان الیہود لم ینبذوا الکتاب ظِھریا ولم یأتوا فیما دوّنوہ امرًا فریا۔ ولذٰلک صدّق قولہم عیسٰی بید انہ اوّل قولہم وقال النازل قد نزل وھو یحییٰ۔ واما انتم فتصرّون علی قول یخالف کتاب اللّٰہ الودود۔ فلاشک انکم شرّ مکانًا من الیہود۔ واقل ما یستفاد من تلک القصۃ۔ ھو معرفۃ سنۃ اللّٰہ فی ھذہ الامور المتنازعۃ۔ فما لکم لا تخافون ربًّا جلیلا۔ اوجدتم فی سنۃ اللّٰہ تبدیلا۔ وما لکم لا تبکون فی حجراتکم ولا تکثرون عویلا۔ لیرحمکم اللّٰہ ویریکم سبیلا۔ وان اللّٰہ سیفتح بینی وبینکم فلا تستعجلوہ واصبروا اصبرا جمیلا۔ ایھا الناس مالکم لا تتقون ولا تعالجون داءً دخیلا۔ اتظنون انی افتریت علی اللّٰہ مالکم لا تخافون یومًا ثقیلا۔

انّ الذین یفترون علی اللّٰہ لا یکون لہم خیر العاقبۃ۔ ویعادیھم اللّٰہ فیُقتّلون تقتیلا۔ ویُطویٰ امرھم باسرع حین فلا تسمع ذکرھم الا قلیلا۔ واما الذین صدقوا وجاؤا من ربھم فمن ذا الذی یقتلھم او یجعلھم ذلیلا۔ ان ربھم معھم فی صباحھم وضحاھم وھجیرھم واذا دخلوا الصیلا۔ واما الذین کذبوا رسل اللّٰہ وعادوا عبدًا اتخذہ اللّٰہ خلیلا۔ اولٰئک الذین لیس لہم فی الآخرۃ الا النّار ولا یرون ظلًّا ظلیلا۔ واذا دخلوا جھنم یقولون مالنا لا نریٰ رجالا کنا نعدّھم من الاشرار فیفصّل لہم الامر تفصیلا۔

ثم نرجع الی الامر الاوّل ونقول انّ قصّة نزول الیاس ثم قصّة تاویل عیسیٰ عند الاناس امر قد اشتهر بین فِرَق الیهود کلهم والنصاری۔ وما نازع فیه احد منهم وما باریٰ۔ بل لکلهم فیها اتفاق۔ من غیر اختلافٍ وشقاق وما من عالم منهم یجهل هذه القصة۔ او یخفی فی قلبه الشك والشبهة۔ فانظروا ان الیهود مع انهم کانوا علموا من الانبیاءِ۔ وما جاء علیهم زمن الا کان معهم نبی من حضرة الکبریاء۔ ثم مع ذالك جهلوا حقیقة هذه القصة۔ وما فهموا السرّ و حملوها علی الحقیقة۔

ولما جاءهم عیسٰی لم یجدوا فیه علامة ممّا کان منقوشا فی اذهانهم ومنقّشًا فی جنانهم فکفروا به وظنوا انه من الکاذبین۔ وفعلوا به ما فعلوا وادخلوه فی المفترین فلوکان معنی النزول هو النزول فی نفس الامر و فی الحقیقة۔ فعلی ذالك لیس عیسٰی صادقا ویلزم منه ان الحق مع الیهود الذین ذکرهم الله باللعنةِ۔ هٰذا بال قومٍ اصرّوا علیٰ نصّ الکتاب والقول الصریح الواضح من ربّ الاناس۔ فما بالکم فی عقیدة نزول عیسٰی ولیس عندکم الا اخبار ظنیة مختلطة بلا دناسٍ مخالفة لقول ربّ الناس۔

ما لکم تتبعون الیهود وتشبهون فطرتکم بفطرتهم۔ اتبغون نصیبا من لعنتهم توبوا ثم توبوا الی الله ارجعوا۔ وعلی ما سبق تندّموا۔ فان الموت قریب والله حسیب۔ ایها الناس قد اخذکم بلاء عظیم فقوموا فی الحجرات وتضرّعوا فی حضرة ربّ الکائنات۔ والله رحیم کریم۔ وسبق رحمته غضبه لمن جاء بقلب سلیم۔ وان شئتم فاسئلوا یهود هذا الزمان او اُوتی بقدم التقویٰ واعرضوا علیّ شبهة یاخذ الجنان۔ مالکم لا تخافون هذا الابتلاء۔ وتترکون سُنّت الله من غیر برهان من حضرة الکبریاء۔ وتصرّون علیٰ اقوال ما نزل معها من برهان۔ وما وجدتموها فی القرآن۔ اعلموا انکم لا تتبعون الا ظنونا وان الظن لا یغنی من الحق شیئا ولا یحصل

به اطمئنان۔ اتریدون ان یتّبع حکمُ الله ظنونکم بعد ما اوتی علمًا من الله مالکم جاوزتم الحد من العدوان۔ وقد ترکتم الیقین لشك اهذا هو الایمان۔ وانما الدنیا لهو ولعب فلا تغرّنکم عیشة الصحة والامن والامان۔ ویتقضّی الموت مفاجئًا ولو کنتم فی بروج مشیّدة وما ینجیکم نصیر من ایدی الدیّان۔ اتقدمون الشکوك علی القرآن۔ بئسما اخذتم سبیلا۔ وعُمّیت ابصارکم فما ترون ما جاء من الرحمان۔ وانی جُعلت مسیحًا منذ نحو عشرین اعوام من ربّ علّام

وما کنت ارید ان اُجتَبیٰ لذالك وکنت اکره من الشهرة فی العوام

فاخرجنی ربی من حجرتی کرهًا فاطعت امر ربی العلام وهذا

کله من ربی الوهاب وانی اجرّد نفسی من انواع الخطاب۔

ومالی وللشهرة وکفانی ربّی ویعلم ربی ما فی عیبتی و

هو جُنّتی وجَنّتی فی هذه وفی یوم الحساب۔ و

انی کتبت قصّة نزول الیاس۔ لقوم یوجد فیهم

العقل والقیاس۔ وقد اجتمعت ببعض

العلماء المخالفین۔ وعرضت علیهم ما

عرضتُ علیکم فی هذا الحین۔

فوجموا کل الوجوم وما تفوّهوا

بکلمة من المعلوم وبهتوا و

فرّوا کالمتندّم الملوم

صـ ۹۵

ذکر حقیقۃ الوحی و ذرائع حصولہ

الآن نختتم ھذہ الرسالۃ علی ذکر سُبُحات الوحی وفضائلہ۔ ونقاب حصولہ ووسائلہ۔
فاعلم ھداک اللہ ان الوحی شمس من کلم الحضرۃ تطلع من افق قلوب الابدال۔ لیزیل اللہ بہا ظلمۃ خزعبیل الضلال۔ وھو عین لا تنفد سواعدھا۔ ولا تنقطع انثاجہا۔ ومنارۃ لا ینطفی من عدوٍ سراجہا۔ وقلعۃ متسلحۃ لا تعدّ افواجہا و ارض مقدسۃ لا تعرف نجاجہا۔ وروضۃ یزید بھا قرۃ العین وابتہاجہا۔ ولا ینالہ الا الذین طھروا من الادناس البشریۃ۔ وررزقوا من الاخلاق الالٰھیۃ۔ والذین اتّقوا التقوٰی وما مزّقوھا۔ وصفّروا اشعار التقاۃ وما شعثوھا۔ والذین نوّروا واثمروا کالشجرۃ الطیبۃ۔ وسارعوا الی ربھم کالعیلۃ۔ والذین ما فرّطوا وما افرطوا فی سبل الرحمان۔ وتخشّعوا خوفا منہ وجعلوا لہ حلم اللسان وقایۃ ما فی الجنان والذین تشمّروا فی سبل اللہ بالھمۃ القویّۃ۔ وتکأکأوا علی الحق بجمیع القوی الانسیۃ۔ وقصموا ظھر وساوس و قصدوا فلاۃً عوراء للمیاہ السماویۃ۔ والذین لا یتثائبون فی اللہ ولا یترددون۔ ویمشون فی الارض ھونا ولا یتبختروں۔ والذین ما یقنعون علی الحتامۃ ویطلبون۔ ویقدمون فی موطن الذین ولا یحجمون۔ والذین لا تختلم صدورھم و تجد فیھم تؤدۃ وھم لا یستعجلون۔ ولیس نطقھم کاجن واذا نطقوا یجدّون۔ والذین تبتلوا الی اللہ وصمتوا ولا ینطقون الا بعد ما یستنطقون۔ ولیسوا کسیل بل ھم یتلألؤن۔ والذین لا یختأھم قارع عن حبّ اللہ وکل لمح الی اللہ یحلوّذون وخذیٰ لہ قلبھم وعینھم واذنھم ففی اثرہ ید ادءون۔ وادفاھم اللہ ما یدفع البرد فھم فی کل آن یسخنون۔ والذین یداکئون ابلیس ویردوّن

بالحق ولہ ینتصرون۔ وما رطأوا الدنیا وما تشفوا من ماءھا وحسبوھا کالقیٔ وما کانوا الیھا ینظرون۔ والذین مارمأوا نفوسھم بما کانت علیھا بل کل آن الی اللہ یحفدون ویتزازؤن من اللہ ولہ یتصاغرون۔ والذین زنأوا علی نفوسھم حبلھا وضیقوا باب عیشتھا ولا یوسّعون۔ والذین اذا دُعوا الیٰ شواظٍ من ربھم فھم لا یبعلون۔ وما اجبأوا ازرعھم بل ھم یحرسون۔ والذین یجاھدون فی اللہ ویبتھلون۔ ولا یخافون الثکل ولو جفأتھم البلیۃ وللہ یجسأون۔ والذین عندھم غمرٌ ولیس علمھم کثمیلۃ واوتوا معارف وفیھا یتزایدون۔ وغلبوا الدنیا وجعفلوھا وجمأوا علیھا وقصموھا بکریتم فھم عن زھرمتھا مبعدون۔ والذین تری ھممھم کجنعدلٍ یجوبون موامی ولا یلغبون۔ لا یتجأّلون عن امر ربھم وھم لہ مسلمون۔ والذین حنأت ارضھم والتفت نبتُھا باللہ فھم علی شجرۃ القدس یداومون۔ وخبأت رداء اللہ صورھم فھم تحت رداءہ متستّرون۔ والذین یَبذءون الدنیا وما فیھا ویبدّلون کصبی ابدءٍ ولا یترکون۔ لا یوجد فیھم غشمٌ ولا سخفٌ ولا غیھقۃ وعند کل کربٍ الی اللہ یرجعون۔ والذین لا یمخشون عرضًا بغیر حق ولا باَحدٍ یھجرون۔ ولا یخافون عقبۃ نطاءَ ولا فلاۃً عوراءَ۔ ولا ھم یحزنون۔ والذین یعلھضون قارورۃ الفطرۃ لیستخرجوا ما یخزنون استوکثوا من الدنیا فلا یبالون قریم زمن وجابرزمن ویتخذون اللہ عضداً وعلیہ یتوکلون۔ والذین جاحوا من بواطنھم اصول النفسانیۃ وتجد فیھم شعوذۃ والی اللہ یسارعون۔ مُلئوا من ارج اللہ ومحبّتہ الذاتیۃ۔ تحسبھم ایقاظًا وھم نیامون۔ والذین عُصموا من شصاص العفۃ الرسمیۃ وصُبّغوا بالتقاۃ الحقیقیۃ وافنتھم نار المحبۃ ولیسوا کالذین یضبحون۔ والذین لیس مقولھم کشفرۃٍ اذوذٍ واذا نزل بھم اُفُرَۃٌ فَھُمْ یصبرون۔ ویحسنون الی من

آذی من الفجرۃ۔ ولوکان من زمر القرانصۃ۔ و یمکثون بحضرۃ اللہ ولا یبرحون بل ھم یمکثون۔ والذین علیٰ ایمانھم یخافون و یحسبون انہ اخف طیرورۃ من العصفور۔ والخوف ابلغ انقاءً من الیستعور فلا یقنعون علیٰ رذاذٍ و یعیدون مرونۃً بجراء لیجعلوھا بحرۃ وکذالک یجرذون۔ والذین یخافون ثائب الابتلاء اذا ادلجوا وحین یدلجون و یبکون بعین سُھُدٍ وقلبٍ جَرِحٍ حین یمسون وحین یصبحون۔ والذین یؤاسون ولا یقترون و یخلصون غریمھم ولا یخلسون۔ والذین لیسوا کضبسٍ ولا کھقلس ولا ھم یتفجسون۔ والذین یجتنبون اللطث۔ والنکث ولا تجد فیھم وثوثۃ فی الدین ولا ھم یداھنون۔ والذین سلکوا فی السلوک اجرھدّوا والرحال للحبیب شدّوا۔ وقطعوا عُلق الدنیا وفی اللہ یرغبون۔ وما یقعدون کالذین یئسوا من الاخرۃ والی اللہ یھرولون۔ والذین لا یحطّون الرحال ولا یریحون الجمال و یجتنبون الوبد ولا یرکدون۔

ویبیتون لربھم سجدًا وقیامًا ولا یتنحنحون۔ والذین یضجرون لکشف الحجب و رویۃ الحق و یسعون کل السعی لعلّھم یرحمون۔ وما یجأون فی اللہ بالنفس ولو یُسفکون وخضأوا فی نفوسھم نارا فکل آنٍ یوقدون۔ واحکأوا عُقدۃ الوفاء فھم علیہ ولو یقتّلون اولٰئک الذین رحمھم اللہ واراھم وجھہ من کل باب و رزقھم من حیث لا یحتسبون۔ بما کانوا یحبّون اللہ و یتقونہ حق تقاتہ وبما کانوا یفرقون۔ ان الذین تجانأوا اعلیٰ حُذّۃ الدنیا وصرلھا و یئسوا من جَرَحِ اللہؕ اولٰئک الذین لا یکلمھم اللہ ویلقون فی فلاۃٍ بدیدٍ و یموتون وھم عمون۔ انھم لا یفتحون العیون مع ایاتٍ اجبأ علیھم ولا ھم یصأصأون کأنّ الشمس ما صمأت علیھم وکأنّھم لا یعلمون۔ وکذٰلک جرت عادۃ اللہ لا یستوی عندہ من جاءہ یبغی الرضاء۔ ومن عصیٰ وغویٰ انہ لا یبالی الغافلین۔ وانہ یھرول الی من یمشی الیہ وانہ یُحِبّ المتقین۔ ولہ سنۃ

لا تحبا کخبثٍ مخلف۔ الا ان السنۃ لیاخ یُرٰی فی کل حین۔ الکاذب تبّ۔ والصادق صحد وثب۔ فطوبٰی للذی الیہ باء واب۔ وتناء بعتبتہ وایاہ احبّ۔ انہ یحب من دق لہ ولا یحب البتّ۔ فویل للذین قعدوا کالجلذ وکثرت وساوسہم کاُمّرۃٍ اضنأت۔ ما بقی لہم ظمأ فی طلب اللہ وانواع بعر الدنیا علی القلب طسأت۔ ضعفت نفوسہم فشق عبأ الایمان وہم مثقلون۔ ولا یزالون یذکرون الدنیا وہم لہا یقلقون۔ یکادون ان یفسأوا ثوب الدین ویزھفون الی اللہ احادیث وہم یتعمّدون فقأوا عیونہم بمکرٍ اثروہ ثم یقولون نحن قومٌ مبصرون۔ وقد سطحوا الفطنۃ ثم ذبحوہا ویصفدہم القراٰن فہم عنہ معرضون۔ انما مثلہم کمثل ارضٍ تفأت۔ اوکتبتٍ کدء واراد اللہ ان یزیدہم علمًا فنسوا ما یدرسون۔ او مثلہم کمثل رجل قعد فی مقنوءۃٍ فطلعت الشمس حتّٰی جاءت علٰی رأسہ وہو من الذین یغتھبون۔ وقوم اٰخرون رضوا بالحماذی۔ وقع بعضہم لبعض کالمحاذی وانی انا الاحوذی کذی القرنین۔ وجدت قومًا فی اوارٍ وقومًا اٰخرین فی زمہریرٍ وعین کدرۃ لفقد العین وانی انا الغیذان ومن اللہ اری۔ واعلم ان القدر اخرج سہمۃ وقذا۔ فاذکروا اللہ بعین ثرۃ یا اولی النہٰی لعلکم تجدوا خیرًا کثیرًا وکثیرًا من الندٰی ۔ والسّلام علٰی من اتبع الہدٰی وانا العبد المفتقر الی اللہ الاحد

غلام احمد القادیانی المسیح الربانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ایہا الناس احشدوا فانّی سأقرء علیکم علامات المقرّبین۔ انہم قوم حفظ اللہ غضوضة روحہم ولیسوا کجامس ولا کافِئین۔ تجدہم حسن الحِبرو السِبرو کشاب یَہکن ولا تجد ھم کمن تُخِشَ وصار کالمد قوقین۔ قوم شُرِحَتْ صدورھم۔ وأُزِّرت ظھورِھم۔ ونُضِّر نورھم۔ فاسلموا وجوھم للّٰہ وما بالوا اذیً فی اللّٰہ ولو قطع حبل المتین۔ ولا یحانصون الموت الا لِربِّ العالمین۔ یُربّی الخلق من البانہم وتقوی القلوب من فیضانہم ولیسوا کشاةٍ ممغرٍ۔ ولا کرجل مُشتّرٍ ویبحثون فی ارضٍ مزبرۃٍ ومحقرۃٍ ومُتّعَلةٍ وعند کثرۃ الباغزین۔ تجدھم اکثر قزازۃً ولا تجد فیہم کنہازۃً ولا تراھم کضنین۔ وتجدھم یبیعون انفسہم للّٰہ ولمصافاتہ۔ ویواسون خلقہ لموضاتہ ولا تجد انفسہم کالمُبْرَطسین۔ یحسبہم الزُوْشُ العِنقاشُ من المختوصین۔ وان ھم الا نور السماء وامان الارض وائمة الصادقین۔ تعاف الارضُ لُقیانہم وتُنیر السماء برھانہم وانہم حجة اللّٰہ علیٰ من عصیٰ من المخلوقین۔ وانہم عاھدوا اللّٰہ بحلفةٍ ان لا یحبّوا ولا یعادوا بامر انفسہم وانصلتوا منہا انصلات القارین۔ واحضروا ربّہم ظاہرھم و

باطنہم وجاءُوہ منقطعین ۔ وافنوا انفسہم لاستثمار السعادۃ وماتوا لتجدید الولادۃ وارضوا ربّہم باقتحام الاخطار والصبر تحت مجاری الاقدار واَدّوا کلّما یقتضی الخلوص وما ہو من شروط المخلصین ۔ انہم قوم اخفاہم اللہ کما اَخفٰی ذاتہ ۔ وذرّ علیہم لمعاتہ ومع ذٰلک یُعرفون من سَمْتہم ومن جباہم ومن سیماہم ونور اللہ یتلألأ علٰی وجوہم ویُرٰی من رواءہم ولہم بصیص یخزی الخاطلین ۔ ومن شِقوۃ اعدائہم انہم یظنون فیہم ظنّ السَّوْء ولا یحققون ما ظنوا وما کانوا متقین ۔ ان ہم الّا کاَخْرَص او اَعْمٰی ولیسوا من المبُصرین لہم جَبْہَۃ خشباء ونفس کعوجاء وقلوبہم مسودّۃ ولو ابیّض ازارہم کخرجاء ولیسوا الا کشنیئٍ ۔ یعادون اہل اللہ ولا یظلمون الا انفسہم فلو لم یتولّدوا کان خیرًا لہم لم یعرفوا امام زمانہم ورضوا بمیتۃ الجاہلیۃ فتعسًا لقومٍ عمین ۔ غرّتہم رضاضۃ التنعّم فنسوا عَلَزَ القلقِ وغصص الجَرَضِ ولم یصبہم داہیۃ من حَبَضِ الدہر فلذٰلک یمشون فی الارض فرحین ویمرّون بعباد الرحمٰن مختالین متکبرین ۔

انّ اولیاء اللہ لا یریدون مُخْرَنْجًا فی الحیوۃ الدنیا ویوثرون لِلّٰہِ خِصاصۃ ویُطہّرون نفوسہم ویشوصُوْن ۔ ویقبلون دواہی ہذہٖ ویتقون نہابر الاٰخرۃ ۔ ولہا یجاہدون ۔ ولا یاتی علیہم اُبْنٌ الا وہم فی العرفان یتزایدون ۔ ولا تطلع علیہم شمس الا وتجد یومہم اَمثل من اَمسہم ولا ینکصون وفی کلّ اٰنٍ یُقْدمون ۔ ویزیدہم اللہ نورًا علٰی نورٍ حتّٰی لا یُعرفون ۔ ویحسبہم الجاہل بشرًا متلطخًا وہم عن انفسہم یُبعدون ۔ واذا مسّہم طائف من الشیطان اقبلوا علی اللہ متضرعین وسعوا الی

کھفِہم فاذا ھم مبصرون ۔ ولا یقومون الی الدعاء کسالیٰ بل کادوا ان یموتوا فی دعائہم فیسمع لتقواھم ویُدرَکون ۔ وکذلک یُعطون قوۃً بعد ضعفٍ عند الدعاء وتنزل علیہم السکینۃ وتقویہم الملائِکۃ فیعصمون من کل خطیئۃ ویحفظون۔ ویصعدون الی اللہ ویغیبون فی مرضاتہ فلا یعلمہم غیر اللہ وھم من اعینہم یُستَرون ۔ قومٌ اخفیاء فلذلک ھلک فی امرھم الھالکون ۔ ینظر الیہم علی ھذہ الدنیا وھم یستہزءون ۔ اھذا الذی بعثہ اللہ بل ھم قومٌ عمون ۔ ولہم علامات یُعرفون بہا ولا یعرفہم الا المتفرسون المتطہرون ۔ ص۹۹

فمن علاماتہم انہم یبعدون عن الدنیا ویُضرِب علی الصماخ لا تبقی الدنیا فی قلوبہم مثقال ذرۃ ویکونون کالسحاب المنصاخ وفی اللہ ینفقون ۔ ولا یمسّہم وَسَخ ولا درن منہا وکل آنٍ من النور یُغسلون ۔

ومن علاماتہم ان اللہ یُودع قلوبہم الجذب فالخلق الیہم یُجذبون ویکونون کعین نضّاخۃٍ باردٌ ماءھا فالخلق الیہم یُہَرولون ۔ وینتضح علیہم ماء وحی الرحمان فالناس من ماءھم یشربون ۔ ومن علاماتہم انہم لا یعبشون کھَبَیّخ بل فی بحار البلاء یَسبحُون ۔ ویتھیّأ للنحر وریدہم وبہ تفضخ عناقید ھم فالخلق منہا یَعصِرون ۔ ومن علاماتہم انہم یسبحون للہ ویَسْبحون فی ذکرہ کحوت رضراضٍ ویُقبلون علیہ کل الاقبال ویصرخون کصرخۃ الحبلی عند المخاض۔ وبہ یتلذذون ۔ ومن علاماتہم تزجیۃ عیشۃ الدنیا ببذاذۃٍ وتصالُحٍ علی الاغیار وصارخۃ المستصرخین والذکر کغادرات الاوکار وبہ ینضمخون ۔

ومن علاماتہم تنزہہم من کل صَنَخَۃٍ وصلاخٍ وکونہم فتیان

المواطن لا کلابسات الفتاخ۔ بما یفسخون عنہم ثوب الجُبن یبلغون الحق ولا یخافون ٭

ومن علاماتہم انھم یربّون من بایعہم مخلصاً تربیة الافراخ ویجونہم من الفِخاخ ویقومون ویسجدون لھم فی لیلۃٍ قاخ۔ فیدرکہم غیث الرحمة ویُرحمون ٭ ومن علاماتہم انہم لا یتوقّون الا بعد ما اَفرَخ امرھم واجتمعت زُمرھم وتبیّن الحق کالفرّوخ۔ ومُلیئ دلوھم ولم یبق ماءہ کالوَضُوخ۔ فظھروا بالجسد الممضوخ وکمّلوا زینتہم کعتیدة العرائس لینظر الخلق الیہم فیَحمَدُون ٭

ومن علاماتہم ان الدنیا لا تفخنہم بافکارھا۔ بل ھم یَفخَنونہا ویزیلون شَفرة اوزارھا وعلی الله یتوکّلون ٭ ومن علاماتہم انہم یقومون فی لیالٍ کاخٍ ابتغاء رضا الحضرة۔ ویزرعون بذر الحسنات ویتخذون تقواھم کوخًا لحفاظة تلک الزراعة۔ فیحصدون فی ھذہ وبعدھا ما یزرعون ٭

ومن علاماتہم انہم لا یقطبون ولا یتشزّنون ولا یصعّرون للناس ولا یُخرّجون مرعی الھُدٰی ولا یکونون کارضٍ مخرّجةٍ ولا یولون الدّبر عند العماس ولو مشوا فی العماس ولا یفرّون ولو یقتّلون۔ ومن علاماتہم انہم لا یطخون عِرضًا بغیر الحق ویُغمدون اللسان ولا یمتلخون۔ ولا یُملخون بالباطل ویمیخ غضبہم ولو یوقدون۔ واذا بلغہم قولٌ یوذیہم لا ینبخون نبُوخ العجین ولا ینتخون الا ستقامة بل علیہا یحافظون ولا تجدھم کمُندّخٍ بل ھم قوم غیاری وعن اخلاق الله یستنسخون ٭ ویستنسخون عن اخلاق نبیّہم کاکتتابکم کتابًا عن کتاب وکذالک یفعلون ٭

ومن علاماتهم انهم يتشابهون عامة الناس من جهة ظاهر الصّورة و يغايرونهم فى الجواهر المستورة ويجعل الله لهم فرقانا كنفخاء رابية فى بلادٍ خاوية و يخضّرون و يثمرون ؞ وكشجرة النهداء يرتفعون ومن علاماتهم انهم يعطون نُفاخ الاخلاق كلها من غير مزاج الرياء۔ ويُنوّخ الله ارض قلوبهم طروقةً لذالك الماء ويُعرفون بالرواءِ ويطيّبون ويعطرون ؞

ومن علاماتهم انهم يكونون كمُشاء الموطن ولا يكونون كرجل وَخواخ وتجذبهم القوة السماوية فيزكون من الاوساخ۔ ويَنقَمُ اهواءَهم ضربٌ من الله فيودّعونها من النُّقاخ۔ فلا يمسّهم لوث من الدنيا ولا يتألمون بتركها ولا هم يتحزّبون ؞

ومن علاماتهم ان صحبتهم حرز حافظ لاهل الارض من السماء عند نزَول البلاء۔ ودواء لقساوةٍ تتولد من امانى الدنيا والاهواء وكما يعلو الجلد درنٌ من قلة التعهّد بالماءِ۔ كذالك تتسخ القلوب من قلة صحبة الاولياء ويعلمها العالمون ؞

ص۱۰۱

ومن علاماتهم ان صحبتهم تحى القلوبَ وتقلّل الذنوب وتُقوّى الوشيجَ اللغوب فيثبت الناس بهم على المنهاج ولا يتقدّدون ؞

ومن علاماتهم انهم لا يناضلون اعداءهم كابلٍ تواضخت۔ ولا يكون وضاخهم الا اذا الحرب عند ربهم حُتِمت۔ ولا يجادلون الّا اذا الحقيقة اُتلخت ولا يوذون ظالمًا بغير الاذن وان يموتوا كشاة عُبطتْ، و باخلاق الله يتخلقون۔ ومن علاماتهم انهم يتّقون الكذب والشحناء۔ والاهواء والرياء والسبّ والايذاء ولا يحرّكون يدًا

ولا رجلاً الا بامر ربّهم ولا یجترءون + ولا یبالون لعنة الدنیا ویتقون
افتضاحًا هو عند ربّهم ویستغفرونه حین یمسون وحین یُصبحون
واذا اتّسموا بغفلة فبذکره یبتردُون + لباسهم التقوىٰ فایاه
یُبیّضون + ویعافون اثوابًا جدودًا وفی التقیٰ یجتهدون + ویتأبّدون
من صحبة الاغیار ولا یبرحون حضرة العزّة ولا یفارقون. وما شجّعهم
علی ترک الدنیا واهلها الّا الوجه الذی له یسهدون +

ومن علاماتهم انهم لا ینطقون بآبدةٍ ولا یَهْذرُون. ویتقون
الهزل ولا یستهزءون + ویزجّون عیشتهم محزونین ویخافون
حبط اعمالهم بقول یتفوّهون او بفعلٍ یّفعلون + ولا یکون
نطقهم الا کبناءٍ مؤجّد ولا یَخْطلونْ + ومن علاماتهم انک
تراهم آجدهم لله بعد ضعفٍ واوجدهم بعد فقرهم لا یترکون*
ومن علاماتهم انهم یرون اِدًّا واَوَدًا من ایدی الناس و
یترائی الیاس من کل طرفٍ ثم یُدرکهم الله ویُعصمون. واذا
نزلت بهم آفة رزقوا من عند الله صبرًا یعجب الملائکة ثم
ینزل الفضل فیخلّصون +

ص ۱۰۲

ومن علاماتهم انهم لا یتکئون علی طِرفٍ ولا تالد ولا ابن
ولا والد وعلی الله ربّهم یتّکئُون + ولا یسرّهم الا مستودعاته
من المعارف وکل آنٍ منها یرزقون. ویسئمون تکالیف فی سبیل
الله مُتَنَشِّطِیْنَ وَلَا یتجشّمون + ویشکرون لِلّٰه ولو لم یعطوا ثعدًا
ولا مَعْدًا وبحبّ الله یَفْرحُون + ذٰلک بانهم یعطون معارف
کَثْغَافِیْدَ. ویرزقون لها مقالید فمن کل بابٍ یدخلون+

ویُعطیہم اللہ قلوبًا کانہارٍ تتفجر۔ لا کثمدٍ یرکد فی الرکایا و یتکدّر ولا ینقطع المدد وفی کل آنٍ یُنصرون۔

ومن علاماتہم انّہم یعطون رعبًا من ربّہم فتفرّ العدا من مبارزاتہم ویخفون و ینکرون انفسہم عند ملاقاتہم ویہربون۔ و یتستّرون کمثل رجل جُدِعت تندوئتہٗ للجریمۃ فیعاف اللُّقیان لوصمۃ الرّوثۃ ھٰذا رعب من اللہ لقومٍ لہٗ یکونون۔ ومن علاماتہم انّہم قومٌ یسعون فی سُبُل اللہ کثوہدٍ فوہدٍ واذا اقاموا لاوامرہٖ فہم ینشطون۔ ولا ترٰی فیہم کسلًا ولا وھنًا ولا ھم یتردّدُون وتُشرق الارض بنورہم ولا یجہل مقامہم الا المتجاہلون۔ ولا ینکرونہم اعداءھم بل ھم یجحدون۔

ومن علاماتہم انّہم قوم یقرّبہم جُدّۃ فیوض اللہ فکل ساعۃ منہا یغترفون۔ ویسارعون الیہ کاجالید ولا یمسّہم من لغوب ولا یضعفون۔ واذا اخذہم قبضٌ تألّموا ولا کجلدات المخاض۔ وترٰی قلوبہم کارضٍ مجلودۃٍ من علومٍ یفاض۔ ومن علاماتہم انہم اذا مرّوا برجلٍ جلنددٍ یمرّون وھم یستغفرون۔ ولا تزدری اعینہم احدًا من التقوٰی ولاہم یستکبرون۔ یعیشون کغریب و یرضون بنکدٍ و یقنعون علٰی جُہدٍ وجَہدٍ اولٰئک قومٌ اثروا ربّہم و رجالٌ مُسدّدون۔

ومن علاماتہم انّہم قوم لا یجہد عیشہم ولا یُعذّبون بمعیشۃٍ ضنکٍ و یرزقون من حیث لا یحتسبون۔ ویجیدہم اللہ معارف فہم بہا یفرحون۔ ومن علاماتہم انّہم لا یرضون ببضاعۃٍ

ص۱۰۳

مزجاۃٍ وقلیل مما یعملون۔ واذارکبوا اَجْوَدُوا واذا عملوا کمّلوا ویتحنّنون شطّ العمل وخداجه ولکشف الحجب یخبطون۔ و اذا عادوا اوا حبّوا اَجهدوا ولا ینافقون ۔ ومن علاماتھم انّ قلوبھم ارضٌ جِیْدَتْ ولھم فراسة زیدت۔ یُعصمون من ضلالٍ وفسادٍ وماوقعوا فی ابی جادٍ ویُبعدون من کل دجوٍ ینوّرون ۔

ومن علاماتھم انّ رقابھم تحمل اَعْبَاءَ امانات الله اکثر من کل حامل امانةٍ۔ ثمّ لاتَتَاَوّدُ رقابھم بل تجعلھم کامراۃٍ جیدانةٍ ویتراءٰی منه حُسن الاستقامة ویُرٰی کالکرامة فعندالله والناس یُکرمون ۔ ومن علاماتھم انھم یوفّقون لارتداعھم عن کل امرٍ حَدَدٍ۔ ویُعْطَون اسِدَّةً لدفع الوساوس ویردف لھم مدٌّ خلف مَدَدٍ۔ ذلك بانھم قومٌ مُنحردُون۔ والی الله منقطعون۔ یجردون انفسھم ویسعون الی اللهوحدانًا۔ ولاترٰی مثلھم حردانًا۔ وتسفت حرافدھم الی جنّتھم ویُقدّمون علٰی کل شئٍ لقیانا۔ ومن خوف البحر یذوبون۔ الحکمة تنبت من حرقد تھم۔ والفراسة تتلألأ من جبھتھم وکالقلیزم یفیضون ۔

ومن علاماتھم انھم یندھکمون لله ولا یُخْجِمُوْن۔ ولا یُوجد لھم حَتْنٌ فی ذلك وھم فیه یتفرّدون۔ ولا یضاھیھم فردٌ من المحجوبین ولو یحرصون ولولاحتامنھم لھلکت الناس۔ ولولا احتدامھم لبردت محبة الله من قلوب الاناس ولحفدوا الی الخناس ولقطعَ الله عَسْبَ العارفین ولھدم الایمان من الاساس فذٰلك فضل الله علٰی خلقه انھم یُبعثون۔ وانّ الناس کلھم کعِلْبٍ یُصْلحھم ھٰؤلاءِ۔ ومن فقدھم فھو کیَتِیْمٍ۔ ومن فقدالفطرة فھو کعجیٍّ ومن فقدھما

ص۱۴۲

فھو کلطیم ومن الاشقیاء۔ فطوبی للذین یعطون الکل ویجمعون۔

ومن علاماتھم انھم یجتنبون الحسد الذی یشابہ الحسدل۔ ذٰلک بانھم یتمضخون من روح من ربّھم فتنشرح صدورھم و یرفعون الی العُلیٰ فلا یھوون ویعصمون من اسفل و یحفظون۔ ومن علاماتھم انھم یبعثون فی وقت یکون الناس کالیتامی ولا یؤاسیھم احد لاحتباکھم و یھلک الناس بموت الکفر والفسق ویُغَیِّبُ علماء السوء عن ھلاکھم ولا یبالون وکل ذٰلک یظھر علی عدّا نھم و بہ یُعرفون۔ فاذا رأیتم ان الناس یغتھبون ویکذبون و یشرکون باللّٰہ و یفسقون ویزنون و یخرجون من الدین ولا ینتھون۔ فاعلموا ان وقت بعث رسولٍ اتیٰ۔ وجاء وقت التذکیر لمن نسی الھُدیٰ فطوبیٰ لقوم یسمعون۔

ومن علاماتھم ان القوم اذا اتخذوا سُبلھم شَذَرَمَذَرَ فھناک ھم یُرسلون۔ والذین یمترون علیھم یُعادیھم اللّٰہ فینخرون و یُطردون من الحضرۃ و یُمترون۔ وان لم ینتھوا فیدمّرون و یھلکون۔ ویجعل اللّٰہ جذبًا فی قلوب اولیاءہ فیکفتون الناس والی انفسھم یجلبون۔ ولولم یتبعھم الناس لتبعتھم الحجارۃ والمدرۃ وجعلت اناسًا فللحق یشھدون۔

ومن علاماتھم انھم قومٌ لھم عُلق شدیدۃ باللّٰہ لا تُثقب فیھا مَدَارِیَۃٌ ولا سمھریۃٌ ولا سیف جائبٌ۔ ولا سھم صائبٌ ولا یموتون الا وھم مسلمون۔ ومن علاماتھم انھم یتکرمون عمّا یشینھم۔ و یکرمون بکلّ ما یزینھم ویبعدون عن الشائنات و یؤیّدون بالآیات وتقوم لھم السماء والارض للشھادات۔ و تبکیان علیھم

عند الوفات۔ وکذٰلك یتجلون ۔ ومن علاماتھم ان اللہ یجعل
برکاتٍ فی بیوتھم وثیابھم وفی عمائمھم وقمصھم وجلبابھم
وفی شفاھم وایدیھم واصلابھم وکذٰلك فی جمیع آرابھم وفی
حمّاماتھم والثمد الذی یبقٰی بعد تشرابھم ویکون معھم عند ھَوْنھم
وعند اجلعیابھم ویجیب دعواتھم فلا یخطئ ما یُرمٰی من جعابھم ولا
یمسّھم فقرٌ ویدخل بایدیہ مالاً فی جرابھم ویکرمھم عند مَشِیْبِھِمْ
ازید مما کان یکرم فی عدّان شبابھم۔ ویخلق فیھم جذباً قویًّا
ویرجع خلقا کثیرا الٰی جنابھم۔ واذا سئلوا قام لجوابھم۔ ویُعینھم
لیعرفوا بتحابہ ولتنشرح الصدور لاستحبابھم ویوعزہ تحریبھم
ویھیّج رحمہ اضطرابھم۔ فسبحان الذی یرفع عبادہ الذین
الیہ یَتَبَتَّلُوْن۔

ومن علاماتھم انھم یحسبون ربّھم خزینۃً لا تنفد وعینًا
لا ترکد۔ وحفیظًا لا یرقد۔ وخفیرًا لا یعنُدُ۔ ومالکًا لا یُفْرَدُ۔ وَحَبِیْبًا
لا یُفْقَدُ۔ ومخدومًا لا یکند۔ وعلیًّا لا یلبُدُ۔ ومحیطًا لا یمکد۔ وحیًّا
لا ینکد۔ وقویًّا لا یُھوّدُ۔ ودیّانًا یرسل الرسل ویُوفد ویرون
ان الخَلْق خلقوا من کلمہ والیہ یَرْجعون۔ ومن علاماتھم
انھم یبتلون ذات المرار ثمّ ینجیھم ربّھم ویُنصرون۔ وما کان
ابتلاءھم الّا لیظھر فضل اللہ علیھم ولیعلم الجاھلون۔ ومن
علاماتھم انھم یتمزّزون من شرابٍ طھور۔ وتملأ قلوبھم
من نور۔ وترٰی فی وجھھم اثر اکرام اللہ وحُبُورٍ ومن
ایدی اللہ یُنعّمون۔

ومن علاماتهم انّهم بَیْنَ المَزَارۃ یقتحمون مرامی لا یقتحمها الا رجل مز یر وینحرون نفوسهم ابتغاء مرضات الله القدیر ولا تجدهم علی ما فعلوا لحسیرۃ بل یوقنون انهم یکنزون اموالهم فی السماء وهناك لا یسرق سارق ولا ینهبون۔ ومن علاماتهم انهم قوم کالمستفشار المعتصر بایدی الغفار یتلقون من ربّهم من غیر وساطة الاغیار۔ ویعطون ما یشتهون۔ اوکالمشیرۃ التی یمتشرها الراعی بمحجنه لا کتفرّاتٍ تتساقط من غیر تضمّنه و ینظرون الی ربّهم ولا یُحجَبُوْن۔

صفحہ۱۰۶ ومن علاماتهم انّهم یسعون حق السعی فی الله ولا زمام ولا خزام۔ وتحتدم نار فی قلوبهم فیقتدون الضرام۔ ویکابدون بها الامور العظام۔ ویفعلون بقوۃ نارهم افعالاً تخرق العادۃ وتعجب الانام وتحیّر العقول والافهام۔ وتری الحَزْم فی اعمالهم ولا کسل ولا ایجام۔ فان غرَوْتَ ایّها السامع فلست من الذین یُبصرون۔ ومن علاماتهم انّهم لا یُعذّبون۔ ویجعل لهم الایلام کالانعام فلا یتألمون۔ وتفتح لهم ابواب الرحمة ویرزقون من حیث لا یحتسبون۔ ذٰلك بان لهم زلفیٰ ومقام فی حرم الجلیل الجبّار۔ فکیف یلقی الحرمیّ فی النار وکیف یعذّبون ولا یعذّب اولادهم بل اولاد اولادهم وکل واحد منهم یُرحمون ویجعل الله برکةً فی نسلهم فکل یومٍ یزیدون۔ ونحن نُخبِرُ بالعلّة التی اوجب الله من اجلها هٰذہ المراعات۔ واراد ان یکثر ابناءهم وابناء ابناءهم ویریحهم ویجتنب الاعنات فکان ذٰلك بانهم یبذلون نفوسهم لوجه الله ویحبون ان یموتوا فی سبیله

ولا یریدون الحیات ۔ فاقتضی کرم اللہ ان یردّ الیھم ما آتوا مع زیادۃ
من عندہٖ و یوصل ما کانوا یحسمون۔ وکذالک جرت سُنّتہ فی
عبادہ انہ لا یضیع اجر قوم یحسنون۔ ولا یضرب الذلۃ علی الذین
یتذللون لہ بل ھم یُکرمون۔ ومن صافا ربہ ووفّی وستر امرہ و
اخفٰی ما کان اللہ لیترکہ فی زوایا الکتمانؕ بل یکرمہ ویعزہٗ ویفور
لطفہ لاکرامہ بین الناس والاخوان ۔ ویحب رفع ذکرہ الیٰ اقاصی
البلدان کما ینھم الجوعان۔ وان العبد المقرّب یقنع علی بُلسَنٍ ویعاف
التّنعم والادمانَؕ فیخالفہ ربہ ویعطیہ العناقید والرُّمان۔ وانہ
یختار حجرۃ الاختفاء لیعیش مستورا الی یوم الفناء فیخرجہ اللہ من
حجرتہ بالایحاء ویرجع مخلوقہ الی حضرتہ فیاتونہ بالھدایا والنعماء۔
ویخدمون ویوضع لہ القبول فی الارض وینادیٰ فی اھل السماء انہ
من الذین یحبّھم اللہ ویحبونہ ولہ یخلصون۔ ویکون اللہ عینہ
التی یبصر بھا واذنہ التی یسمع بھا ویدہ التی یبطش بھا ھذا اجر
قوم یکونون للہ بجمیع وجودھم ولا یشرکون۔ ویقضون الامر انّھم لہ
ثمّ بعد ذٰلک لا یبدلون القول حتی یموتوا والیہ یرجعون ۔

ومن علاماتھم انّھم ینسلخون من نفوسھم کما تنسلخ
الحیوات من جلودھا وتنطفئُ نیرانھا بعد وقودھا ثم تجدّد فیھم
الامانی المطھرۃ وتعدّ لھم ما تشتھیھا نفوسھم المطمئنۃ وتُھیّأ
لھُمْ فی زمنٍ مَاحلِ المآدب الروحانیّۃ فیاکلون کلّما وضع لھم
بل یتحطمون۔ ویجمعون الخیر کامراۃ مُمْغِلٍؕ ویجتنبُوْنَ العبث
ولا یقربون۔ یَبْدءُوْن من ارضٍ الیٰ ارض اُخری ولا یترکون النفس

کاذلکم بل یبیّضون ۔

ومن علاماتهم انهم لا ینکرون کلمة الحق وامام الزمان ولو یُلقون فی النیران ۔ ولا یضیعون ایمانهم ولو یقتلون بالسیوف المصقولة او یُرجمون ۔ یُعجب الملائکة صدقهم وفی السماء یُحمدون ۔ اولٰئک قوم سبقوا کل هُدًی ولیسوا کهدی ودعثروا قصر وجودهم لحبّ یؤثرون ۔ ان الله وملائکته یصلّون علیهم والصلحاء والابدال اجمعون ۔ صدقوا فیما عاهدوا وقضوا نحبهم لوجه الله فالایمان ذٰلک الایمان ۔ فطوبٰی لقوم به یتّصفون ۔

ان مثلهم کمثل **عبد اللطیف** الذی کان من حزبی وکان من ارض بلدة کابل وکان زعیم القوم وسیّدهم وامثلهم واعلمهم واتقاهم واشجعهم وبَدْءُهُمْ فی السوددوا بهاهم انه اری هذا الایمان وهَدّدوه بوعید الرجم لیترک الحق فآثر الموت وارضی الرحمان ورُجم بحکم الامیر فرفعه الله الیه ان فی ذٰلک لنموذجًا لقوم یغبطون ۔

انّ الذین یُقتلون فی سبیل الله لا تحسبوهم امواتا بل احیاء عند الله یُرزقون ۔ ومن قتل مومنا متعمدا فجزاءه جهنم خالدًا فیها وغضب الله علیه ولعنهٗ واعدله عذابًا الیما وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون ۔ ان السّماء بکت لذٰلک الشهید وابدت له الاٰیات وکان قدرا مفعولًا من الله خالق السّموات وقد انبأنی ربّی فی امره قبل هذا بوحیه المبین ۔ کما انتم تقرءونه فی البراهین او تسمعون ۔ وعسٰی ان تکرهوا شیئًا وهو خیر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون ۔ ولمّا رحل الشهید المرحوم من دار الفناء ۔ وسلّم روحه الیٰ ربّه

۱۰۸

بطيب النفس والرضاء فما اصبح الظالمون۔ الّا و ابتلوا برجزٍ من السماء وهم نائمون وجعلوا يفرّون من ارض بلدة كابل فاُخِذوا اينما ثقفوا واين يفرّ الفاسقون انّ فى ذلك لعبرة لقوم يحذرون *

ومن علاماتهم ان الملائكة تنزل عليهم بالبركات و يكرمهم الله بالمكالمات والمخاطبات و يوحى اليهم انهم من سراة الجنّات و انهم مقرّبون ولهم فيها ما تدعى انفسهم ولهم فيها ما تشتهون۔ و ينزل عليهم كلام لذيذ من الحضرة و كلم اُفصحت من لدن ربّ العزّة و ينبّأون بكل نبأٍ عظيمٍ و انباء الغيب من القدير الكريم۔ و يغاث الناس بهم عند اسناتهم و ينجون من آفاتهم و يغيّر ما بقوم بتضرعاتهم و تستجاب كثير من دعواتهم۔ و تظهر الخوارق لانجاح حاجاتهم مع اعلام من الله و بشارة بتعذيب قوم لا يالتون انفسهم من ذاتهم و كذالك يُؤيّدون و يبشرون و ينصرون و ينوّرون و يثمرون و يهلكون مرارًا ثمّ يُذرءون حتّى يروا ربّهم و هم يستيقنون ولا تطلع عليهم شمس ولا تجنّ عليهم ليلة الّا و يقرّبون الى الله و يزيدون فى علمهم اكثر مما كانوا يعلمون واذا بلغوا الشيب يكمل شبابهم فى الايمان فيتراءون كرجلٍ مطهّم كأنّهم فتيان مراهقون و كذالك يزيد ايمانهم و عرفانهم بزيادة اعمارهم۔ و يزيدون فى التقوىٰ حتى لا يبقى منهم شئ ولا من آثارهم۔ و يبدلون كل آن۔ و ينقلون من عرفان الى عرفان آخر هو اقوى من الاول فى اللمعان۔ و كذالك يربّيهم ربّهم بفضل و احسان۔ ولا يتركهم كسقم نضوٍ بل يجدّدهم بتجديد نور الجنان۔ و يقلبهم

۱۰۹ ذات الیمین وذات الشمال وتجری علیہم شہوات النفس وہم یتزاورون عنہا بمشاہدۃ الجمال۔ وتحسبہم ایقاظًا وہم رقود فی مہد الوصال۔ ولا یترکون سُدًی بل یجعلون عنا قید من الفعال۔ و یبدّلون ویغیرون ویبعدون عن الدنیا و یبلغون من مقامات الی ارفع منہا بحکم اللّٰہ الفعّال۔ واٰخر ما ینتہی الیہ امرہم انہم یحیون بعد مماتہم و یوصلون بعد انفتاتہم ویَرِدُ علیہم موت بعد موتٍ ثم یعطون حیاتًا سرمدًا لمصافاتہم ویحفظون من عُواۂ ابلیس و ممن یعشو عن ذکر اللّٰہ ومن معاداتہم واذا بلغوا غایاتہم یعطون مقامًا لا یعلمہ الخلق ویناٰون عن عرصاتہم ویکونون نورًا تخسأ منہ العیون وفی نوراللّٰہ یغیبون۔ ولا یعرفہم الا الذی یعرّفہ اللّٰہ ویکونون غیب الغیب وروح الروح و اخفی من کل اخفی یرجع البصر منہم خاسئًا ولا یرٰی واذا تمّ اسمہم الذی فی السماء وعند ربّہم الاعلٰی۔ وکمل امرہم الذی اراد اللّٰہ وقضٰی نودی فی السماء لرجوعہم الی السماء فالٰی ربّہم یبوءون۔ وتخرج نفوسہم الی اللّٰہ راضیۃً مرضیّۃً فتنسلّ من اجسامہا کما ینسلّ السیف من جفنہ و یترکون الدنیا وہم لا یشجبون۔ یرون الدنیا کشاۃٍ بکیئۃٍ او میتۃ تعفّن لحمہا۔ فلا تمد عینہم الیہا ولا ہم یتأسّفون۔ و یتبوّؤن دار حبّہم فبالمرہفات لا یترکون۔ ولا یلومہم الا مجہبٌ ولا ینکرہم الا قوم عمون ؁

ویل للعضابین فانہم یُہلکون۔ ویل للمغتہبین فانہم یُنہبون ویل للمفترین فانہم یسئلون۔ ویل للذین تیئذء عینہم عباد الرحمٰن فانّہم یموتون وہم عمون۔ ویل للذین یتغافلون اذا سمعوا الحق

فانھم بنارھم یُحرقون۔

ومن علاماتھم انھم یُعطون کلماتٍ تُفصّحُ من عند ربّھم فما کان لبشر ان یقول کمثلھا ولا یبارزون۔ وان عباد الرحمان قد یتمنّون کلمًا فصیحۃ کما یتمنّون معارف ملیحۃ فیرزقون کلّما یطلبون۔ وکذالک جرت عادۃ اللہ فی اولیاءہ انّھم یُعطون لسانًا کما یعطون جنانًا ویُنطقھم اللہ فبانطاقہ یَنطقون۔ وکما ان المرأۃ اذا وحمت یُعِنّ لھا بعلھا ما اشتھت فکذالک اذا نفخ الروح فیھم خلقت فیھم امانی من اللہ لا من النفس الامارۃ فتعطی امانیّھم ولا یُخیّبون۔ وکذالک اُعطِیتُ کلامًا من اللہ فأتوا بمثل کتابنا ھذا ان کنتم ترتابون۔

ص ۱۱۰

ومن علاماتھم انھم ینزلون من السماء کغیثٍ یساق الی ارضٍ جُرُزٍ فیدعون الناس الی ماءھم وھم یثوّبون۔ وینتزعون القلوب من الصدور جذبا من عندھم فیھرول الناس الیھم وھم یُغسّلون۔ ومن **علاماتھم** انھم لیسوا کضنین فی افاضۃ النور۔ ولا کالناقۃ المصُور ولا ھم یبخلون۔ قوم لا یشقی جلیسھم ولا یخزی انیسھم مبارکون من انفسھم ویُبارکون الناس ویُسعدون یخضّرون ارضا اُمعرتْ۔ ویحیون قلوبًا ماتت۔ ویعیدون دُوَلًا ذھبت ویَرُدّون بلایا اَقبلت۔ ویوصلون عُلقًا قُطِعَتْ۔ ویسجرون انھارًا نزف ماءھا وتخلّت وکلّما خرب من الدین یعمرون۔ لھم صدور ملئت من النور۔ وقلوب مُلِئت من السرور۔ وانھم نجوم السماء۔ وبحار الغبراء۔ وارواح الاجساد۔ وللارض کالاوتاد۔ لا یُبدّلون عھدا عقد وامع اللہ

وھم یُبدّلون، وانّہم ابدال یُبدّل لھم اللہ وانھم اقطاب لا یتزلزلون۔ وانہم مصطخمون للہ صلموا الامّارۃ من اَصلھا وعلی امر اللہ قائمون۔ یزجّون الحیات فی ھمومٍ۔ ولا یعیشون کعَیْصومٍ۔ ولا یقنعون بظاھر الفسل کحَیْشومٍ۔ بل یسابقون الی معین یطھّر نفوسھم ولا یتضیحون٭

وانھم حفظۃ اللہ علی الناس۔ عند الباس ولوجود الخلق کالراس۔ وفی بحر خلق اللہ کالدر المکنون۔ یفتحون الملحمۃ العظمیٰ التی ھی بالنفس الامارۃ۔ فیفتحون القلوب بعدہ باذن اللہ ذی العزۃ ویغلبون ویحیون بعد الموت ویعانھم الناس فہم یمضخون۔ لا تجد بُوصیًا کمثلھم اذا طما الماء واشتد البلاء وارتفع الزفیر والبکاء وعند ذٰلک ھم الشفعاء باذن اللہ الذی منہ یُرسلون۔ واذا بلغت القلوب الحناجر قاموا وھم یتضرعون وخروا وھم یسجدون۔ ھناک تملأُ السّماءَ دعاءُھم ویبکی الملائکۃَ بکاءُھم ویسمع لھم لتقواھم فینجی الناس من بلاءٍ بہ یُقلقون۔ وانھم قوم یضجون بالارض ویضیحونَ بتوالی السجداتِ عند توالی الاٰفات ویبلونھا بالعبرات ویقومون امام اللہ دافع البلیات فی اللیالی المظلمات۔ ویقبلون الیٰ ربّھم بصدق یُرضی خالق الکائنات۔ ویموتون لاحیاء قومٍ کانوا علی شفا الممات فیبدلون القدر بالموت یشفعون۔ وبالنَّصَبِ یُریحون۔ وبالتألم یبسئون٭

یواسون خلق اللہ ویتخونونھم عند الداھیات۔ ویعملون عملاً یعجب الملائکۃ فی السمٰوات ویسبقون فی الصالحات۔ وتشجّع قلوبھم فیمشون فی المأثرات ولو جعلت سرمدًا الیٰ یوم المکافات ولا یتخوّفون ولا ینتتمون علی احدٍ بقولٍ سُوءٍ وعند فحش الناس یجمون ویکظمون۔

ولا یتما یلون علیٰ جیفۃ الدنیا و یترکونہا للکلاب۔ و یحسبونہا لحفنۃً
من عظامٍ بل وَبِیم الذباب۔ فلا یرتد طرفہم الیہا ولا یلتفتون ویجعلون
انفسہم کشجرۃ شعواء۔ فیا کل الجوعان ثمارہم من کل طرف جاء۔
نعم الاضیاف ونعم المضیفون۔ قوم مطہّرون و یدفعون بالحسنۃ
السیئۃ ویخدمون الوریٰ ولا یوذون من اذیٰ۔ ومن تمحّٰی الیہم فیقبلون۔
واذا لقوا من اعداءہم الازابی دفعوہ بالمنّ ویجتنبون التساب
ولا یحسمون۔ یدعون لاعداءہم دعاء الخیر والسلامۃ والصحّۃ والعافیۃ
والھدایۃ من اللّٰہ ولا یترکون لاحدٍ فی صدورہم مثقال ذرّۃ من الغلّ و
یدعون لمن قفاہم وازدریٰ۔ ویووُن الیٰ عصاہم من عصیٰ فیتجلّٰی اللّٰہ
علیہم بما کانوا اٰثروہ ورحموا عبادہٗ وبما کانوا یُخلصون۔ اولٰئک ھم
الابدال واولیاء اللّٰہ حقّاً و اولٰئک ھم المفلحون۔

تُبارک الارض بقدومِہم ینجی النّاس عند ھمومہم فطوبیٰ لقومٍ
بہم یرتبطون۔ ربّ اجعلنی منہم وکن لی ومعی الیٰ یوم یحشر الناس و
یُحضرون۔ ربّ لا تؤاخذ من عادانی فانہم لا یعرفوننی ولا یبصرون۔
رب فارحمہم من عندک واجعلہم من الذین یہتدون۔ وما یفعل اللّٰہ
بعذابکم ان شکرتم واٰمنتم ایہا المنکرون۔ الا تشکرون للّٰہ وقد ادرکم
فی وقت تُہلکون فیہا و تُخطفون۔ وان شکرتم لیزیدنکم وتعطون کلّما
تتمنّون و تشتہون۔ وان تکفروا فان جہنّم حصیر لقوم یکفرون۔

ومن علاماتہم انّہم لا یوذون ذرّۃ ولا نملۃ وعلی الضعفاء
یترحّمون ولا یقطعون کل القطع ولو عاداہم الاشرار الذین یوذون من
کُلّ نوع و یعتدون۔ بل یدعون لاعداءہم لعلہم یہتدون۔ ولا

۱۱۲

تجدھم کفظٍ غلیظ القلب ولا تجد کمثلھم ارحم وانصح للناس ولو شرّقت
اوکنت من الذین یغرّبون۔ یدعون للذین اصابتھم مصیبۃ حتی یلقون
انفسھم الی التھلکۃ۔ فاذا وقع الامر علی انفسھم یسمع دعاءھم فی الحضرۃ
وبھا ینبؤن۔ ذالک بانھم یبلّغون دعواتھم الی منتھاھا ویتمون حق
المواساۃ ولا یالتون۔ یذیبون انفسھم ویلقونھا الی الدمار۔ فینجّون بھا
نفوسًا کثیرۃ من التبار وکذالک تعطی لھم فطرۃٌ وکذالک یفعلون۔
یقومون فی لیل دامسٍ والناس ینامون ویرون نور اعمالھم فی ھذہ
الدنیا وکل یوم فی نورھم یزیدون۔ ویرون نضارۃ ما قدموا لانفسھم
ولا یکونون کمھلوسین ویجتنبون کل معصیۃٍ ولو کانت صغیرۃ فلا یقربونھا
ولا یختمصون۔ ویُمیّزون العمل الصالح ولا یزدرون۔

وانی بفضل اللّٰہ من اولیاءہ افلا تعرفون۔ وقد جئتکم مع اٰیاتٍ
بیّناتٍ افلا تنظرون۔ اما خسف القمران اما تُرِکَ القلاص فی جمیع
البلدان۔ ما لکم لا تتفکرون۔ وقد جاءت بیّنات من الرحمان۔
ونزل منہ السلطان۔ فایّ شکّ بعد ذالک یختلج فی الجنان اوایّ
عذر بقی عندکم ایھا المعرضون۔ اما اشیع الطاعون وکثر المنون
وشاع الکذب والفسق وغلب قوم مشرکون وبدا انقلاب عظیم فی العالم
وظھر اکثر ما تنتظرون۔ فما لکم لا تحسنون الظنون وتعتدون۔ ص ۱۱۳

ایھا الناس لم قدمتم بین یدی اللّٰہ وحکمہٖ ان کنتم تتقون۔
اھٰذہ تقاتکم اتکفرونی وما علمتم حق العلم وما تسئلون بقلوبٍ
سلیمۃ وان سُئِلَ عنکم تتوقّدون۔ اشق علیکم ان اللّٰہ بعثنی علٰی
راس المائۃ واختارنی لاجدّد دین اللّٰہ صلاحًا واُفحِم قومًا زادغلوّھم

فی اتخاذ عیسٰی الھًا۔ واکسر صلیبا یعلونه ویعبدونه۔ او اغضبکم ما خالفکم ربّی فی وحیه۔ وکذٰلک غضب الیهود من قبل فما لکم لا تعتبرون۔

ایّها الناس انّی انا المسیح الذی جاء فی اوانه۔ ونزل من السماء مع برهانه واراکم اٰیات الله فیکم وفی نفسه وفی اعوانه وشهد الزمان له بلسانه وشهد الله له فی قراٰنه۔ فبایّ حدیث تومنون بعد شهادة الله وبیانه۔ الم یان ان تتقوا الله ویوم لقیانه۔ وان تتقوا یومًا یذیب الجلود بنیرانه۔ الا تتفکرون فی اٰیات الله۔ وایّ شهادة اکبر من فرقانه۔

الاترون ان کنت من الله وتنکرونّی فکیف یصیبکم حظ من امانه الا تقرؤن قصص الیهود۔ کیف جعلوا من القرود۔ الم تکن عندهم معاذیرکما انتم تعتذرون۔ فارحموا انفسکم الٰی ما تجترءون۔ ولا تحاربوا الله ایها الجاهلون۔ ما لکم لا تذکرون موتکم ولا تتقون۔ ان الغیور الذی ارسلنی وعصیتموه انه هو الصاعقه۔ ولا یردّ باسه عن قوم یجرمون۔ انه یسمع ما تتفوّهون به ویرٰی نجواکم ویرٰی کلما تمکرون۔ وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون۔ ویلٌ للذین لا یفرّقون بین الصادق والکاذب ولا یفرقون۔ ولا یعرفون الصادقین من وجوههم ولا یتفرّسون۔ ولا یذوقون الکلمات ولا ینتفعون من الاٰیات ختم الله علٰی قلوبهم فهم لا یتفقهون۔

ایها الناس لم تستعجلون فی تکذیبی فما لکم لا تسلکون کالمتقین وتهذون ولا تتزمّتون۔ ما لکم لا تُمعِنون فی قوله عزّ وجل حکایةً عن عیسٰی فلمّا توفیتنی اولا تتوفون وتخلدون۔ ام رئیتم عیسٰی اذ صعد الی السماء فقلتم کیف نترک ما رأینا وانا مشاهدون

تعساً لکم لم تضلون زمع الناس بغیر علم ولا تتقون الذی الیہ ترجعون۔ تصرّون علی الکذب و تعلمون انکم تکذبون۔ ثم علی الزور تجترء ون ولوکنت لا اُبعث فیکم لکنتم معذورین۔ ولکن ما بقی عندکم عذر بعد ما بعثنی اللہ فما لکم لا تخافون۔ بئسما فعلتم بحکم من اللہ و بئسما تفتعلون ۔

یا حسراتٍ علیکم ما عرفتم الزمان وما تذکرتم ما قال النبیّون وقد منّ اللہ علیکم بآیات من عندہ فما نظرتم الیہا وتصاممتم وتعامیتم و صرتم من الذین یموتون۔ وما ترکتم ذرّۃ من ضلالٍ الا تکم بل علیہا تصرّون۔ انّ اللہ قد صرّح لکم وقت مسیحہ وما ترک من ادلّۃٍ۔ ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلّۃ۔ فما لکم لا تفہمون۔ ھذا السرّ ولا تتوجھون۔ الیست ھٰذہ المائۃ مائۃ البدر۔ فما لکم لا تقدرون۔ آیَ اللہ حق القدر ولا بہا تنتفعون۔ وقالت السفہاء کیف نتبع الذي شذ وکیف نترک سَواداً اعظم۔ وما جاء نبی الا کان من الشاذین وکان عن الضلال تکرّم۔ انظر کیف نزیل وساوسہم ثم انظر کیف یتعامون۔ انہم نسوا یومًا یرجعون الیہ فرادیٰ۔ ثم یسئلون عما کانوا یعملون ۔ ما لہم لا یوانسون موسیٰ وعیسیٰ ونبیّنا الاکرم۔ کیف بعثوا شاذین فی اوائلہم ثم اجتمع علیہم فوج من الصلحاء وکل صدّق و سلّم وآمنوا بمن شذ وترکوا سوادھم الاعظم الا الذی ذُرِءَ لجہنم ۔ فَوَیْلٌ لِّلّذین ترکوا مبعوث وقتہم اولئک ھم الذین شذوا وسماھم نبیّنا فیجًا اعوج واشأم وقال انہم لیسوا منی ولست منہم فہم الشاذون کما تقدم

اذا جاء هم حكمٌ من ربهم فقأوا عيونهم واصمّوا آذانهم وما سألوا عنه وصاروا كابكم ‍‌‌.

وانّ الله بعثنى على راس هذه المائة. بما رأى الاسلام فى وهاد الغربة. ورأه كارضٍ حشاةٍ سوداء اوكحشيٍ ممّا يُنبِتُون. اوكلحمٍ نتق وكاد ان يكون كَنِيتُونَ. ورأى النصارىٰ انهم يضلّون اهل الحق ويُنَصِّرُونَ. ويسبّون نبيّنا ظلما وزورا ولا ينتهون. ورأى العلماء ما بقيت فيهم قوة الافحام ولا فصاحة الكلام ولا يحتكىُ نطقهم فى نفس بما لا ينطقون بروحٍ من الله ولا هم يفصِحُون. بل يوجد فيهم تكنّع ويفطفطون. ذٰلك بما عصوا ربّهم بقولٍ لا يُقارنه فعل وبما كانوا يُراءُون. ولمّا جئتهم من ربّى اعرضوا وقالوا كاذب اومجنون. وما جئتهم الا وهم يَسْهون فى الصالحات وعن الصالحات. وينبذون السُّعدة وبالنَّيتُونِ يفرحون. وامليت لهم رسائل فيها آيات بيّنات لعلّهم يتفكرون. فما كان جوابهم الا الهُزء والسَّخر وكذّبوا بآيِ الله وهم يعلمون. وقالوا ان هو الا افترىٰ واعانه عليه قوم آخرون.

وقال بعضهم دهريٌ لا يؤمن بالله فاقرءْ ايّها النّاظر ما كتبنا واشعنا ثمّ انظر كيف يهذرون وان السمع والبصر والفواد كل اولٰئك كان عنه مسئولا. فويل لهم يوم يلقون الله ويسئلون وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللهِ كَذِبًا اوكذّب باٰية انه لا يفلح الظالمون. وقالوا ما جئتَ بسلطانٍ من عند الله بل لهم اعين لا يبصرون بها وقلوب لا يفقهون بها واذان لا يسمعون بها وان هم الا كسارحة

۱۱۵

یتیہون خلیع الرسن ویرتعون۔ وتبیّن الحق وھم یعرضون۔ یکتبون رسائل لیستروا الحق ؕ وانا اقتبسنا ایدیھم فما یکتبون۔ وانی اِقْتَبْتُہُمْ یمینًا وقلت بارزونی ان کنتم تصدقون۔ فلکأوا بمکانھم وما خرجوا کأنّ الارض تلمّأت بھم وکانّھم من الذین یُعْدمون۔ ثم انی قمت لھم فی لیالٍ مبارکةٍ ودعوتُ لھم فی اسحاءھا لعلّھم یرحمون۔ وما کان اللہ لیتوب علی احد الاعلٰی قومٍ یتوبون ۔ منھم قوم اعتدوا ومنھم کشیءٍ مُقارِبٍ ؕ ولیسوا علی طریق ناھجةٍ ؕ ولا یستنھجون ۔ و من تقرب الی اللہ شبرًا یتقرب الیہ ذراعًا ولکن الظالمین لا یتوجھون ۔ قرضبوا عُلقَ اللہ وھم علی الدُّنیا یتمایلون ؕ۔ واصابھم زمھریر الغفلة فاقرعبّوا وھم منہ کلٌ اٰنٍ یُقرَطبون ۔ قشّبوا صالحًا بما فسد وقضّبوا کرمَا الایمان ولا یبالُون ۔ واذا قیل لھم ان اللہ قد اصطخم لکم وارسل الطاعون۔ قالوا مرض یاتی و یذھب ولا یاخذنا المنون۔ انظر کیف ینتبھون ثم انظر کیف یتناعسون یرَون الموت ولا یَتّحِظون۔ تراھم یلھجون بزخارف الدنیا ولا یشبعون ؕ

واذا قُرِئَ علیھم ما انزل اللہ ازوّروا مُھرولین وھم یشتمون۔ تراٰھم جیفة لیلھم وقُطرب نھارھم یھیمون لدنیاھم و عن الاٰخرة یغفلون۔ ولا تترکھم صواکم الدھر ثم مع ذٰلک لا یتنبھون۔ واذا عُرِضت علیھم کلم الحق سمعوھا وھم یتأقون ویعافون ما یسمعون ویَبذءُون ما یُقرءُون ۔ یعلمون انھم میتون ثمّ یتعامشون ۔ یبکون للدّنیا کالاعمش وھم عن الاٰخرة غافلون۔ زیّن الشیطان لھم اھواءھم فعُنّشوا الیھا فاحبط اللہ اعمالھم

ص۱۱۶

وافسل علیہم متاعہم ولعنوا وہم لا یعلمون۔ یختارون ثمدًا حمیمًا وصریًا و یترکون غمرًا غیر غششٍ ذٰلک بانّہم افشال فعلی الادنٰی یقنعون۔ یترکون لونًا لا شِیَۃَ فیھا ویختارون الرقش و یقعدون بین الضّح والظلّ ولا یترکون مقاعد ابلیس ولا ینتھون۔ وحَبَابُھم ان تفتح علیہم ابواب الدنیا ویعطوا فیھا کلّ ثمرۃ من ثمارھا ویُستَغوُون۔ یکفّرونی ولا اَدری علی ما یکفّرونی وآلَیْنَاھم بیمین ان یقولوا ما یسترون فما تفوھوا بقول وشُدَّ وکاء قربتھم فلا یترشحون۔

یحسبون وقت نزول المسیح کناقۃٍ مُجحٍ ویرون ان الاشراط قد ظھرت ثم لا یتیقّظون۔ اما کسف القمران۔ وکان الکسف فی رمضان۔ الا ینظرون کیف تظھر اثقال الارض وتجری الوابورۃ وتنجر السفائن۔ وتُزوّج النفوس وتترک القلاص وتبدل الظعائن وظھر کلما یا منون۔

وانّ مرھم عیسٰی اٰیۃٌ بیّنۃ علی موتہ۔ فما لھم لا یفکّرون فی ھذہ الآیۃ ولا بہ ینتفعون۔ وانما مثل المسیح الموعود لمثل ذی القرنین۔ والیہ اشار القرآن یا اولی العینین فکفاکم ھذا المثل ان کنتم تتأمّلون وانی انا الاحوذیّ کذی القرنین۔ وجمعت لی الارضون کلھا بتزویج النفوس فکمّلتُ امر سیاحتی وما برحتُ موضع ھاتین القدمین۔ ولا سیاحۃ فی الاسلام ولا شدّ الرحال من غیر الحرمین۔ فرُزِقَ لی السَّیْحانُ بھذا الطریق من ربّ الکونین۔ ووجدتُ فی سیاحتی قومین متضادین۔ قوم ضحت علیہم الشمس ولفحت وجوھم نارًا واُوارٍ فرجعوا

صفحہ ۱۱۷

بخفی حنین وقوم آخرون فی زمھریر وعین حمئۃٍ لفقد العینؕ۔ ذٰلک مثل الذین یقولون انا نحن مسلمون۔ ولیس لھم حظ من شمس الاسلام یحرقون ابدا انھم من غیر نفع ویلفحون ومثل الذین ما بقی عندھم من ضوء شمس التوحید واتخذوا عیسٰی الٰھًا واستبدلوا المیت بالذی ھو حیٌّ۔ و یظنون انھم الیہ یتحوّجون ٭

ھٰذان مثلان لقوم جعلوا انفسھم کعبادید ما نفعھم ضوء الشمس من غیر ان تلفح وجوھھم حرّھا فھم یھلکون۔ ومثل لقومٍ فرّوا من ضوءھا فنُھبوا وھم یغتھبون۔ وانی ادرکتُ القرنین من السنوات الھجریّۃ وکذٰلک من سَنَۃِ عیسٰی ومن کل سَنَۃٍ بھا یحاسبون۔ فلذٰلک سمیت ذا القرنین فی کتاب اللّٰہؕ ان فی ذٰلک لاٰیۃ لقوم یتدبّرون ٭

وما جئت الا فی وقت فتحت یاجوج وماجوج فیہ وھم من کل حدبٍ ینسلون۔ فبعثتُ لاصون المسلمین من صولھم بآیاتٍ بیّناتٍ وادعیۃ تجذب الملائکۃ الی الارض من السمٰوات ولاجعل سدّ القومٍ یسلمون ٭

الحمد للّٰہ الذی ارسل عبدہ علی اوانہ وانزلہ من السماء عند فساد الزمان وخذلانہ فھل منکم من یردّ قضاءہ ویھدّ بناءہ۔ سبحانہ وتعالٰی عما تزعمون ٭

وکفرتمونی وما ظلمتم الّا انفسکم وانّی افوّض امری الی اللّٰہ فسوف تعلمون ٭

تَمَّ الکِتَابُ بِعَوْنِ اللّٰہِ الوَھَّاب

صفحہ ۱۱۸

بقیہ حالات حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم

میاں احمد نور جو حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کے خاص شاگرد ہیں ۸ ؍ نومبر ۱۹۰۳ء کو مع عیال خوست سے قادیان پہنچے۔ ان کا بیان ہے کہ مولوی صاحب کی لاش برابر چالیس۴۰ دن تک ان پتھروں میں پڑی رہی جنمیں وہ سنگسار کئے گئے تھے بعد اسکے مَیں نے چند دوستوں کے ساتھ ملکر رات کے وقت اُن کی نعش مبارک نکالی اور پوشیدہ طور پر شہر میں لائے اور اندیشہ تھا کہ امیر اور اس کے ملازم کچھ مزاحمت کرینگے مگر شہر میں وبائے ہیضہ اس قدر پڑ چکا تھا کہ ہر ایک شخص اپنی بلا میں گرفتار تھا۔ اس لئے ہم اطمینان سے مولوی صاحب مرحوم کا قبرستان میں جنازہ لے گئے اور جنازہ پڑھکر وہاں دفن کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب جب پتھروں میں سے نکالے گئے۔ تو کستوری کی طرح اُن کے بدن سے خوشبو آتی تھی اس سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔

اس واقعہ سے پہلے کابل کے علماء امیر کے حکم سے مولوی صاحب کے ساتھ بحث کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ مولوی صاحب نے اُن کو فرمایا کہ تمہارے دو خدا ہیں۔ کیونکہ تم امیر سے ایسا ڈرتے ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ مگر میرا ایک خدا ہے اسلئے مَیں امیر سے نہیں ڈرتا۔ اور جب گھر میں تھے اور ابھی گرفتار نہیں ہوئے تھے اور نہ اس واقعہ کی کچھ خبر تھی اپنے دونوں ہاتھوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے میرے ہاتھو! کیا تم ہتکڑیاں کی برداشت کر لو گے۔ ان کے گھر کے لوگوں نے پُوچھا کہ یہ کیا بات آپ کے منہ سے نکلی ہے۔ تب فرمایا کہ نماز عصر کے بعد تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ کیا بات ہے۔ تب نماز عصر کے بعد حاکم کے سپاہی آئے اور گرفتار کر لیا۔ اور گھر کے لوگوں کو انہوں نے نصیحت کی کہ مَیں جاتا ہوں اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم کوئی دوسری راہ اختیار کرو۔ جس ایمان اور عقیدہ پر مَیں ہوں چاہیئے کہ وُہی تمہارا ایمان اور عقیدہ ہو۔ اور گرفتاری کے بعد راہ میں چلتے وقت کہا کہ مَیں اس مجمع کا نوشاہ

ہوں۔ بحث کے وقت علماء نے پوچھا کہ تو اس قادیانی شخص کے حق میں کیا کہتا ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہم نے اس شخص کو دیکھا ہے اور اُس کے امور میں بہت غور کی ہے اس کی مانند زمین پر کوئی موجود نہیں اور بیشک اور بلاشبہ وہ مسیح موعود ہے اور وہ مُردوں کو زندہ کر رہا ہے۔ تب ملانوں نے شور کر کے کہا کہ وہ کافر اور تو بھی کافر ہے اور اُن کو امیر کی طرف سے بحالت نہ توبہ کرنے کے سنگسار کرنے کے لئے دھمکی دی گئی۔ اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب میں مروں گا تب یہ آیت پڑھی۔ ۱۱۹

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب[1]

یعنے اے ہمارے خدا ہمارے دِل کو لغزش سے بچا اور بعد اسکے جو تُو نے ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ رکھ اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عنایت کر کیونکہ ہر ایک رحمت کو تو ہی بخشتا ہے۔

پھر جب اُنکو سنگسار کرنے لگے تو یہ آیت پڑھی۔ انت ولیّ فی الدنیا والاٰخرۃ توفنی مُسلما والحقنی بالصالحین[2] یعنے اے میرے خدا تُو دنیا اور آخرت میں میرا متولی ہے۔ مجھے اسلام پر وفات دے اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے۔ پھر بعد اسکے پتھر چلائے گئے اور حضرت مرحوم کو شہید کیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اور صبح ہوتے ہی کابل میں ہیضہ پھوٹ پڑا اور نصر اللہ خان حقیقی بھائی امیر حبیب اللہ خان کا جو اصل سبب اِس خونریزی کا تھا اُسکے گھر میں ہیضہ پھوٹا اور اُسکی بیوی اور بچہ فوت ہو گیا اور چار سَو کے قریب ہر روز آدمی مرتا تھا اور شہادت کی رات آسمان سُرخ ہو گیا۔ اور اُس سے پہلے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مجھے بار بار الہام ہوتا ہے۔ اذھب الیٰ فرعون انی معک اسمع واریٰ وانت محمد معنبر معطر۔ اور فرمایا کہ مجھے الہام ہوتا ہے کہ آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اُس شخص کی طرح کانپ رہی ہے جو تپ لرزہ میں گرفتار ہو۔ دُنیا اس کو نہیں جانتی یہ امر ہونے والا ہے۔ اور فرمایا کہ مجھے ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ اس راہ میں اپنا سر دیدے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کے لئے یہی چاہا ہے۔

[1] آل عمران : ۹ [2] یوسف : ۱۰۲

صفحہ ۱۲۰ اور میاں احمد نور کہتے ہیں کہ مولوی صاحب موصوف ڈیڑھ ماہ تک قید میں رہے۔
اور پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ چار ماہ تک قید میں رہے یہ اختلاف روایت ہے اصل واقعہ
میں سب متفق ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔